التصدیق لدفع التلبیسات
یعنی
امام اہلسنت غزالی زماں حضرت
علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کے ترجمۃ القرآن
البیان
کی
اکابر علمائے امت اور صلحائے ملت
کی طرف سے تحسین وتائید
ناشر
کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

یعنی

امام اہلسنت غزالی زماں حضرت

علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ العزیز کے ترجمۃ القرآن

البیان

کی

اکابر علمائے امت اور صلحائے ملت

کی طرف سے تحسین و تائید

ناشر

کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

نام کتاب	التصديقات لدفع التلبيسات
مرتب	جانشین غزالی زماں حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ
بار	اول
ہدیہ	
صفحاتِ کتاب	312
سنِ اشاعت	2004ء
بائنڈنگ	مشتاق بک بائنڈنگ ہاؤس، ملتان

☆ ملنے کا پتہ ☆

مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ اسلامیہ انوار العلوم، ملتان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

فرید بک سٹال، لاہور

مکتبۃ المدینہ، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

کتب خانہ حاجی مشتاق احمد، اندرون بوہڑ گیٹ، ملتان

کتاب خانہ حاجی نیاز احمد، بوہڑ گیٹ، ملتان

فہرست اسمائے گرامی مفتیان عظام وعلماء کرام:

266

تائیدات وتصدیقات

ابتدائیہ

از قلم جانشین غزالی زماں حضرت علامہ

سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم القدسیہ

والدِ گرامی غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کا ترجمۃ القرآن ''البیان'' اردو زبان کا وہ شاہکار ترجمہ ہے، جسے عالم اسلام کے مقتدر علماء کرام نے بہ نظر تحسین دیکھا اور حضرت علیہ الرحمہ کے تبحر علمی اور فہمِ قرآن میں آپ کے تعمق کا اعتراف کیا اور آپ کے حسنِ ترجمہ کی رعنائی اور اسلوب کی زیبائی کو خوب سراہا۔

ماضی میں کئے گئے اردو تراجم میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ ''کنز الایمان'' اپنی نوعیت کا منفرد اور بے مثال ترجمہ ہے جو اپنے اندر بے شمار محاسن اور خوبیاں رکھتا ہے اور حضرت غزالی دوراں قدس سرہٗ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ترجمہ کی ان خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔ اس لئے ''کنز الایمان'' اور ''البیان'' میں مغائرت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ ایک ہی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے مترجمین نے مختلف الفاظ اور مختلف پیرایۂ اظہار اختیار کیا۔ زاویۂ نظر کے مختلف ہونے کے باعث ایک ہی چیز کے بیان میں فرق پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔

اسی طرح علماء کرام کسی ایک اعتراض کے کئی جوابات دیا کرتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے ہر جواب ان کے نزدیک حق وصواب اور صحیح ہوتا ہے لیکن ان کا مختار یا زیادہ پسندیدہ کوئی ایک جواب ہی ہوسکتا ہے۔ پسند اور زاویہ نگاہ میں تفاوت کی بنا پر مختلف علماء کا مختار بھی مختلف ہوگا۔ اگر اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھ لیا جائے تو کوئی اشکال ہی پیدا نہ ہو۔ لیکن بعض حاسدین نے سورۃ مؤمن. سورۃ محمد اور سورۃ فتح کی تین آیتوں میں وارد لفظ ''ذنب'' کا ترجمہ (بظاہر) خلافِ اولیٰ کرنے کی بنا پر ''البیان'' کو ہدفِ تنقید بنایا اور ایک طوفانِ بدتمیزی کھڑا کر دیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ''کنز الایمان'' والا ترجمہ ہی صحیح ہے اور ''البیان'' کا ترجمہ صراحتہً ''توہینِ

رسالت'' پر مبنی ہے۔اس لئے علامہ کاظمی (معاذ اللہ) گستاخِ رسول قرار پاکر کافرومرتد ہوگئے۔ان مُکَفِّرِیْن کو جب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی اپنی تحریریں پیش کی گئیں جن میں اعلیٰ حضرت نے کنزالایمان کی اشاعت کے نوسال بعد لفظ ''ذنـــب'' سے خلافِ اولیٰ بھی مرادلیا ہے اورانہیں یہ بتایا گیا کہ اس طرح کفر کا یہ فتویٰ تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر بھی لوٹے گا اور صرف اعلیٰ حضرت ہی پر نہیں بلکہ وہ تمام اجلہ مفسرین اور عظیم المرتبت صلحائے امت بھی اس کی زد میں آئیں گے، جنہوں نے ذنب کا ترجمہ ''خلافِ اولیٰ'' یا ''ترکِ افضل'' کیا ہے بلکہ امت مسلمہ کا کوئی بھی قابلِ ذکر مفسر ومحدث، یا مجتہد اس فتوے کی زد سے نہ بچ پائے گا۔تو ان حضرات نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اپنے موقف سے رجوع کرنے کی بجائے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور حضرت غزالی دوراں قدس سرہٗ کی ذات پر ایسے رکیک حملے کئے اور سب وشتم کا ایسا بازار گرم کیا اور ایسی غلیظ زبان استعمال کی کہ الامان والحفیظ......! شرافت و دیانت کا سر شرم سے جھک گیا۔جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے زمانے میں دیابنہ نے تقدیس شانِ الوہیت کی آڑ لے کر شانِ رسالت میں گستاخیاں کیں اسی طرح عظمت رسالت کا سہارا لیتے ہوئے ان کور باطنوں نے تمام صلحائے امت، ائمہ مفسرین بلکہ صحابہ اور ازواجِ مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک کی شان میں گستاخیاں کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرلیا۔

یہ کتنا بڑا المیہ تھا اور کتنے دکھ کی بات تھی کہ وہ ہستی جس نے اپنی شعوری زندگی کا ایک ایک لمحہ عظمت مصطفیٰ کا درس دینے اور عشقِ مصطفیٰ کی شمع فروزاں کرنے میں صرف کیا ہو اور جس کی ساری زندگی گستاخانِ رسالت سے نبرد آزما رہنے میں گزری ہو، جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کے گُن گانے کی پاداش میں قاتلانہ حملے کئے گئے ہوں، جس نے اپنے جسم و جان اور ذہن وخیال کی ساری متاع سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کردی ہو، دورانِ تقریر وتدریسِ حدیث جس کی چشمِ گریاں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لازوال محبت کی شہادت دیتی ہو، جس کے مواعظِ حسنہ سن کر ہزاروں گمراہوں کو راہِ ہدایت نصیب ہوئی، جس کی حیاتِ مستعار کی آخری تصنیف درودِ تاج پر ایک گستاخِ رسول کے اعتراضات کے جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کے دفاع میں تحریر کی گئی ہو! ایسی ہستی پر توہینِ رسالت کا الزام لگا کر اسے کافر و مرتد اور جہنمی قرار دینا اور ان کے عالی نسب پر کیچڑ اچھالنا ظلم، طغیان وعدوان کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟ کورچشمی، جہالت اور بد باطنی کی اس سے بدتر مثال پیش نہیں کی جاسکتی

اور پھر مغلظات کے اس طوفان کا رُخ غزالیٔ دوراں قدس سرہٗ کے بیٹوں یعنی ہم بھائیوں کی طرف بھی کر دیا گیا اور حضرت علیہ الرحمہ کے تلمیذ رشید، اہل سنت کے مایہ ناز عالمِ دین شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد اقبال سعیدی کو بھی نشانہ بنایا اور منہ پھاڑ پھاڑ کر اور چنگھاڑ چنگھاڑ کر گالیوں کے ڈونگرے برسائے گئے اور بے بنیاد الزامات عائد کئے گئے۔ اگر چہ حضرت قدس سرہٗ کے تلامذہ میں سے بعض حضرات نے ان کور باطن مُکَفِّرِین کا علمی تعاقب کیا اور انہیں دندان شکن جواب دیئے لیکن ہم سب بھائیوں نے نہایت تحمل و بردباری سے کام لیا اور صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور جوابِ آں غزل کے طور پر کچھ بھی منظرِ عام پر نہ لائے۔

جب ان مُکَفِّرِین اور معاندین نے اپنی روش نہ چھوڑی اور دلیل کی بجائے گالیوں اور مغلظات کا سلسلہ جاری رکھا تو اب ہمارے پاس اس کا ایک ہی حل تھا اور وہ یہ کہ ہم ملت اسلامیہ کی مقتدر ترین اور محترم ترین شخصیات، اکابر علماءِ امت اور صلحاءِ ملت بالخصوص خانوادۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے رجوع کریں کہ وہ اس سلسلے میں ہماری دستگیری فرمائیں اور اپنا فیصلہ صادر فرمائیں تاکہ اس فتنے کی سرکوبی ہو سکے۔ چنانچہ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد اقبال سعیدی نے فقیر کے مشورے سے نہایت محنت و عرق ریزی سے ایک مفصل و مدلل استفتاء مرتب کیا اور میں نے اس کی نقول اپنے خط کے ساتھ منسلک کر کے جید اکابر علماءِ امت کی خدمت میں روانہ کر دیں اور یاد دہانی اور تاکید مزید کے لئے ٹیلی فون پر بھی رابطہ کیا۔ سب سے پہلے اندرون ملک اکابر علماء و مفتیانِ عظام سے رجوع کیا۔ میں نہایت مسرت کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں کہ تمام علماءِ کرام نے فقیر کی بے حد پذیرائی فرمائی اور جلد جواب ارسال کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سب سے پہلا فتویٰ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے تحریر فرمایا اور حرمین شریفین سے میری واپسی پر اگلے دن مجھے ٹیلی فون پر اطلاع دی۔ دو روز بعد مجھے اطلاع ملی کہ حضرت مفتی صاحب رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ. بے حد دکھ ہوا۔ تمام مصروفیات ترک کر کے نمازِ جنازہ میں شریک ہوا۔ فاتحۂ سوئم کی محفل میں اعلان کیا گیا کہ حضرت مفتی صاحب کی زندگی کی آخری دستاویز ''البیان'' کے بارے میں آپ کا فتویٰ ہے اور اسی تقریب میں تمام علماء و حاضرین کی موجودگی میں وہ فتویٰ میرے حوالے کیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے مجھ پر بالخصوص اور تمام امت مسلمہ پر بالعموم احسانِ عظیم فرمایا کہ

اس فتنے کی سرکوبی اور احقاقِ حق کے لئے ان کا قلم سب سے پہلے اٹھا۔ پھر یکے بعد دیگرے فتاویٰ آنے شروع ہو گئے۔

چونکہ مُکَفِّرِیْن نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان کا سہارا لیا تھا، اس لئے میری خواہش اور کوشش تھی کہ بریلی شریف سے رابطہ کر کے اعلیٰ حضرت کے خانوادے سے ضرور فتویٰ حاصل کیا جائے کہ مُکَفِّرِیْن کا منہ بند کرنے کا یہ سب سے مؤثر ذریعہ تھا۔ اس سلسلے میں میرے کرم فرما حضرت علامہ الشاہ سید تراب الحق قادری مدظلہٗ کراچی نے نہایت محبت کا ثبوت دیتے ہوئے دست تعاون دراز فرمایا اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے فتویٰ منگوا دینے کی ذمہ داری قبول کی۔ حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب مدظلہٗ سے فقیر کی بھی متعدد بار ملاقات ہو چکی ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ میں بھی اپنے طور پر حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ سے رابطہ کر کے فتویٰ حاصل کر لوں لیکن میں دیگر اکابرِ اہل سنت سے رابطہ کرنے میں مصروف ہو گیا اور جب کچھ تاخیر سے میری طرف سے حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب مدظلہٗ کو استفتاء پہنچا تو آپ علامہ شاہ تراب الحق قادری کی طرف سے ارسال کردہ استفتاء پر جواب تحریر فرما کر روانہ کر چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس کی ایک نقل مجھے بھجوا دی۔ اس کا ذکر مرکزی دار الافتاء بریلی شریف کے کاتب اور حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب مدظلہٗ کے تلمیذ رشید اور خلیفۂ مجاز حضرت مولانا محمد یونس رضا اویسی قادری نے اپنے مکتوب میں کیا ہے۔ (اس کتاب کا پہلا مکتوب وہی ہے)

مُکَفِّرِیْن ومعاندین کو سنانے کے لئے نہیں کیونکہ ان کی سوچ اور فکر کے سوتے تو خشک ہو چکے ہیں اور یہ لوگ اپنے ذہن کی کجی کے باعث معذور ہیں بلکہ اہلِ ذوق اور اہلِ دل کی طمانیت کے لئے اس حقیقت کا اظہار بھی کرتا چلوں کہ حضرت مفتیٔ اعظم دامت برکاتہم العالیہ نے جب جوابی فتویٰ تحریر فرما دیا تو اس کی پاکستان ترسیل کا مرحلہ درپیش ہوا۔ حضرت کی خواہش تھی کہ یہ فتویٰ جلد پاکستان پہنچ جائے جبکہ ڈاک کے ذریعے کسی چیز کے انڈیا سے پاکستان پہنچنے میں تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ لگتے ہیں۔ اتفاق سے ایک پاکستانی ڈاکٹر جن کا نام خالد ہے اور جو امریکہ کی ریاست شکاگو میں ہوتے ہیں اور وہ حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ کے مرید بھی ہیں، اس وقت موجود تھے۔ جب انہیں

معلوم ہوا تو انہوں نے عرض کی کہ میں چند دن حرمین شریفین حاضری دے کر پاکستان جاؤں گا، وہاں آپ جس کے بارے میں حکم دیں گے، میں وہ فتویٰ پہنچا دوں گا۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے اصل فتویٰ تو بذریعہ ڈاک علامہ شاہ تراب الحق صاحب کو کراچی بھیج دیا اور اس کی ایک فوٹو کاپی ڈاکٹر خالد صاحب کو عطا فرمادی کہ پاکستان جا کر متعلقہ افراد کو دے دیں تاکہ فوٹو کاپی دیکھ کر انہیں اطمینان ہو کہ اصل فتویٰ چند دن میں پہنچ جائے گا۔

یہ اتفاق نہیں بلکہ حسنِ اتفاق ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف جب مدینے شریف حاضر ہوئے تو وہاں ان کی ملاقات برادرِ عزیز القدر علامہ سید ارشد سعید کاظمی سلمہ اللہ تعالیٰ سے ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی برادرِ عزیز سے پہلے سے شناسائی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے نبیرۂ اعلیٰ حضرت کا وہ فتویٰ گنبد خضریٰ کی چھاؤں میں شہزادۂ غزالیٔ دوراں کے حوالے کیا۔

اربابِ بصیرت کے لئے اس میں کتنے لطیف اشارے ہیں کہ مُکفِّرِین نے حضرت غزالی دوراں قدس سرہٗ پر توہینِ رسالت کا الزام لگا کر تکفیر کی اور یہ تکفیر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حوالے سے کی گئی کہ ''کنزالایمان'' کا ترجمہ عظمت رسالت کا علمبردار ہے جبکہ ''البیان'' کا ترجمہ توہینِ رسالت کا مرتکب۔ اربابِ فکر ونظر غور فرمائیں کہ ''البیان'' کے ترجمہ کی صحت کی سند اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے خاندان کے جلیل القدر شہزادے عطا فرمارہے ہیں اور غزالی دوراں کے شہزادے کو وہ سند حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حرم پاک میں دی جارہی ہے۔ بارگاہِ رسالت میں حضرت غزالی دوراں کے ترجمہ کی مقبولیت کی اس سے زیادہ روشن دلیل اور کیا پیش کی جائے۔ مفتیٔ اعظم ہند حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب مدظلہٗ کا فتویٰ نہایت مختصر ہے لیکن ایسا بدیع اور بلیغ ہے کہ بہت سے طویل فتاویٰ پر بھاری اور آپ کی عالمانہ بصیرت کا مظہر ہے۔ حقیقتاً حضرت مفتیٔ اعظم ہند نے دریا کو کوزے میں سمو دیا ہے۔

سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا سبحان رضا خان صاحب (سبحانی میاں) دامت برکاتہم العالیہ سے فتویٰ حاصل کئے بغیر میرا مشن ادھورا رہتا لیکن حضرت زیب سجادہ سے فقیر کا پہلے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ پہلی بار ٹیلی فون پر رابطہ کیا، اپنا تعارف کرایا اور استفتاء کے حوالے سے معروضات پیش کیں۔ آپ نے کمالِ شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور حضرت غزالی دوراں قدس سرہٗ سے اپنی عقیدت و محبت کا ذکر کیا اور

جواب باصواب ارسال کرنے کا وعدہ فرمایا۔

حضرت علامہ سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ نے ایک کی بجائے دونہایت وقیع فتوے ارسال فرمائے، جس کے لئے یہ فقیر سراپا سپاس ہے۔

مُکَفِّرِین ومعاندین غزالیٔ دوراں قدس سرہٗ کے لئے یہ اطلاع باعث کرب واذیت جبکہ محبانِ غزالیٔ دوراں کے لئے باعث فرحت وطمانیت ہوگی کہ 27 ستمبر 2004 بروز پیر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کے سجادہ نشین حضرت علامہ سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ نے مدینۃ الاولیاء ملتان میں جلوہ گری فرمائی اور مزارات پر حاضری دی اور بطورِ خاص حضرت غزالیٔ دوراں سے اپنی قلبی وابستگی اور عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری دی۔ ان دنوں فقیر پنڈ دادن خان ضلع جہلم کے دورے پر تھا۔ وہاں موبائل فون پر مجھے اطلاع ملی تو مجھے خوش گوار حیرت ہوئی کہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت پیشگی اطلاع کے بغیر والد گرامی کے مزارِ اقدس پر موجود ہیں۔ میں نے موبائل فون پر حضرت سے شرفِ نیاز حاصل کیا اور شدید اظہارِ تاسف کیا کہ ملتان میں موجود نہ ہونے کی بنا پر میں اپنے عظیم محسن کی زیارت، استقبال اور شرفِ میزبانی سے محروم رہا۔

معاندین نے بزعم خود یہ خیال کیا ہوگا کہ وہ حضرت غزالی دوراں قدس سرہٗ کی تکفیر کرنے اور ان کی ذاتِ والا صفات پر کیچڑ اچھالنے سے ان کی مقبولیت اور عظمت کے گراف کو نیچے لے آئیں گے۔ یہ ان کی بھول اور خام خیالی ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے سجادہ نشین کی اچانک تشریف آوری اور غزالی دوراں کے مزارِ اقدس پر فاتحہ خوانی سے یہ حقیقت بخوبی ظاہر ہو رہی ہے کہ جہاں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ محافظ ناموسِ رسالت ہیں، وہاں غزالی دوراں قدس سرہٗ علمبردار عظمت مصطفیٰ ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں علم وفضل اور شرافت ونجابت کے حوالے سے سادات کچھوچھہ کا ایک خاص مقام رہا ہے اور مخدومِ ملت، محدثِ اعظم ہند، حضرت سید محمد کچھوچھوی قدس سرہٗ کی ذاتِ اقدس سے تو ہر سنی عقیدت واحترام کا رشتہ رکھتا ہے۔ والد گرامی حضور غزالی دوراں قدس سرہٗ کا حضرتِ محدثِ اعظم سے انتہائی گہرا قلبی تعلق تھا۔ جامعہ اسلامیہ انوار العلوم کے سالانہ جلسوں میں حضرت قدس سرہٗ نے بارہا شرکت فرمائی اور اپنے ایمان افروز اور فکر انگیز

خطابات سے سامعین کومحظوظ فرمایا۔اس فقیر کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت محدثِ اعظم ہندقدس سرہٗ نے مجھے بارہا اپنی گود میں اٹھایااوراپنی بے پایاں شفقتوں اور مستجاب دعاؤں سے نوازا۔اس حقیقت کاانکشاف بھی بے محل نہ ہوگا کہ والد گرامی قدس سرہٗ کوانوار العلوم کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ہزاروں سامعین اور سینکڑوں جید اکابر علماء کرام کی موجودگی میں ''غزالی دوراں'' کا خطاب مخدوم ملت حضرت محدثِ اعظم ہندقدس سرہٗ نے عطافرمایاتھا۔جس کی تائیدو توثیق اس وقت موجودتمام اکابرعلماء نے کی تھی۔

آج سے تقریباً 45 سال قبل کی بات ہے۔انوارالعلوم کے سالانہ جلسہ کی نمازِ ظہر کے بعد کی نشست میں حضرت محدثِ اعظم قدس سرہٗ نے مسندِ ارشاد پر جلوہ گر ہوکروعظ شروع فرمایا۔اکابر علماء کا جم غفیر سٹیج پر موجود تھا۔رجب المرجب کا مہینہ تھا۔عام طور پر مقررین رجب کے مہینے میں معراج کا واقعہ بیان کرتے ہیں لیکن حضرت محدثِ اعظم ہندقدس سرہٗ نے اپنی تقریر کے لئے کوئی اور موضوع منتخب فرمایا۔شاید اس وقت حضرت کی طبیعت کا میلان واقعۂ معراج بیان کرنے کی طرف نہ ہو۔مجمع میں سے ایک شخص نے ایک پرچہ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔پرچہ پڑھ کر حضرت محدثِ اعظم نے سامعین کومخاطب کر کے فرمایا،''ایک صاحب نے واقعۂ معراج بیان کرنے کی فرمائش کی ہے۔بات یہ ہے کہ معراج تو رات میں ہوئی تھی،اس وقت تو دن ہے۔معراج کا بیان رات کی نشست ہی میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔'' والد گرامی سٹیج پر موجود تھے۔آپ نے بے ساختہ حضرتِ محدثِ اعظم ہند کی خدمت میں عرض کی،''حضرت! معراج کا واقعہ تو رات میں ہوا تھا لیکن اس کا بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دن میں فرمایا تھا۔'' اس برجستہ جواب سے سارا مجمع خوب محظوظ ہوااور حضرت محدثِ اعظم قدس سرہٗ نے والدگرامی کی جودتِ طبع اورحاضر جوابی کی خوب تعریف فرمائی۔

آج بھی خاندانِ حضرتِ محدثِ اعظم ہند کی عظمت کا سورج نصف النہار پر ہے۔چنانچہ ازبس ضروری تھا کہ اس خانوادے سے بھی فتویٰ حاصل کیا جائے۔یہ اس لئے بھی کہ جانشین محدثِ اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی دامت برکاتہم العالیہ علمی اعتبار سے اس وقت عالمِ اسلام کی مقتدرترین شخصیات میں سے ہیں۔حضرتِ محدثِ اعظم ہندقدس سرہٗ کے دوسرے شہزادے خطیب اسلام غازیٔ ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی صاحب دامت

برکاتہم العالیہ سے برطانیہ میں متعدد بار شرفِ نیاز حاصل ہوا۔ کئی تقاریب میں ہم دونوں اکٹھے شریک ہوئے اور ہم دونوں کے خطابات ہوئے۔ میں حضرت ہاشمی میاں کے اخلاقِ کریمانہ اور حضرت غزالی دوراں سے ان کی بے پناہ عقیدت و محبت کی بنا پر ان سے بہت متاثر تھا لیکن زیب سجادہ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی دامت برکاتہم العالیہ سے بالمشافہ شرفِ نیاز سے محروم تھا۔ چنانچہ ٹیلیفون پر پہلی بار رابطہ کیا۔ اپنا تعارف کرایا۔ عرضِ مدعا کی۔ حضرت مدنی میاں دامت برکاتہم العالیہ نے جس خلوص، محبت اور اپنائیت کا اظہار فرمایا اسے الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ نے جلد جواب ارسال فرمانے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ اس دوران بارہا ٹیلی فون پر حضرت سے رابطہ رہا اور تبادلۂ خیال ہوتا رہا۔ آپ کی عالی ظرفی اور اخلاقِ کریمانہ کے جو نقوش میرے دل پر ثبت ہیں وہ قبر میں میرے ساتھ جائیں گے۔ آپ نے اپنی تمام مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر مفصل فتویٰ تحریر فرمایا جو تحقیق و تدقیق کا شاہکار ہے اور آپ کی ژرف نگاہی، نقد و نظر کے میدان میں آپ کے گہرے شغف اور آپکی علمی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ زبان و بیان کے حوالے سے یہ فتویٰ اردو ادب کا ایک شہ پارہ ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمان جن درسگاہوں اور مدارس پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور اعظم گڑھ یوپی ان میں سرِ فہرست ہے۔ یہ دار العلوم ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں کئی ہزار طلبا زیرِ تعلیم ہیں۔ دار العلوم اشرفیہ کے دار الافتاء سے جاری شدہ فتاویٰ علماء اہل سنت کی نظروں میں مستند، نہایت وقیع اور قابلِ قدر ہوتے ہیں۔ چنانچہ دار العلوم اشرفیہ سے فتویٰ حاصل کرنا اپنے موقف کی تائید کے لئے بہت مفید تھا۔ میں نے دار العلوم کے مفتیٔ اعظم استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے رابطہ کیا تو انہوں نے کمالِ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود جواب دینے کا وعدہ فرمالیا۔ لیکن میرا ارسال کردہ استفتاء اور اس سے منسلک مواد ڈاک کی ترسیل کے غلط نظام کی نذر ہو گیا اور بہت تاخیر سے انہیں ملا۔ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی اہلسنّت کے مایۂ ناز عالم دین اور جید فقیہ ہیں۔ آپ نے اپنے طویل ترین مفصل فتوے میں نفسِ مسئلہ کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لے کر پوری تحقیق کے بعد احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کیا اور اہلِ علم کے لئے بڑا وقیع مواد فراہم کیا۔

میں نے کوشش کی کہ عالمِ اسلام کی مقتدرترین اور تمام چیدہ چیدہ شخصیات، اہل سنت کے مرکزی مدارس کے دارالافتاء سے اس مسئلہ میں فتاویٰ حاصل کئے جائیں۔ الحمد للہ! بتوفیقِ ربِ جلیل وبعنایت حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی کوشش میں کامیاب رہا۔ عالمِ اسلام کے مرکز بریلی شریف سے تین فتوے، کچھوچھہ مطہرہ سے شیخ الاسلام حضرت مدنی میاں کا فتویٰ برصغیر کی عظیم درسگاہ دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور اعظم گڑھ کا فتویٰ اور پاکستان کے تقریباً تمام اکابر علماء کرام اور تمام مرکزی اور اہم دارالعلوم، جامعات اور مدارس سے حاصل شدہ فتاویٰ اور تائیدات، تصدیقات، ہدیۂ ناظرین کر رہا ہوں۔ جن حضرات نے قلمی تحریریں ارسال کی ہیں ان تحریروں کا عکس اور ان کے بعد ناظرین کی سہولت کے لئے کمپیوٹرائزڈ نقول پیش کی جارہی ہیں۔

ان فتاویٰ نے جہاں حضرت غزالی دوراں قدس سرہٗ کے ترجمہ ''البیان'' پر بے بنیاد الزامات کو دفع کر کے اس کے حسن کو نکھار بخشا ہے اور مُکفِّرِین کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکی ہے وہاں اہلِ ذوق کے لئے بہت بڑا علمی ذخیرہ فراہم کیا ہے اور اہلِ علم کو تحقیق کی نئی جہتوں سے روشناس کرایا ہے۔

جن اکابر کے فتاویٰ پیش کئے گئے ہیں۔ دورِ حاضر میں ان سے زیادہ مقتدر، بزرگ و برتر اور علمی قد کاٹھ رکھنے والی شخصیات پیش نہیں کی جاسکتیں۔ اس لئے اب مُکفِّرِین کے لئے مرنے کا نہیں بلکہ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ انہوں نے محض اپنے خبثِ باطن اور ذاتی عناد کی بنا پر عالمِ اسلام کے بطل جلیل حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ و الرضوان کو ہدفِ تنقید بنایا۔ ورنہ ان کا موقف تو تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور اور بے وقعت ہے۔

میں آخر میں ان تمام علماء امت اور صلحاء ملت کا فرداً فرداً انتہائی ممنون و متشکر ہوں جنہوں نے فتاویٰ اور تصدیقات کی شکل میں اپنی قیمتی آرا بھیج کر نہ صرف مجھ پر احسانِ عظیم فرمایا بلکہ ان بے شمار حضرات پر بھی جو ان کی تحقیقاتِ علمیہ سے مستفید ہوں گے۔

سید مظہر سعید کاظمی عفی عنہ
۲۱ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ
مطابق ۵ نومبر ۲۰۰۴ء

استفتاء

مع

جوابی فتاویٰ
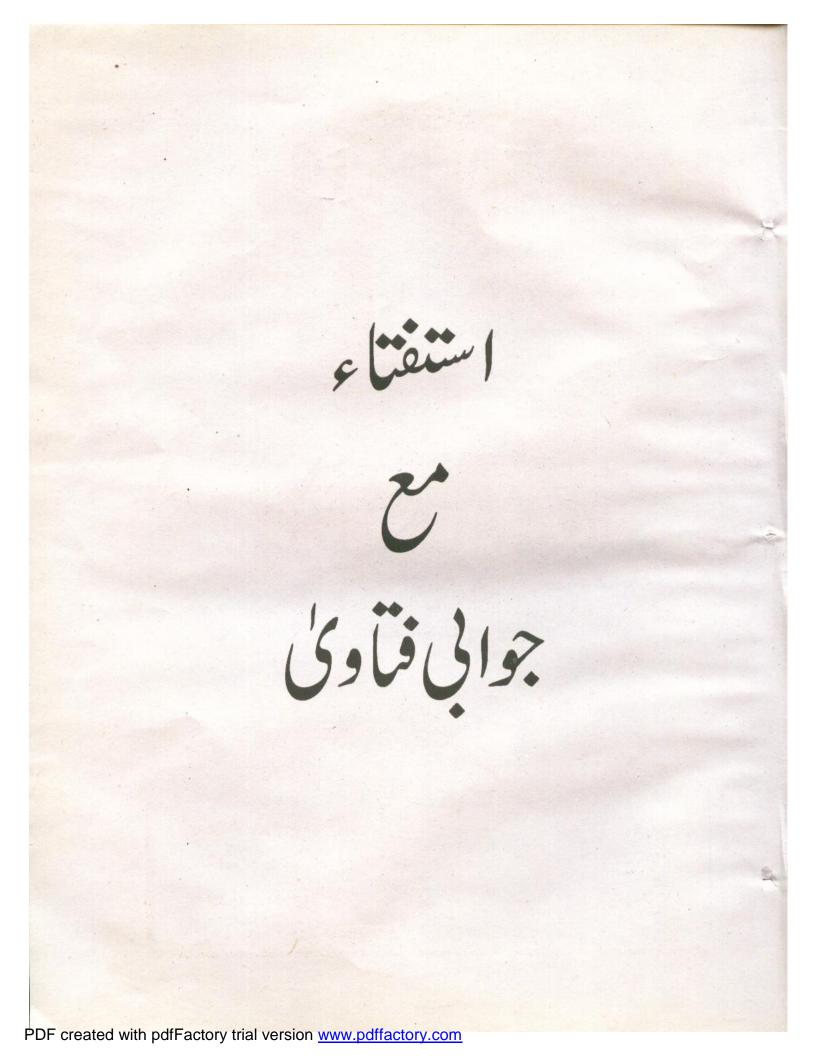
بسم اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی عصرہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے تراجم تحریر فرمائے ہیں ان میں سورۃ مؤمن کی آیت "واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار "اور سورۃ محمد (ﷺ) کی آیت کریمہ "واستغفر لذنبک و للمؤمنین والمؤمنات " اور سورۃ فتح کی آیت کریمہ "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تأخر ویتم نعمته علیک ویهدیک صراطا مستقیما " میں ان دونوں اکابر کے تراجم کے بارے میں سوال ہے کہ ہر دو تراجم صحیح ہیں یا کوئی ایک ؟

اس سلسلے میں دونوں تراجم کی عبارات اور دیگر درج ذیل امور بھی پیش نظر رہیں

(1) "واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار" (سورۃ مؤمن آیت نمبر 55)

(ا) اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اسکی پاکی بولو (کنزالایمان)

(ب) اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام و صبح اس کی تسبیح کرتے رہیں (البیان)

(2) واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات (سورۃ محمد ﷺ آیت نمبر 19)

(ا) اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو (کنزالایمان)

(ب) اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کیلئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (کے گناہوں) کے لئے (معافی طلب کریں) (البیان)

(3) لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تأخر ویتم نعمته علیک ویهدیک صراطا مستقیما (سورۃ فتح آیت نمبر 2)

(ا) تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام

کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے (کنزالایمان)

(ب) تا کہ اللہ آپ کے لئے معاف فرمادے آپکے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپکے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں) اور اپنی نعمت آپ پر پوری کردے اور آپکو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھے (البیان)

اس سلسلے میں قابل توجہ امور پیش خدمت ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تدوین ترجمہ کنزالایمان سے ۱۳۳۰ھ میں فراغت کے بعد ۱۳۳۹ھ ۳ ربیع الاول شریف کو (ترجمہ کے نو سال بعد) مذکورہ بالا دونوں آیات کے بارے میں ایک کافر کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فتویٰ تحریر فرمایا، اس میں مجموعی طور پر آپ نے عقیدۂ عصمت کو سامنے رکھتے ہوئے اسکے پندرہ جواب دیئے، جبکہ سوال میں مذکور ہے کہ "حسن" نام کے کسی مسلمان نے اس کافر سے یہ کہا (کہ ان آیات[1] میں "تو" سے مراد "تو" ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیرووں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے)۔

عکس العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد 9 صفحہ 73 ناشر المجدد احمد رضا اکیڈمی زیر اہتمام قاری رضاء المصطفی اعظمی، کراچی

> مسئلہ: مسئولہ مولینا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری از شہر محلہ باسمنڈی ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ
>
> کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک [illegible] کی اشاعت میں راما سنگھم نے قرآن شریف کی تین آیات کا حوالہ دیکر محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار قرار دیا ہے ان میں سے پہلی دو میں رسول مقبول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو یوں مخاطب کیا ہے "تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ" تیسری آیت کا مطلب یہ ہے "فی الواقع ہم نے تیرے واسطے بلا شبہہ کامیابی حاصل کی ہے کہ خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کرتا ہے"۔ مسٹر حسن ہم کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان آیات میں "تو" سے مراد تو ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیرووں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے یہ بات مشکل ہے

لیکن راما سنگھم کافر نے اس پر تین اعتراض کئے

---

[1] قولہ آیات میں "تو" سے مراد الخ۔ فقیر کا مطلب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت اگر صرف اسی بات کو صحیح سمجھتے (باقی اگلے صفحہ پر)

(۱) اگر عربی زبان ایسی ہی پیچیدہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں یعنی عام عربی دان طبقہ ان سے یہ مطلب مراد نہیں لیتا۔

عکس العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد 9 صفحہ 73/74 ناشر المجد داحمد رضا اکیڈمی زیر اہتمام قاری رضاء المصطفی اعظمی، کراچی

.... اگر عربی زبان ایسی ہی پیچیدہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی
خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں ....

(۲) دوسرا اعتراض تفسیر ابن عباس کی عبارت سے کیا۔

(۳) تیسرا اعتراض زمخشری معتزلی کی تفسیر الکشاف کی عبارت سے کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے

(۱) ایک جواب یہ دیا کہ تفسیر کشاف میں یہ عبارت نہیں

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ کشاف بدمذہب کی تصنیف ہے۔

(۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ تفسیر ابن عباس نامعتبر کتاب ہے۔

(۴) چوتھا یہ ہے کہ تقصیر کمی کو کہتے ہیں گناہ کو نہیں، شکر میں ایسی کمی مشہور معنی میں گناہ نہیں اور حوائج انسانیہ مثلاً نیند اور کھانے پینے میں سب خاصوں کے سردار کا کسی وقت مصروف ہونا، ہے تو عبادت ہی مگر اصل عبادت سے ایک درجہ کم، اسی کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا۔

جو "حسن" صاحب نے کہی تو پھر پندرہ جواب دینے کی ضرورت نہ تھی۔ صرف یہی فرماتے کہ "حسن" کا جواب بالکل صحیح ہے اور ان آیات کا فقط یہی معنی ہے اور پھر اس پر کوئی دلیل پیش فرما دیتے۔ لیکن اس کی بجائے پندرہ بلکہ سولہ جواب دینا بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت اس آیت کے مختلف تراجم کو بطور توجیہات صحیح سمجھتے تھے۔ منہ غفرلہٗ

عکس العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد 9 صفحہ 75/74 ناشر المجد د احمد رضا اکیڈمی زیر اہتمام قاری رضاء المصطفی اعظمی، کراچی

الجواب: اس سوال میں آریہ نے افراط جہالت و نافہمی و بے ایمانی سب سے کام لیا۔ (۱) عبارت کہ کشاف کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے کشاف میں اوس کا پتہ نہیں (۲) بالفرض اگر کشاف میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بد مذہب کی تصنیف ہے اوس کا کیا اعتبار (۳) یہ تفسیر کہ منسوب بسیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ہے نہ اونکی کتاب ہے نہ اون سے ثابت یہ بسند محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح مروی ہے اور ائمہ دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلۂ کذب ہے۔ تفسیر اتقان شریف میں ہے واوھی طرقہ طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الی ذلک روایۃ محمد بن مروان السدی الصغیر فہی سلسلۃ الکذب (۴) اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی عبارت یہ ہے لتقصیر الشکر علی ما انعم اللہ علیک و علی اصحابک یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جو نعمتیں فرمائیں اونکے شکر میں جسقدر کمی واقع ہوئی اونکے لئے استغفار فرمایئے کہاں کمی اور کہاں غفلت نعمائے الٰہیہ ہر فرد پر بیشمار حقیقۃً غیر متناہی بالفعل ہیں کما حققہ المفتی ابن السعود فی ارشاد العقل السلیم قال اللہ عزوجل وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا اگر اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہ گن سکو گے جب اوسکی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا کر سکتا ہے ؎ از دست و زبان کہ بر آید + کز عہدہ شکرش بدر آید۔ شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمہ بشریت ہے نعمائے الٰہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں متزائد ہیں خصوصاً خاصوں پر خصوصاً اون پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا ------

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں ذنب سے مراد حضور ﷺ کے اپنے افعال ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں ذنب اسلئے فرمایا کہ وہ زیادہ اچھے سے کم اچھے ہیں، مگر ہیں اچھے اسلئے اللہ بھی سچا ہے جس نے انہیں ذنب سے تعبیر فرمایا لیکن وہ ذنب کے مشہور معنی ''شرعی گناہ'' سے دور ہیں اس لئے ہم انہیں قرآن وحدیث کے ترجمہ کے علاوہ محض اپنی طرف سے ذنب بمعنی گناہ یا اردو میں لفظ گناہ سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ تقصیر سے تعبیر کرنے میں اعلیٰ حضرت کے نزدیک کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کے معنی گناہ نہیں ہونگے۔ واللہ اعلم

(۵) پانچواں جواب یہ ہے کہ اللہ نے **ماتقدم** سے جسے ذنب فرمایا وہ حقیقۃً گناہ کے معنی میں نہیں۔

(۶) چھٹا جواب یہ ہے کہ **ما تاخر** بھی حقیقۃً گناہ نہیں۔

(۷) ساتواں جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں تفسیریں غیر معتبر ہیں اور اس طرح کی غیر معتبر تفسیرات سے استدلال کرنا غلط ہے، اس سلسلہ میں ویدوں کے ترجمے پیش کئے ہیں جن میں تراجم کا اختلاف ہے یہ جواب اس کے قرآن پر اعتراض کا ترکی بہ ترکی جواب ہے۔

(۸) آٹھواں جواب یہ ہے کہ یہ خطاب حضور ﷺ سے نہیں بلکہ دیگر ہر سننے والے سے ہے کہ اے شخص اپنی خطا کی معافی چاہ۔

(۹) نوواں جواب یہ ہے کہ اس سے مراد کافر سے خطاب ہے کہ توحید پر یقین لا اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگ۔ (۷۷،۷۶/۹)

(۱۰) دسواں جواب یہ ہے کہ بفرضِ وقوع استغفار واجب ہے یعنی یہ قضیہ فرضیہ انشائیہ ہے۔ (۷۷/۹)

(۱۱) گیارہواں جواب یہ ہے کہ ایسا ذنب اور ایسی **معصیت** مراد ہے جو عمداً نہ ہو یعنی سہواً، نسیاناً ہو۔

عکس، العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد **9** صفحہ **77** ناشر المجدد احمد رضا اکیڈمی، زیر اہتمام قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی، کراچی

> (۱۱) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن عظیم کے عرف میں اطلاق معصیت عمدی سے خاص نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وعصیٰ آدم ربہ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی حالانکہ خود فرماتا ہے فنسی ولم نجد لہ عزما آدم بھول گیا ہم نے اس کا قصد نہ پایا لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اس پر مؤاخذہ خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا اے ہمارے رب ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔

(۱۲) بارہواں جواب یہ دیا کہ یہاں ترک اولیٰ کو اللہ تعالیٰ نے گناہ سے تعبیر کیا ہے بوجہ **"حسنات الابرار سیئات المقربین"** کے وارد ہونے کے، حالانکہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں محض کمالِ قرب کی وجہ سے احکام میں شدت فرمائی گئی۔

عکس العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد 9 صفحہ 77 ناشر المجد داحمد رضا اکیڈمی، زیر اہتمام قاری رضاء المصطفی اعظمی، کراچی

> (۱۲) جتنا قرب زائد اسی قدر احکام کی شدت زیادہ ع جنکے رتبے ہیں سوا انکو سوا مشکل ہے۔ بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لے گا جو برتاؤ گوارا کریگا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا شہریوں میں بازاریوں سے جو آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لئے وارد ہوا حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں۔

یاد رہے یہ جواب غزالی زماں کے ترجمہ کی اصل ہے، کیونکہ البیان میں آپ نے لکھا کہ وہ ترک اولیٰ جو آپکے کمالِ قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہے، لیکن حسنات الابرار والے جملے کی تشریح آپ نے ایک نکتہ سے کی وہ یہ کہ آپ کے افعال کریمہ ان حسنات الابرار کی طرح ہرگز نہیں جنہیں مقربین کے حق میں سیئات کا درجہ دیا جاتا ہے بلکہ انکی حسنات سے بھی احسن ہیں اور اپنے ترجمے میں غزالیِ زماں نے آیت الفتح کا ترجمہ کرتے ہوئے بخشش کی بجائے معافی کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ بخشش صرف جرم کی ہوتی ہے جبکہ معافی غیر جرم کی بھی ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے " عفوت عنکم صدقة الخیل "، یعنی میں نے تمہیں گھوڑوں کی زکوٰۃ کی معافی دی (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۳۴) اور یہ واضح بات ہے کہ وجوب کے بغیر گھوڑوں کی زکوٰۃ نہ دے کر کوئی بھی شخص گناہگار نہ تھا، اس لئے معافی کا لفظ زیادہ مناسب سمجھا۔ باقی رہی یہ بات کہ آیت ''المؤمن'' اور آیت ''سورۃ محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) میں معافی کا لفظ کیوں نہیں لکھا تو وہ اسلئے کہ وہاں غزالی زماں نے دعا کو تعلیم امت کیلئے قرار دیا ہے نہ کہ کسی واقعی ذنب کیلئے اس لئے وہاں لفظ معافی کی ضرورت نہ تھی بلکہ لفظ بخشش کی ضرورت تھی کہ لوگوں کو بخشش مانگنے کی تعلیم دینا مقصود تھا۔

لہٰذا غزالی زماں کا ترجمہ بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی طرح قرینہ ادب کے اندر ہے، ادب سے باہر ہرگز نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے کلام میں ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ کہ جب ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ترکِ اولیٰ کا لفظ کیوں نہ فرمایا اور اسکی بجائے ذنب کا لفظ کیوں فرمایا جس سے متبادر معنی گناہ کا ہوتا ہے تو

اعلیٰ حضرت نے اس کا جواب یہ دیا کہ مقربین کے حق میں'' وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے'' وہاں سے کیا مراد ہے؟ جس مقام کا قرب حاصل ہوا تو مقربین، مقربین کہلائے اور وہ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے۔ رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ نے غیر گناہ کو گناہ کیوں کہا، اس کا جواب اعلیٰ حضرت نے اسی شق کے اول میں یہ کہہ کر دیا'' جتنا قرب زیادہ اسی قدر احکام میں شدت زیادہ'' یعنی یہ قرب ومحبت اور راز ونیاز کی باتیں ہیں۔

ع-کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے۔

توجہ عالی میں رہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے تمام جوابات سیدنا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تینوں قرآنی آیات میں وارد لفظ ذنب کے بارے میں ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ مقربین سے حضور ﷺ اور دیگر انبیاء ورسل علیہم السلام مراد نہیں ہو سکتے اعلیٰ حضرت پر طعن کے سوا کچھ نہیں بلکہ یہ قرآن مجید پر بھی طعن ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے " وجیھا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین'' (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۵) دنیا اور آخرت میں عزت والا اور اللہ کے قرب والوں میں سے (البیان) دوسری آیت میں ہے " لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ ولا الملائکۃ المقربون'' (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۷۲) مسیح اللہ کا بندہ ہونے سے ہرگز عار محسوس نہ کریں گے اور نہ (اللہ کے) مقرب فرشتے۔ (البیان) تو یہاں پر رسل ملک اور رسول بشر کو مقرب کے لقب سے یاد فرمایا گیا تو ثابت ہوا کہ مقربیت الٰہی نبوت ورسالت کو لازم ہے اگرچہ مقربیت کو نبوت ورسالت لازم نہیں۔ یاد رہے کہ یہاں قرب سے مراد اللہ تعالیٰ کا قرب ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب نہ مکانی ہوسکتا ہے نہ زمانی اور نہ کسی کو اس سے نسبت اور رشتے کا قرب ہے، یہاں نگہبانی کا قرب بھی مراد نہیں کیونکہ اس میں اللہ قریب ہوتا ہے بندے کو قریب نہیں لایا جاتا اسی طرح قدرت کا قرب بھی مراد نہیں کیونکہ اس میں اللہ قریب ہوتا ہے نہ کہ بندہ، بلکہ یہاں قرب حظوۃ یعنی قرب مرتبہ مراد ہے اللہ تعالیٰ اپنے قرب کے مرتبوں میں خود ہی مقرب بناتا ہے۔

مقرب اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی قرب عطا فرمایا ہوا، اور مقرِّب حقیقی (بصیغہ اسم فاعل) ایک ہے اور وہ

اللہ تعالیٰ ہے، اس کے قرب کے مرتبے مختلف ہیں۔ سید دو عالم ﷺ کے قرب کے مرتبے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، لیکن بہر حال آپ بالفتح مقرَّب ہی ہیں جبکہ بالکسر مقرِّب حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اس لئے حضور کے مقرَّب ہونے سے انکار کرنا بے دینی ہے، اگرچہ آپ دوسروں کیلئے سبب قربِ الٰہی ہیں لیکن حقیقتاً اور اوّلاً اور بلاواسطہ مقرَّب بالفتح حضور ﷺ ہی ہیں۔

صلى الله عليه قدر قربه و جلاله و حسنه و جماله وسلّم

حضرات محترمین بات طویل ہوگئی پھر واپس آئیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے جواب کی شق نمبر ۱۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۳) تیرہواں جواب یہ ہے کہ سورۃ محمد (ﷺ) میں "و استغفر لذنبک" سے اہل بیت کرام کی لغزشیں مراد ہیں اور "و للمؤمنین و المؤمنات" سے تعمیم بعد تخصیص مراد ہے۔

عکس العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد 9 صفحہ 77 ناشر المجدد احمد رضا اکیڈمی زیر اہتمام قاری رضاء المصطفی اعظمی کراچی

------------------------- تو ذنبک سے مراد اہلبیت
کرام کی لغزشیں ہیں اور اس کے بعد وللمؤمنین والمؤمنت تعمیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمایئے اپنے
اہلبیت کرام اور سب مسلمان مرد و عورتوں کے لئے -------------------------

---

(۱۴) چودھواں جواب یہ ہے کہ "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک" میں آپکے والدین کریمین اور ان سے آگے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا تک ماسوائے انبیاء علیہم السلام کے دیگر تمام آباء و امہات ماتقدم سے مراد ہیں اور "و ماتأخر" سے اہل بیت کرام اور امت مرحومہ مراد ہے۔

عکس 'العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد 9 صفحہ 78 ناشر المجد داحمد رضا اکیڈمی 'زیر اہتمام قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی 'کراچی

اسی وجہ پر کریمہ سورۂ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے، اور ماتقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے گناہ یعنی سیدنا عبداللہ و سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آبائے کرام و امہات طیبات باستثنائے انبیائے کرام مثل آدم و شیث و نوح و خلیل و اسمٰعیل علیہم الصلاۃ والسلام اور ماتاخر تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہلبیت و امت مرحومہ تو حاصل کریمہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ والحمد للہ رب العٰلمین

---

(۱۵) پندرہواں جواب یہ دیا کہ **ماتقدم اور ماتأخر** سے قبل نزول وحی اور بعد نزول وحی کے امور صادرہ عن النبی ﷺ مراد ہیں لیکن وہ حقیقۃً ذنب نہیں ہوسکتے (یعنی آیت میں ذنب کی اضافت ہے تو حضور ﷺ کی طرف اور اس لفظ سے مراد بھی آپ کے افعال واقعیہ ہیں نہ کہ فرضیہ لیکن انکا ذنب ہونا محض صورۃً اور بظاہر ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۷۳ تا ۷۸ ملخصاً)

عکس 'العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد 9 صفحہ 78 ناشر المجد داحمد رضا اکیڈمی 'زیر اہتمام قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی 'کراچی

---

(۱۵) ماتقدم و ماتاخر سے قبل و بعد نزول وحی کا ارادہ جس طرح عبارت تفسیر میں مصرح تھا آیت میں قطعاً محتمل اور ہم ثابت کرچکے کہ اب حقیقت ذنب خود مندفع وللہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ شفیع المذنبین وبارک وسلم الی یوم الدین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس جواب پر اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ ختم ہوجاتا ہے، اس کے دوسرے دن چار ربیع الاول ۳۹ھ کو اسی جگہ سے دوبارہ سوال آتا ہے کہ معترض کافر اب آریہ نہیں بلکہ نصرانی ہے۔

عکس 'العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد 9 صفحہ 78 ناشر المجد داحمد رضا اکیڈمی 'زیر اہتمام قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی 'کراچی

مسئلہ از شہر مسئولہ مولوی غلام قطب الدین صاحب ۴ ربیع الاول ۳۹ھ

راما سنگھ اب آریہ نہیں نصرانی ہے رد کے جواب جانب نصاری ہونا چاہئے۔

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بحمد اللہ تعالیٰ وہ جواب کافی ووافی ہے پھر پہلے فتویٰ میں قدرے تبدیلی کرتے ہوئے بائبل اور انجیل کے حوالے ویدوں کے مقابلے میں لائے پھر فرمایا کہ جواب نمبر ۱۵ کے بعد ایک اور جواب کا اضافہ کرتا ہوں۔

(۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اور توسعاً خلاف اولیٰ کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں۔

عکس العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد 9 صفحہ 79 ناشر المجد داحمد رضا اکیڈمی زیر اہتمام قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی، کراچی

الجواب ۔ بحمد للہ تعالیٰ وہ جواب کافی ووافی ہے
اور ۱۵ کے بعد یہ نمبر اور اضافہ کیجئے (۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور توسعاً خلاف اولیٰ کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں

اس جواب میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے سابقہ جواب کی پوری پندرہ شقوں کی توثیق فرمانے کے بعد سولہواں آخری جواب یہ دیا کہ کبیرہ اور صغیرہ تو دو مشہور امر ہیں ہی۔ لیکن ایک اور چیز ہے صغیرہ سے صغیرہ (اس لفظ سے غالباً اعلیٰ حضرت کی مراد صغیرہ بالسہو یا نسیان ہے) اسے اس کے محض بظاہر اور محض صورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے خود انبیاء علیہم السلام اپنے کسی فعل کو بمقتضائے لفظ گناہ کہہ سکتے ہیں مگر "ذنوب سہویہ" منافی نبوت نہیں جیسا کہ شفا شریف میں ہے۔ **وکذالک العصیان الترک والمخالفة فعلیٰ مقتضی اللفظة کیفما کانت من سهو او تاویل فهی مخالفة وترک.** اور اسی طرح عصیان ترک ومخالفت کا نام ہے تو لفظ کے تقاضا کے مطابق یہ ترک ومخالفت خواہ سہو وتاویل ہی سے ہو وہ عصیان تو ہوگی۔

عکس۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الجزء الثانی صفحہ 150 ناشر عبدالتواب اکیڈمی ملتان

وَكَذٰلِكَ العِصْيَانُ
التَّرْكُ وَالمُخَالَفَةُ فعلى مُقْتَضَى اللَّفْظَةِ كَيْفَمَا كَانَتْ مِنْ سَهْوٍ أَوْ تَأوِيلٍ فَهِيَ
مُخَالَفَةٌ وَتَرْكٌ

اس سے پہلے قاضی عیاض فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام اپنے کمال قرب کی وجہ سے اپنے ان افعال کے

بارے میں خوفزدہ رہتے ہیں جن سے انہیں نہ روکا تھا نہ حکم دیا تھا "واتوھا علیٰ وجہ التاویل او السھو او تزید من امور الدنیا المباحۃ خائفون وجلون وھی ذنوب بالاضافۃ الیٰ علیّ منصبھم ومعاص بالنسبۃ الیٰ کمال طاعتھم لاانھا کذنوب غیرھم ومعاصیھم"

یعنی جبکہ انہوں نے وہ افعال تاویل یا سہو یا امور دنیا مباحہ کے زیادہ حصول کے باعث سرانجام دیئے وہ حضرات ان افعال سے خوفزدہ رہتے ہیں اور وہ افعال ان کے عالی مرتبہ اور انکے کمالِ طاعت ہی کے باعث ذنوب ومعاصی ہوتے ہیں ورنہ وہ افعال دوسروں کے افعال اور معاصی (گناہوں) کی طرح ہرگز نہیں ہوتے۔

عکس۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الجزء الثانی صفحہ 150/149 ناشر عبدالتواب اکیڈمی ملتان

------------ فاعلَمْ وفقَنا اللهُ وإيّاكَ أنّ درجةَ
الأنبياءِ في الرفعةِ والعلوِّ والمعرفةِ باللهِ وسُنّتهِ في عبادهِ وعظمِ سلطانهِ
وقوّةِ بطشهِ مما يحملهم على الخوفِ منهُ جلَّ جلالهُ والإشفاقِ من المؤاخذةِ
بما لا يؤاخذُ به غيرُهم وأنّهم في تصرّفهم بأمورٍ لم يُنهَوا عنها ولا أُمِروا بها
ثمّ ووخذوا عليها وعوتبوا بسببها وحذروا من المؤاخذةِ بها وأتوها على وجهِ
التأويلِ أو السهوِ أو تزيُّدٍ من أمورِ الدنيا المباحةِ خائفونَ وجلونَ وهي ذنوبٌ
بالإضافةِ إلى عليِّ منصبِهم ومعاصٍ بالنسبةِ إلى كمالِ طاعتهم لا أنّها كذنوبِ
غيرِهم ومعاصيهم ------------

اس کے بعد اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ (وہ حضرات خود اپنے بعض افعال میں سے) ترک اولیٰ کو بھی گناہ کہہ سکتے ہیں، مگر نہ حقیقتاً نہ شرعاً بلکہ توسعاً (ملخصاً)

عکس، العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ جلد 9 صفحہ 78 تا 80 ناشر المجد داحمد رضا اکیڈمی زیر اہتمام قاری رضاء المصطفٰی اعظمی، کراچی

> الجواب ۔ بحمد اللہ تعالٰی وہ جواب کافی ووافی ہے ---------------------
> اور (۱۵) کے بعد یہ نمبر اور اضافہ کیجئے (۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور ترک سنت خلاف اولٰی کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں ----------------------------

یعنی ذنب کے معنی کو مجازی طور پر اس طرح وسعت دی جائے کہ ذنب اور معصیت سے ترک امر مراد لیا جائے اور امر جس طرح ایجاب اور فرض کے لئے آتا ہے اسی طرح استحباب کیلئے بھی آتا ہے، نور الانوار میں ہے "والمتوقفون یقولون ان الامر یستعمل لستة عشر معنا کالوجوب والاباحةوالندب..................وعندنا الوجوب حقیقة الامر فیحمل علیه مطلقه مالم تقم قرینة خلافه واذا قام قرینته یحمل علیه علیٰ حسب المقام

اور امر کے حقیقی معنی کے بیان میں توقف کرنے والے کہتے ہیں کہ امر سولہ معنوں میں مستعمل ہے مثلاً وجوب، اباحت ندب..................اور اسکے علاوہ دیگر بھی بتائے جبکہ ہمارے نزدیک یعنی حنفی علماء کے نزدیک امر کی حقیقت وجوب ہی ہے، تو اس پر مطلق امر کو محمول کیا جائے گا جب تک خلاف کا قرینہ موجود نہ ہو جب اس کے خلاف پر قرینہ موجود ہو جائے تو حسب موقعہ اسی قرینہ پر محمول کریں گے۔

عکس۔ نور الانوار مع شرح قمر الاقمار صفحہ 31 ناشر مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

> فاصطلاحاً والمتوقفون یقولون ان الامر یستعمل لستة عشر معنی کالوجوب والاباحة والندب والتهدید والتعجیز والارشاد والتسخیر وغیر ذلك فما لم تقم قرینة على احدها لم یعمل به فیجب التوقف حتى یتعین المراد وعندنا الوجوب حقیقة الامر فیحمل علیه مطلقه مالم تقم قرینة خلافه واذا قامت قرینته یحمل علیه على حسب المقام

لہٰذا رسل کرام کی طرف سے اپنے ترک مستحب کو ترک امر قرار دیکر لغوی معنی کے وسیع تناظر میں ذنب اور معصیت کہا جا سکے گا اس طرح اللہ تعالٰی پر بھی غلط گوئی کا الزام نہیں آئیگا اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے منافی بھی نہ ہوگا کیونکہ نبوت

کے منافی ذنب بمعنی "ترک فرض" ہے نہ کہ بمعنی "ترک مستحب"

نیز اعلیٰ حضرت تفسیر معالم التنزیل پر اپنی تعلیق میں ارشاد فرماتے ہیں " ذنوب الانبیاء علیهم السلام فی القرآن ای صورة واما معنی فهم البطینون المبرئو ن صلی اللّٰہ تعالیٰ علیهم وسلم" اس کے ترجمہ میں مولانا محمد صدیق ہزاروی لکھتے ہیں کہ ذنوب انبیاء علیہم السلام سے مراد صورۃً گناہ ہے ورنہ حقیقۃً گناہ سے انبیاء کرام علیہم السلام نہایت دور اور منزہ ومبرّا ہیں۔

عکس۔تعلیقات رضا صفحہ 25 'مرکزی مجلس رضا لاہور

۱۱۔ قولہ ذنوب الانبیاء علیہم السلام فی القرآن ای صورۃ واما معنی فهم البطینون المبرؤن صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہم وسلم۔
امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ ذنوب انبیاء علیہم السلام سے مراد صورتِ گناہ ہے ورنہ حقیقۃً گناہ سے انبیاء کرام علیہم السلام نہایت دور اور منزّہ ومبرّا ہیں سے

احکام شریعت حصہ سوم صفحہ ۳۰۶ شق نمبر ۶ میں آپ فرماتے ہیں کہ امور تبلیغیہ میں قول ہوں یا فعل انبیاء علیہم السلام تعمد مخالفت (یعنی عمداً ذنب) سے معصوم ہیں باقی رہا سہو وخطا سے ان کا صدور تو اقوال تبلیغیہ میں اس سے بھی معصوم ہیں، لکھتے ہیں "افعال تبلیغیہ میں اختلاف ہے ظاہر ادلہ جواز ہے مگر اس پر تقریر ممکن نہیں بلکہ انتباہ واجب ہے"۔

عکس۔احکام شریعت حصہ سوئم صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

تبلیغیہ قولاً ہو یا فعلاً اس میں تعمد مخالفت سے بالارادہ معصوم ہیں اور اقوال تبلیغیہ میں سہو وخطا سے بھی۔ افعال تبلیغیہ میں اختلاف ہے ظاہر ادلہ جواز ہے مگر اس پر تقریر ممکن نہیں۔ بلکہ انتباہ واجب ہے ----------------------------

یعنی افعالِ تبلیغیہ میں مخالفتِ اَمر کا ان حضراتِ کرام سے سہواً صدور اُن دلائل سے جو ہمارے سامنے (ظاہر) ہیں جائز اور ممکن نظر آتا ہے لیکن انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواہ بذریعہ وحی خواہ بذریعہ القاء فوراً توجہ دلا کر اس مخالفت سے ہٹالیا جاتا ہے۔''شفا میں فرمایا یہی اکثریت کا قول ہے اور یہی صحیح ہے ''**وهو الصحيح**''

عکس۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الجزء الثانی صفحہ **131** ناشر عبدالتواب اکیڈمی ملتان

وذهبَ الأكثرُ مِنَ الفقهاء والمتكلّمينَ

الي أنَّ المخالفَةَ في الأفعالِ البلاغيّةِ والأحكامِ الشرعيّةِ سهوًا وعَنْ غيرِ

قصْدٍ منهُ جائزٌ عليه ---------------------------------

فانَّ القائلينَ بتجويزِ . ---------------------------------

ذلكَ يشترطونَ أنَّ الرُّسُلَ لا تقرُّ على السَّهوِ والغَلَطِ بَلْ يُنبَّهُونَ عليه

ويعرِفونَ حُكْمَهُ بالفورِ على قولِ بعضِهِمْ وهو الصَّحيحُ وقبلَ انقِراضِهِمْ

على قولِ الآخَرينَ وأمَّا ما ليسَ طَريقُه البلاغَ ولا بيانَ الأحكامِ مِنْ

أفعالِه صلى اللهُ عليه وسلم وما يختصُّ به مِنْ أمورِ دينِه وأذكارِ قلبِه مِمَّا

لم يفعلْهُ لِيُتَّبَعَ فيه فالأكثرُ مِنْ طبقاتِ علماءِ الأمَّةِ على جوازِ السَّهوِ

والغلطِ عليه فيها ولحوقِ الفتراتِ والغفلاتِ بقلبِه وذلكَ بما كُلِّفَهُ مِنْ

مُقاساةِ الخَلْقِ وسياساتِ الأمَّةِ ومُعاناةِ الأهلِ ومُلاحظةِ الأعداءِ ولكِنْ

ليسَ على سبيلِ التَّكرارِ ولا الاتِّصالِ بَلْ على سبيلِ النُّدورِ

شاید کسی کے دل میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ ترک اولیٰ کا ترجمہ کرنے سے آیت کا بیان نبی کریم ﷺ سے متعلق ہو جاتا ہے پھر دونوں ترجمے کیسے صحیح ہوں گے کیونکہ کنز الایمان میں اس کی نسبت اہل بیت کرام اور غیر انبیاء امہات اور آباء کرام سے کی گئی ہے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اس کے دو جواب عطا فرما گئے۔

پہلا جواب یہ کہ آپ نے کنز الایمان کے ترجمے کو چودھواں نمبر دیا اور صورۃً ذنب کو پندرھواں اور ترک اولیٰ کو سولھواں اور کسی کو بھی غلط نہیں کہا تو ظاہر کر دیا کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک دونوں ترجمے صحیح ہیں کیونکہ یہ دراصل

ترجمے نہیں توجیہیں ہیں جنہیں وجہ اور وجوہ اور وجہیں بھی کہتے ہیں۔اور توجیہیں ایک دوسرے کے مخالف ہوجائیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اس بات کی دلیل کہ یہ توجیہیں ہیں ترجمے نہیں اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد ہے نمبر۱۴ میں فرماتے ہیں کہ اس وجہ پر کریمہ سورۃ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے الخ

عکس العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ جلد 9 صفحہ 78 ناشر المجد داحمد رضا اکیڈمی زیر اہتمام قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی، کراچی

---------------- (۱۴) اسی وجہ پر کریمۂ سورۂ فتح میں لام لک تعلیل [illegible] اور ماتقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے گناہ یعنی سیدنا عبداللہ و سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آبائے کرام و امہات طیبات باستثنار انبیائے کرام مثل آدم و شیث و نوح و خلیل و اسمعیل علیہم الصلاۃ والسلام اور ماتاخر تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہلبیت و [illegible] مرحومہ تو حاصل کریمہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخشدے تمہارے [illegible] کے سبب اگلوں پچھلوں کے گناہ والحمد للہ رب العالمین ----------------

یہ شق نمبر۱۴ وہی ہے جو کنزالایمان میں اختیار فرمائی تو پتا چلا کہ کنزالایمان والی عبارت اور اس سے پہلے اور بعد کی تمام شقیں اور جوابات توجیہیں اور وجہیں ہی ہیں ترجمہ نہیں، آپ پوچھیں گے کہ ترجمہ اور توجیہ میں کیا فرق ہے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ مفسر (موجِہ) تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے۔

عکس العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ جلد 9 صفحہ 76 ناشر المجد داحمد رضا اکیڈمی زیر اہتمام قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی، کراچی

---------------- مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے ترجمہ کی غلطی اگر ہوتی ہے ----------------

اسی طرح اپنی انہی توجیہات میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلمہ ''استغفر لذنبک'' کا مخاطب ماسوائے نبی کریم ﷺ ہر سامع کو، ایک اور توجیہ میں ہر مرد کافر کو اور دیگر تمام توجیہات میں ان آیات کا مخاطب رسول اللہ ﷺ کو ماننا بھی بقولِ معترض صریح تضاد کی نشاندہی کرتا ہے جبکہ اس سے بھی اعلیٰ حضرت یہی بتانا چاہتے ہیں کہ

آیات کے وجوہ اور توجیہات میں تضاد اور اختلاف جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت کا دوسرا جواب۔ اعلیٰ حضرت اس اعتراض کا دوسرا جواب یہ عطا فرماتے ہیں، لکھتے ہیں امام الطریقت لسان الحقیقت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فتوحات مکیہ باب ۲۹ میں فرماتے ہیں

فھذہ الآیۃ تدل علی ان اللّٰہ تعالیٰ قد شرّک اھل البیت مع رسو ل اللّٰہ ﷺ فی قولہ تعالیٰ لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وما تأخّر

عکس۔ رسالہ جزاء اللہ عدوہ صفحہ ۱۰۰ المعروف ختم نبوت از اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ طبع مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۸۵ء

------------ فھذہ الآیۃ تدل علی ان اللہ تعالیٰ قد شرک اھل البیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر و ------------

یعنی یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ "**لیغفر لک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتأخر**" فرما کر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اہل بیت کو اس آیت میں شریک کر لیا یعنی اصالۃً اس آیت کا اسناد حضور ﷺ کی طرف ہے اور فروعاً آپکے اہل بیت اور آپکے آباء کرام شامل ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا تو آپ اصالۃً بھی صرف ایسے ترک اولیٰ کی مغفرت پائیں گے جسکا صدور آپ سے عمداً نہ تھا اس لئے وہ بھی (بظاہر) ترک اولیٰ ہوگا۔ اور لفظ بظاہر کو بریکٹ میں رکھنے سے البیان کا منشا شاید یہ ہے کہ جس طرح علماء راسخین، علماء متقدمین نے یہاں ترک اولیٰ مراد لیا ہمارے حسن ظن میں ان کی مراد بھی بغیر عمد کے ترک اولیٰ ہے اس لئے یہ بظاہر ہی قرار پایا۔

حاصل یہ کہ کنز الایمان اور البیان کے دونوں تراجم شیخ اکبر کی توجیہ کے دو جزء ہیں جن کو ملا کر شیخ اکبر کی توجیہ مکمل ہوتی تھی لیکن ہر دو شیخین نے اپنے اپنے ترجیحی مقاصد کے پیش نظر ایک ایک جزء کو رکھا اور حسن ظن یہ ہے کہ دونوں شیوخ کے پیش نظر یہ ہوگا کہ وہ تفسیر لکھتے وقت شیخ کے مقصد کو پورا کر دیں گے لیکن قضا و قدر نے دونوں بزرگوں کو

اس کی تفسیر لکھنے سے پہلے اٹھالیا تاہم دونوں ترجمے فی الواقع ناقص نہ تھے کیونکہ اول الزمان ترجمہ میں فرع کا ذکر کیا گیا اور اصل کے ذکر کو علماء پر اعتماد کے پیش نظر کہ وہ ظاہر ترجمہ سے خود سمجھ لیں گے ترک فرمایا گیا جبکہ مؤخر زمانی ترجمہ البیان میں اصل کا ذکر کیا اور فروع کے ذکر کو پہلے ترجمہ میں موجود ہونے کے سبب اسی پر محول قرار دیا اور مقدمہ میں اس ترجمہ کی تصحیح فرما کر اشارہ فرمادیا کہ دونوں ترجموں کو ملالیا جائے تو شیخ اکبر کی بات بھی پوری ہوجاتی ہے۔

شاید کسی کے دل میں یہ اعتراض کھٹکے جب آپکا فعل مبارک نہ عمداً ذنب ہے اور نہ ترک اولیٰ تو جس نے اسے ذنب سمجھا یہ اس کی ناقص نظر کا قصور ہے نہ کہ سید دو عالم ﷺ کا تو اس کا جواب اعلیٰ حضرت یہ عطا فرماتے ہیں'' وہ خود کثیر التوبہ ہیں صحیح بخاری میں ہے میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔شرح الشفا والمرقات واللمعات والمجمع برمز (ط) للطیبی والزرقانی ، ہرایک کی توبہ اُس کے لائق ہے،حسنات الابرار سیآت المقربین ، حضور اقدس ﷺ ہر آن ترقی مقامات قرب ومشاہدہ میں ہیں''وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ'' جب ایک مقام اجل واعلی پر ترقی فرماتے گذشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبۂ بے تقصیر میں ہیں''صلی اللہ علیہ وسلم'' مطالع مع بعض زیادات منی۔

عکس۔جزاءاللہ عدوہ بابائہ ختم النبوت صفحہ ۲۶،۲۷ طبع مکتبہ نبویہ لاہور

شرح الشفا والمرقاۃ واللمعات والمجمع برمز (ط) للطیبی والزرقانی ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے، حسنات الابرار سیآت المقربین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات قرب و مشاہدہ میں ہیں وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ۞ جب ایک مقام اجل واعلی پر ترقی فرماتے گذشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ و استغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبۂ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ علیہ وسلم مطالع مع بعض زیادات منی۔

یعنی حضور ﷺ سے کوئی قصور فی الواقع واقع نہ ہوا مگر بے تقصیر ہونے کے باوجود آپ کو اپنے دوسرے مقام کی نسبت پہلا مقام تقصیر نظر آتا تھا۔ یعنی اعلیٰ حضرت کے نزدیک معترض کا اعتراض نظر رسالتمآب ﷺ پر ہے۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ ترک اولیٰ مکروہ تنزیہی کو کہتے ہیں اور مکروہ تنزیہی ضلالت کی ایک قسم ہے۔ اعلیٰ حضرت اس کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مکروہ تنزیہی ہرگز ضلالت نہیں" (منہیہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۴۵۹ طبع سنی دارالاشاعت فیصل آباد ۱۴۰۰ھ)

عکس، العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ جلد 2 صفحہ 459 ناشر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ زیر اہتمام محمد اسلم علوی، فیصل آباد

> لہ ظاہر ہے کہ ضلالت کا ادنیٰ درجہ کراہت تحریم ہے مکروہ تنزیہی ہرگز ضلالت نہیں دلیل واضح یہ کہ ہر ضلالت میں باس ہے اور مکروہ تنزیہی لا باس بہ ۱۲ منہ ——— "منہ" یعنی مصنف سے
>

کچھ لوگوں نے کہا کہ مکروہ تنزیہی کبیرہ نہیں تو صغیرہ تو ضرور ہے اور اس پر غضب الٰہی بھی ہوتا ہے لیکن اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ان المکروہ تنزیھالیس من الاثم فی شیئ لا کبیرۃ ولا صغیرۃ ولا یستحق العبدبہ معاقبۃ ما لا کثیرۃ ولا یسیرۃ ھو الحق الناصح الذی لامحید عنہ

عکس، العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ جلد 2 صفحہ 87 الناشر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ زیر اہتمام محمد اسلم علوی، فیصل آباد

> **فائدۃ جلیلۃ** یقول العبد الضعیف لطف بہ المولی اللطیف: علم ان ھذا الذی جزمنا بہ وعولنا علیہ فیما مر من ان المکروہ تنزیھا لیس من الاثم فی شیئ لا کبیرۃ ولا صغیرۃ ولا یستحق العبد بہ معاقبۃ ما لا کثیرۃ ولا یسیرۃ ھو الحق الناصح الذی لا محید منہ ------------------

یعنی مکروہ تنزیہی کا گناہ سے کوئی تعلق نہیں نہ کبیرہ اور نہ صغیرہ اور نہ ہی بندہ اس سے کسی قسم کے غضب وعقاب کا مستحق ٹھہرتا ہے نہ بہت کا اور نہ معمولی کا یہی وہ واضح حق ہے جس سے عدول صحیح نہیں۔

اگر کوئی کہے کہ مکروہ تنزیہی شرعاً ممنوع اور منہی عنہ تو ہے ہی۔ جواباً اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ثم ادعی تبعا لزلۃ وقعت فی التلویح واقمنا فی رسالتنا بسط الیدین الدلائل الساطعۃ علی

بطلانها ونقلنا مائة نص من أئمتنا وكتب مذهبنا متونا وشروحا وفتاویٰ منها كتب نفس الشامی كرد المحتار ونسمات الاسحار علی خلافها ان المكروه تحريما ايضا غير ممنوع عندالشيخين رضی الله تعالیٰ عنهما وسبحٰن الله ایّ عجب اعجب من هذا ان يكون المكروه تنزيها منهيا عنه والمكروه تحريما غير ممنوع

عکس، العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ جلد اول صفحہ 195 ناشر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ زیر اہتمام محمد اسلم علوی، فیصل آباد

[illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع بتایا کہ مکروہ تنزیہی ممنوع نہیں ثم ادعٰی تبعا [illegible] فی التلویح وا قمنا فی
رسالتنا [illegible] علی بطلانہا ونقلنا مائۃ نص من ائمتنا وکتب مذہبنا متونا وشروحا
وفتاوی منہا کتب نفس الشامی کرد المحتار ونسمات الاسحار علی خلافہا ان المکروہ تحریما ایضا غیر ممنوع عند الشیخین
رضی اللہ تعالیٰ عنہما وسبحن اللہ ای عجب اعجب من ہذا ان یکون المکروہ تنزیہا منہیا عنہ والمکروہ تحریما غیر ممنوع

یعنی صاحب تلویح کا قدم ڈگمگایا اور علامہ شامی (اور دیگر بعد کے علماء مثلاً میر سید علامہ عبدالنبی اور علامہ علی قاری) اس کے پیچھے روانہ ہو گئے کہ مکروہ تنزیہی ممنوع شرعی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ (تعجب یہ ہے کہ صدر بحث میں شامی نے ہمارے ائمہ ثلاثہ کا اجماع بتایا کہ مکروہ تنزیہی ممنوع نہیں) اور ہم نے اپنے رسالہ بسط الیدین میں اس زلت کے بطلان پر دلائل ساطعہ قائم کئے ہیں اور اپنے ائمہ اور اپنے مذہب کی کتب متون وشروح اور فتاویٰ سے جن میں خود شامی کی کتاب ردالمحتار اور نسمات الاسحار بھی شامل ہیں اس کے خلاف ایک سو نصوص نقل کیں اور ہم نے یہ بھی بتایا کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ تحریمی بھی ممنوع شرعی نہیں، سبحان اللہ کون سی عجیب بات اس سے زیادہ حیرت والی ہو گی کہ مکروہ تحریمی غیر ممنوع ہو اور مکروہ تنزیہی منہی عنہ قرار پائے۔

شاید کوئی یہ کہے کہ بعض علماء نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی حقیقتاً اصطلاحاً منہی عنہ ہے اگرچہ لغتاً اسے منہی عنہ کہنا مجاز ہے کما فی التحریر۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یہاں تحریر میں اصطلاح سے امام محقق علی الاطلاق کی مراد اصطلاح نحو یہ ہے نہ کہ اصطلاح شرع یا فقہ یعنی جب مکروہ تنزیہی میں صیغہ نہی اور بعض مندوبات میں صیغہ امر ہوتا ہے اور نحوی صیغہ کو ہی دیکھتے ہیں اختلاف معانی سے بحث نہیں کہ یہاں فعل یا ترک کی طلب حتمی ہے یا غیر حتمی انکی اصطلاح میں حقیقتاً مندوب مامور بہ ہو گا اور مکروہ منہی عنہ مگر لغتۃً انکو مامور بہ ومنہی عنہ کہنا مجاز ہے کہ لغت میں مامور

بہ واجب اور منہی عنہ ناجائز سے خاص ہے اور یہی عرف شرع واصطلاح فقہ ہے، نحویوں کے طور پر **لاتفعل** کا صیغہ ہونے سے فقہاً کیونکر منہیات میں داخل ہونے لگا۔ تحریر کی عبارت الخ۔

عکس۔ العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ جلد اول صفحہ **194** 'الناشر'' سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ'' فیصل آباد

> مجاز ہے کما فی التحریر اقول آگے ذکر فرمایا اللہ العلامہ یہاں تحریر میں اصطلاح سے امام محقق علی الاطلاق کی مراد اصطلاح نحویاں ہے نہ کہ اصطلاح
> شرع یا فقہ یعنی جبکہ مکروہ تنزیہی میں صیغہ نہی اور بعض مندوبات میں صیغہ امر ہوتا ہے اور نحوی صیغہ ہی کو دیکھتے ہیں اختلاف معانی سے
> انہیں بحث نہیں کہ یہاں فعل یا ترک کی طلب حتمی ہے یا غیر حتمی تو انکی اصطلاح میں حقیقۃً مندوبات مامور بہ ہونگا اور مکروہ تنزیہی منہی عنہ مگر لغۃً
> ان کو مامور بہ و منہی کہنا مجاز ہے کہ لغت میں مامور بہ واجب اور منہی عنہ ناجائز سے خاص ہے اور یہی عرف شرع و اصطلاح فقہ ہے تو نحویوں کے
> طور پر لاتفعل کا صیغہ ہونے سے فقہاً کیونکر منہیات میں داخل ہونے لگا تحریر کی عبارت

ثابت ہوا کہ مکروہ تنزیہی کو شرعاً ممنوع اور شرعاً منہی عنہ کہنا واضح طور پر غلط ہے۔

شاید کوئی یہ کہے کہ بہر حال خلاف اولیٰ مکروہ تو ہے خواہ مکروہ تنزیہی سہی، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن علماء نے مکروہ تنزیہی اور ترک اولیٰ کو ایک ہی چیز کہا تھا بالآخر انہیں ماننا پڑ گیا کہ مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ میں فرق ہے لکھتے ہیں'' انہیں نے تحریر الاصول میں تحریر فرمایا مکروہ تنزیہی وہ ہے جس میں صیغہ نہی وارد ہو اور جس میں صیغہ نہی نہیں وہ خلاف اولیٰ ہے۔ اور کراہت تنزیہی کا مرجع خلاف اولیٰ کی طرف ہونا ایک اطلاق موسع کی بنا پر ہے''

عکس۔ العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ جلد اول صفحہ **184** 'الناشر'' سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ'' فیصل آباد

> المنذ رب انہیں نے تحریر الاصول میں تحریر فرمایا کہ مکروہ تنزیہی وہ ہے جس میں صیغہ نہی وارد ہوا اور جس میں نہی نہیں وہ خلاف اولی ہے
> اور کراہت تنزیہ کا مرجع خلاف اولی کیطرف ہونا ایک اطلاق موسع کی بنا پر ہے ------------------------------

نیز فرماتے ہیں اقول اگر ترکِ مستحب موجبِ کراہت ہوتو آدمی جسوقت خالی بیٹھا ہو اور کوئی مطالبہ شرعیہ اسوقت اس پر لازم نہ ہو۔ لازم کہ اسوقت لاکھوں مکروہ کا مرتکب ٹھہرے کہ مندوبات بے شمار ہیں اور وہ اس وقت ان سب کا تارک۔

عکس۔العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ جلد اول صفحہ 188 'الناشر" سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ" فیصل آباد

> اقول اگر ترک مستحب موجب
> کراہت ہو تو آدمی جس وقت خالی بیٹھا ہو اور کوئی مطالبہ شرعیہ اس وقت اس پر لازم نہ ہو لازم کہ اس وقت لاکھوں مکروہ کا
> مرتکب ٹھہرے کہ مندوبات بیشمار ہیں اور وہ اس وقت ان سب کا تارک

نیز لکھتے ہیں نمبر ۳ مطلقاً مورث عتاب ہی ہو یہ کراہت تنزیہی ہے (۴) مطلقاً کچھ نہ ہو یہ خلاف اولیٰ ہے

عکس، العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ جلد 1 صفحہ 189 ناشر" سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ" فیصل آباد

> کی نسبت علمائے تحقیق فرمائی کہ کراہت تنزیہی سے اخص اور تحریمی سے اخف ہے (۳) مطلقاً مورث عتاب ہی ہو یہ کراہت تنزیہی ہے
> (۴) مطلقاً کچھ نہ ہو یہ خلاف اولیٰ ہے

یعنی ترک اولیٰ اور مکروہ تنزیہی میں واضح فرق ہے، ترک اولیٰ اس مستحب کے ترک کو کہتے ہیں جس کے ترک پر نہی وارد نہ ہوئی ہو، اس طرح کے ترک کو مکروہ تنزیہی کہا جائے تو تقریباً ہر آدمی بعض اوقات میں ہزاروں مستحبات سے فارغ بیٹھا ہوتا ہے تو اسے ہزاروں مکروہ تنزیہی کا مرتکب قرار دینا پڑے گا اور یہ بھی فرق ہے کہ مکروہ تنزیہی کے مرتکب پر عتاب ہے جبکہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ترک اولیٰ کے مرتکب پر کوئی عتاب نہیں لہٰذا ان دونوں میں بیّن فرق ہے، دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔

ہمارا روئے سخن صرف ان حضرات کی جانب ہے جو ہماری طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت اور وابستگی رکھتے ہیں نہ کہ ان سے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے کلام کو پڑھ کر پھر بھی ترک اولیٰ کے اثبات کو خصوصاً ترجمہ قرآن میں کفر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اعلیٰ حضرت کے مقلد نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکا اعلیٰ حضرت کی تقلید سے انکار کسی علمی گتھی کو سلجھانے کیلئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت کو بھی ترک اولیٰ اور صورۃً ذنب کے اثبات کی وجہ سے مرتکب کفر سمجھتے ہیں ورنہ یوں کہتے کہ ہم اس ترجمہ، تفسیر اور عقیدے میں اعلیٰ حضرت کے موافق عقیدہ رکھتے ہیں، **قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی**

صدور رهم اکبر،

بہر حال ہماری یہی گزارش ہے کہ آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ کے نزدیک دونوں ترجمے صحیح ہیں یا نہیں؟

بینوا توجروا۔

محمد اقبال قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

82۔سوداگراں رضانگر بریلی شریف، یوپی

ذوالمجد والکرم حضرت مولانا سید مظہر سعید صاحب کاظمی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سعیدیہ کاظمیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

آپ کا محبت نامہ بنام استاذ نا الکریم کبیر العلماء تاج الاسلام فقیہ اعظم، جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دام ظلہ تشریف لایا۔ پڑھنے کے بعد معلوم ہوا یہ نامہ بھی اسی سے متعلق ہے جو مولانا محمد اقبال صاحب نے بھیجا ہے اور جس سوال کا جواب سیدی استاذی الکریم دام ظلہ لکھوا چکے ہیں۔

آپ کا نام فقیر نے حضرت کو سنایا، مضمون سن کر حضرت مسرور ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ''سید صاحب کو ایک خط لکھ دو اور یہی جواب بھیج دو'' لہذا یہی جواب آپ کو بھی مرسل ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد جوابات نظر سے گذرے تو تقریباً علماء حق اہل علم کے جوابات بہت خوب ومحبوب ہیں۔ معلوم نہیں کس کے عقل کی تار ہٹ گئی ہے کہ کنز الایمان اور البیان کے ترجمے میں آسمان وزمین کا فاصلہ نظر آتا ہے اس میں زیادہ دلچسپی صاحبزادہ زبیر اور غلام رسول سعیدی وغیرہ ھانے لی مگر اللہ ہمیشہ حق بلند رکھتا ہے مخالف ومعاند پھسلے ہیں اور انشاء اللہ ان کے قدم ڈگمگاتے ہی رہیں گے حق یہ ہے کہ دونوں ترجمے، ترجمے نہیں بلکہ توجیہیں ہیں اور معنی ومفاہیم صاف آشکار ہے کاش اللہ تعالیٰ ان

مخالفین کو سمجھ عطا فرما دیتا کہ اسے سمجھ لیتے ان کو سمجھ تو ہے مگر بزرگوں کی بے ادبی نے ان کے لئے سمجھ میں ایک کثیف پردہ ڈال دیا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو بزرگوں کے بارگاہ کا نیاز مند بنائے اور مخالفین کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقط والسلام مع الاکرام

محمد یونس رضا الاویسی الرضوی

تلمیذ وخلیفہ حضور تاج الشریعۃ والطریقہ

خادم الافتاء مرکزی دارالافتاء سوداگراں

بریلی شریف

۱۴۔ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

۵۱۶۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب:- اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غزالیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ و الرضوان کے ہر دو ترجمۂ قرآن سے نقول مندرجہ سوال ملاحظہ ہوئیں ان کے ملاحظہ سے یہ امر خوب ظاہر ہے کہ تینوں آیتوں میں "ذنب" کا ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ اس جگہ یہ کلمہ مصروف عن الظاہر ہے اس لحاظ سے دونوں ترجموں میں جو کچھ فرمایا گیا وہ ترجمہ نہیں بلکہ ظاہر معنی سے پھیر کر لائق مقام توجیہ ہے بحمدہ تعالیٰ دونوں کی توجیہیں صحیح و معتمد ہیں چنانچہ خود سائل فاضل نے بھی یہ فرمایا:

"کیوں کہ یہ دراصل ترجمہ نہیں توجیہیں ہیں جنھیں وجہ اور وجوہ اور وجہیں بھی کہتے ہیں"

تو کسی ایک توجیہ کو صحیح قرار دینا اور دوسری توجیہ کو غلط قرار دینا سراسر غلط ہے رہی یہ بات کہ کون سی توجیہ باعتبار لفظ مختصر اور مقام سے زیادہ لگتی ہوئی ہے اور ترجمہ کا مصداق ہونے کے لائق ہے، میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اور یہ فیصلہ اہل نظر اور اصحاب ذوق پر چھوڑتا ہوں اور اپنے لئے اور سب کے لئے بزرگوں کے ادب کی اور ان سے نیاز مندی کی توفیق رفیق خدائے برتر سے چاہتا ہوں. ع

از خدا خواہیم توفیق ادب

اس سلسلے میں "فتاویٰ رضویہ" سے جو کچھ سائل فاضل نے نقل کیا اس کی مراجعت کی نہ فرصت ہے اور بوجہ علالت میں خود دیکھ بھی نہیں سکتا اتنی بات اس سے ضرور آشکار ہے کہ یہاں دیگر توجیہات بھی ہیں جن میں سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ترجمۂ قرآن میں جس کو زیادہ مناسب جانا اختیار فرمایا اور "البیان" میں حضرت غزالیٔ دوراں نے جو اختیار فرمایا "فتاویٰ رضویہ" کے جواب سے اس کی بھی توثیق ہوتی ہے چنانچہ سائل فاضل نے بھی یہاں یہ فرمایا کہ:

"یاد رہے یہ جواب غزالیٔ زماں کے ترجمہ کی اصل ہے کیوں کہ آپ نے لکھا کہ وہ ترک اولیٰ جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہے الخ"

حضرت غزالیٔ دوراں علیہ الرحمۃ والرضوان کا ترک اولیٰ کے ذکر کے ساتھ جا بجا "بظاہر" کی قید لگانا نہایت خوب و محبوب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقت "ذنب" تو کجا ترک اولیٰ سے بھی محفوظ ہے اور جو کچھ ترک اولیٰ سمجھا جاتا ہے وہ بھی بظاہر ہے اور اسکی تمیز بھی ہم غلاموں کو فعل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان جواز کے لئے کیا اور اس معاملے میں تکفیر تک نوبت پہنچانا اور اس کو کفر سمجھنا عجیب ہے اور سراسر غلو ہے اور سائل فاضل نے صحیح لکھا ہے کہ:

"غزالیٔ دوراں کا ترجمہ بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی طرح قرینۂ ادب کے اندر ہے ادب سے باہر ہرگز نہیں"

مجھے نہیں معلوم کہ کون اس بات کا مدعی ہے کہ غزالیٔ دوراں کا ترجمہ ادب کے باہر ہے، میں نے سائل فاضل کا پورا سوال پڑھوا کر سنا جس کے سننے میں کافی دیر ہوئی میرے پیش نظر دیگر لوگوں کے جواب اور جواب الجواب نہیں لہٰذا میں اسی پر اختصار کرتا ہوں کہ دونوں توجیہیں درست ہیں اور سائل فاضل نے جس فوٹو کاپی کا ذکر کیا وہ سوال سے منسلک نہ پائی گئی واللہ تعالیٰ اعلم

قالہ بفمہ و امر برقمہ
فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

کتبہ محمد یونس رضا اویسی
مرکزی دارالافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف
۹ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

صـ۱

الجواب
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم الذی عصم انبیائہ الکرام عن تعمد ذنب ومخالفۃ لحکم وارتکاب القبائح کلھا والصلاۃ والسلام علی عبدہ الحبیب الاکرم سید المعصومین وعلیھم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ اللھم ہدایۃ الحق والصواب فی الجواب عن الاستصواب ولما تحب وترضی فی کل باب من الترک والفعل والاختیار والاجتناب ۔ اما بعد ۔

جلیل القدر، قابل افتخار، معظم الوقار ان دونوں بزرگوں کے یہ مسئول عنہا تراجم آیات ثلث منقولہ فی السوال، بلا شبہ درست ہیں کہ واجب الاعتبار لغات سیر اسلاف کرام سے مؤید ہیں۔ ان کی صحت میں کسے کلام ہو سکتا ہے؟ اپنی اپنی جگہ دونوں کے یہ تراجم، بلا مبالغہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی محبت کی چاشنی اور عظمت و حرمت کے حسن ادب و خوبی شائستگی سے آراستہ ہیں۔ فجزاھما اللہ تعالیٰ عنا خیر الجزا ۔ ـــــــــ دونوں میں سے ایک بزرگ کا یہ ترجمہ صحیح و قابل تحسین ماننا اور اس کے مقابل دوسرے کا غلط اور قابل انکار و اعتراض قرار دینا ضرور ناانصافی ہوگی حتیٰ کہ اس رویہ و نظریہ کو دنیائے علم و دیانت میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا بلکہ یقیناً اس کو کوتاہ بینی تنگ ظرفی اور عصبیت و غلو فی العقیدت ٹھہرانے پر مجبور ہوگی۔ ہمارا سنجیدہ و دور اندیش طبقہ اس باہمی تحسین و تقبیح کے ... موجب تفریق بین القوم کہے گا اور موجب تفرقہ کام سخت ناجائز و مذموم ہوتا ہے کما ھو الظاہر۔ لہٰذا فریقین کو چاہئے کہ اس فضول بلکہ مضر اختلاف سے احتراز برتیں کہ اسی میں اپنی اور قوم کی خیر خواہی ہے۔ اعتراض کرنے والے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ کم از کم ان (مندرجۂ ذیل) آیات مبارکہ میں نظر کریں اور سوچیں کہ شرع مطہر کو کیا درپیش ہے جو ہم سے اُسے کیا مطلوب ہے؟ ! ـــــ قال تعالیٰ (اذا قلتم فاعدلوا الآیہ) وقال تعالیٰ (ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا، اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ) وقال تعالیٰ (لا تغلوا فی دینکم غیر الحق) وقال عز وجل (ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیہ) ونحو ذلک۔

رجوع الی الجواب

قرآن کریم میں آقا حضور پر نور رسول اکرم نبی رحمت، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب یا اور بعض نبیوں کی طرف بھی لفظ "ذنب" (گناہ) اور لفظ "معصیت" (نافرمانی) کی جو نسبت یا اضافت آئی ہے یا آنحضرات علیہم الصلاۃ والسلام کی توبہ و طلب مغفرت

صہ ۲

سے متعلق جو مضامین وارد ہیں وہ سب بلاشبہ مصروف عن الظاہر ہی ہیں - اہل حق کا اجماع ہے اسپر کہ وہ سب کلمات ومضامین اپنے حقیقی ظاہری لغوی معانی پر ہرگز محمول نہیں کہ بیشک ظاہر پر حمل کرنا ناجائز ہے حتی کہ ان کے ظاہری حقیقی معنی کا اعتقاد رکھنا بڑی حرماں نصیبی، شدید حرام - حرام نہیں بلکہ کفر ہے کما ھو مصرح بہ فی المقام من الفقہ والکلام -

لہٰذا اس قسم کی جملہ آیات واخبار کی کوئی نہ کوئی اچھی، شانِ نبوت کے مناسب تاویل وتوجیہہ فرض ہے - ورنہ کم از کم ان کی صداقت وحقانیت پر ایمان رکھنے کے ساتھ تعیین معنی سے توقف اور معنی مُراد کی تفویض الی اللہ لازم - ورنہ ایمان کی خیر نہیں - کہ یہ بحث نازک اور بڑی خطرناک ہے موجب ہلاک ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ امت کا مسلمہ ومتفقہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں یعنی بعصمتہٖ تعالیٰ ان ذوات قدسیہ سے "ذنب ومعصیت" (یعنی بالقصد حقیقی گناہ ونافرمانی کا) صدور نہیں ہوتا -

معصومیت نبی | نبی کی معصومیت کا عقیدہ، بدعت نہیں ہے کوئی نیا گھڑھا ہوا عقیدہ نہیں ہے بلکہ نصوص شرعیہ وبراہین عقلیہ کی روشنی میں سلفاً وخلفاً ہی متوارث چلا آرہا ہے - کتب عقائد وکلام میں صراحۃً مذکور ہے کہ وہ حضرات قدسی صفات، بے شک گناہ ونافرمانی کے ارتکاب بالقصد سے منزہ ومعصوم ہیں - چنانچہ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی معروف ومبارک کتاب "فقہ اکبر" میں فرماتے ہیں:

"الانبیاء علیہم السلام کلھم منزھون (ای معصومون) عن الصغائر والکبائر والکفر والقبائح" (فقہ اکبر مع شرح القاری) -

توجیہات وتاویلات اسلاف کرام | ان آیات متذکرہ فی الاستفتاء کی توجیہ، ائمہ اہل سنت مفسرین ومتکلمین علیہم الرحمۃ والرضوان سے دو طرح منقول ہے -

① احتمال ہے کہ مضاف محذوف ہو -
② احتمال ہے کہ مضاف محذوف نہ ہو -

ص۳

(۱) حذف مضاف کی صورت میں تاویل یہ ہوئی کہ (ذنبک و معصیتہ) کی اسناد یا اضافت، حضور اقدس سید المعصومین علیہ و علیہم السلام کی طرف نہیں بلکہ اُمت کی طرف ہے۔ کہیں آل پاک کیا اہل بیت یا دیگر اقارب کی طرف اور کہیں عامۂ مومنین کی طرف۔ یعنی ان آیات میں مضاف الیہ کو مضاف کی جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ بعض مصالح و لطائف کی وجہ سے عربیت میں ایسا بہت ہوتا ہے بلکہ اردو میں بھی ہوتا ہے۔ کما لا یخفی علی اہل العلم —— رئیس المتکلمین حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر میں سورۃ فتح والی آیۂ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: "(احدھا) المراد ذنب المؤمنین"، یعنی توجیہات صحیحہ معتبرہ (کہ پیچھے متعدد بار مذکور ہو چکی ہیں) میں سے ایک توجیہ یہ بھی آئی ہے کہ (ذنبک) سے مؤمنین کا گناہ مراد ہے (نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا)۔ اس لئے کہ وہاں ذنب بمعنی گناہ حقیقی ہے ہی نہیں۔ اور جب گناہ کا وجود نہیں تو کس چیز کے مغفور ہونے کی قرآن پاک خبر دے [illegible] ہے حالانکہ ضرور، یقیناً کچھ مغفور ہے ورنہ مغفرت کی خبر کا غیر مطابق للواقع (کذب) ہونا لازم آئے گا۔ ومن اصدق من اللہ قیلاً۔

تفسیر کبیر کی طرح یہ توجیہ اور کتابوں میں بھی مذکور ہے مثلاً مسلم شریف کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں: "وقیل المراد به ذنوب امته"، یعنی بعض اسلاف سے یہ تاویل بھی منقول ہے کہ اس مغفرت سے مراد ہے امت کے گناہوں کی مغفرت (معافی) نہ کہ حضور کی مغفرت۔

مختار اعلیحضرت | یہ پہلی توجیہ وہی توجیہ ہے جو کنز الایمان میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اختیار کی۔ پسند فرمائی ہے جبکہ احتمال ثانی کی صورت میں توجیہات اسلاف کی صحت کے بھی آپ اپنی بعض دیگر تصنیفات میں قائل و ناقل ہیں۔ نافی و منکر نہیں ہیں —— یہاں کنز الایمان میں احتمال اول (حذف مضاف) کو احتمال ثانی (عدم حذف مضاف) پر اعلیحضرت نے کیوں فوقیت دی؟ اس کا جواب آئندہ سطور میں ان شاء اللہ تعالیٰ مسطور ہوگا وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) مضاف محذوف نہ ماننے کی صورت میں (یعنی "ذنب و معصیت" کی اضافت و نسبت خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ماننے کی صورت میں) اسلاف کرام سے چند توجیہات و تاویلات منقول ہیں یعنی جب یہ مسلّم کہ نبی معصوم گناہ سے ہیں تو پھر ذنب و معصیت سے کیا مراد ہے؟

☎: 466024
Fax: 474627 (Code 0091-0581)

مکرم

بزرگان دین علماء کبار و عارفین نے مانا کہ اس سے مراد ہے ترک اولی و ترک افضل سے توبہ و استغفار۔ یا اس سے مقصود ہے محض تعبد کا اظہار یا یہ تعبیر حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہے۔ ونحو ذلک من ما یناسب المقام۔ واللہ تعالےٰ اعلم بحقیقۃ مرادہ بکلامہ عزوجل ——— چنانچہ یہی امام رازی فرماتے ہیں: "ونحن نحملہ علی التوبۃ من ترک الاولی والافضل . . . . وقیل ایضا المقصود منہ محض التعبد" (تفسیر کبیر ملخصاً)

یہ "ترک اولی" والی توجیہہ وہی تو ہے جو "البیان" میں اختیار فرمائی گئی ہے۔ غزالی دوراں نے بڑے ڈرتے ڈرتے، ادب و شائستگی کے دائرے میں رہتے، قوسین میں لفظ (بظاہر) وغیرہ کا اضافہ کرکے لکھی ہے اسے کون غلط کہہ سکتا ہے؟ اسے غلط کہنا اسلاف کی تغلیط کو مستلزم ہے ——— جس طرح اعلیٰ حضرت کی اختیار کردہ تاویل، ان کی اپنی ذاتی رائے و خواہش نہیں ہے اسی طرح حضرت علامہ کاظمی صاحب کی اختیار کردہ تاویل بھی ان کی اپنی رائے اور ذاتی خواہش نہیں ہے بلکہ دونوں حضرات نے معتبر تفاسیر کی روشنی میں تمام آیات متذکرہ کی ترجمانی کی ہے۔

بالجملہ ہمارے ان دونوں ربانی عالموں پیشواؤں کے یہ تراجم مسئول عنہا بیشک صحیح ہیں بہت اچھے ہیں اپنی اپنی جگہ۔ دونوں کی صحت میں شبہ یا کسی ایک پر اعتراض و انکار بجا نہیں۔ ان پر اعتراض گویا اسلاف پر اعتراض ہے۔ جو بے شبہ بے ادبی کی انتہا ہے ——— "البیان" کا طرز بیان خود شاہد ہے کہ صاحب "البیان" علیہ الرحمۃ کو بھی صاحب کنز الایمان علیہ الرحمۃ کی طرح اس بات کا پورا احساس اور دھیان تھا کہ ان کی ترجمانی کہیں مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت و وجاہت کے منافی نہ ہو جائے۔ عقیدۂ عصمت نبی میں فرق نہ آ جائے حتی کہ عام مسلمانوں کے ایمان کے بگڑنے کا خطرہ پیدا نہ ہو جائے ——— اور یہ کہنا بھی حق اور سچ ہے کہ احتمال اول (مختار رضوی) سے احتمال ثانی (مختار کاظمی) کم قوی یا کم مؤید نہیں ہے۔ بلکہ اکثر مفسرین کے رجحان کے لحاظ سے اور سیاق و سباق اور اقتضاء عربیت وغیرہ کی روشنی میں تو احتمال ثانی کو زیادہ تقویت حاصل ہونا معلوم و ظاہر ہے۔ حتی کہ اس کا ادق و اقوی ہونا خود الملفوظ کی دیگر عبارات سے بھی ظاہر ہوتا ہے حتی کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی بعض کتابوں سے بھی ——— اب رہا یہ سوال کہ کنز الایمان میں احتمال ثانی چھوڑ کر احتمال اول کو کیوں فوقیت و ترجیح دی گئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:-

وجہ ترجیح | چونکہ قرآن کریم کا ترجمہ عالموں کے لئے نہیں بلکہ عموماً ہر عالم غیر عالم اردو داں

☎: 468024.
Fax : 474827 (Code 0091-0581)

مٹ ۵

طبقہ کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے ترجمہ کرنے والے عالم پر شرعاً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس چیز پر خوب گہری نظر رکھے کہ یہ ترجمہ میں کیوں کر رہا ہوں۔ کس طبقہ کے لئے اور کس دور و ماحول میں کر رہا ہوں۔ اور ہر کر اس کا ترجمہ کہیں عقائد حقہ، احکام و مسائل شرعیہ اور اخبار و آثار مسلمہ سے ہٹا ہوا نہ ہو جائے۔ کوئی فتنہ اور الجھن اس کے باعث نہ درپیش آ جائے اگرچہ وہ بلحاظ نقل و روایت بالکل درست و ناقابل گرفت۔ تو ایسا ترجمہ یقیناً اردو زبان میں کنز الایمان ہی ہے۔ یہ محض ادعا نہیں۔ خوش عقیدگی کا اظہار نہیں۔ بلکہ بلا مبالغہ اظہار حقیقت ہے۔ فللّٰہ در المصنف المترجم۔

کنز الایمان کس دور اور ماحول میں لکھا گیا ~~اس دور میں~~ سب جانتے ہیں کہ اس دور میں وہابیت پیدا ہو چکی بلکہ پروان چڑھ رہی تھی۔ اور کون نہیں جانتا کہ وہابی مسلک میں تعظیم مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کتنی کھلتی، کس قدر کھٹکتی ہے؟۔ اور عظمت و حرمت گھٹانے میں وہابیت کیسی کوشاں و سرگرم تھی اور ہے؟ اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اس دور میں دوسری طرف دشمنان اسلام آریوں، پادریوں نے بھی سر اٹھایا ہوا تھا۔ اور ہندو الگ بھولے بھالے مسلمانوں کو بہکانے پھسلانے میں لگے ہوئے تھے غرض آئے دن اسلام، قرآن یا صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملے ہو رہے تھے۔ طرح طرح کے گھنونے اعتراضات کا زور۔ بے ہودہ بکواس کا شور تھا۔ اور اسلامی اقتدار ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ جس کے منہ میں جو آتا بکتا۔ ڈر خوف کس کا تھا۔ کوئی کہتا پھرتا نبی کی تعظیم زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ بہت سے بہت بڑے بھائی کے برابر۔ "بارگاہ خداوندی میں نبی کو کوئی خاص عزت و کرامت حاصل نہیں"۔ "نبی چوڑے چمار سے بدتر اللہ تعالیٰ کے حضور۔ نبی ہماری طرح انسان ہے یعنی گناہگار ~~●~~ ہے" معاذ اللہ ~~●~~ بے معنی کہا ہے۔ اور کوئی علم نبی کی ناپ تول کر رہا تھا کوئی علم نبی کو علم شیطان سے گھٹانے کی کوشش میں لگا تھا۔ اور کوئی نبی کے علم بالمغیبات کو عام انسانوں بلکہ پاگلوں بلکہ چوپایوں کے علم سے تشبیہ دیتے نہیں شرما رہا تھا۔ غرض وہ دور ضلالات و بدعات کتنا پرفتن کتنا نازک، اور ایمان لیوا دور تھا۔ عظمت مصطفےٰ وہابیت کی آنکھ میں کھٹکتی، دل میں کھٹک رہی تھی اسلام و قرآن و معظمان دین کو بے وقعت ~~[illegible]~~ باور کرانے اور بدنام کرانے، عظمت گھٹانے کی ~~[illegible]~~ سب سر پھرے خفی یا جلی تدابیر میں مصروف تھے۔ ~~[illegible]~~ ایسے دور اور ماحول میں، ذرا سوچئے اور انصاف کی کیجئے کہ آیات متذکرہ کا

☎: 468024.
Fax: 474027 (Code 0091-0581)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت
محمد سبحان رضا خاں (دامت برکاتہم العالیہ)
رضا نگر، محلہ سوداگران
بریلی شریف

صـ ۶ (...)

(اگر اس کی علمی دھاک دلوں پر چھائی ہو۔ اسکے اقوال و دلائل کی شوکت و رعنائی بہروں کو بھی تسلیم ہو، اور
کسی ایسے ترجمہ کو اپنی شرعی منصبی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کونسا ترجمہ کرنا چاہیئے تھا جو کون
سا زیادہ مناسب و مفید مسلمانان اور بہتر تھا؟ آیا وہ ترجمہ جس سے، بجائے دفاع، دشمن کی مہم کو تقویت مزید
پہنچے۔ اپنے ناپاک مقصد و مسلک کو ثابت و مؤید کرانے کے لئے خود قرآن شریف سے دلیل ہاتھ آجائے؟
یا وہ ترجمہ جس سے دشمن کو تائید و تقویت (بالکل) نہ حاصل ہو؟ اور سرے سے ان کے ناپاک نظریہ کی جڑ کاٹ ... کر رکھدے
اور نہ رہے بانس نہ بجے بانسری؟ والی بات صادق آئے؟

"رشدی" اور "تسلیمہ" کا جنم
ٹھنڈے دل سے تصور کیجئے کہ اعلیٰحضرت جیسا
مقتدر و ذمہ دار عالم دین بھی اگر اور مترجمین کی طرح "کنز الایمان" میں احتمال اول کو چھوڑ کر
"ذنب و معصیت مؤولہ" کی اضافت و نسبت، حضور کی طرف کر دیتے تو عام مسلمانوں کے عقیدہ
عقیدۂ عصمت نبی کا کیا حال ہوتا؟ وہ ذنب کی تاویل نہیں دیکھتے وہ تو یہ دیکھتے کہ ذنب کی اضافت
قرآن شریف کے سبھی ترجموں میں حضور ہی کی طرف ہے —— تو جب سبھی تراجم ایک سے ہوتے اور
سبھی سے، جب انکی نظر میں یہ آتا کہ نبی بھی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو خیال کیجئے شیطان کو مسلمانوں کا ایمان
لوٹنے کیا دیر لگتی؟ اور پھر کتنے مسلمان "رشدی" پیدا ہوجاتے اور کتنی "تسلیماؤں" کا جنم ہوتا رہتا؟
"ذنب و معصیت" کی تاویل و توجیہہ دیکھنے کی کون زحمت کرتا (الا من شاء اللہ تعالیٰ)۔ بلکہ خود تاویل
و توجیہہ اسلاف کو غلط کہتے دیر نہیں لگتی۔ کیا نہیں دیکھتے کہ اسلاف کی خطائیں ڈھونڈنے اور پکڑنے والوں

بالجملہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کنز الایمان میں جو ~~تاویل اختیار و پسند فرمائی~~ حکیمانہ، محتاطانہ و ناصحانہ تاویل توجیہہ
اختیار و پسند فرمائی وہی دور حاضر میں ہر عالم طبقے کیلئے انسب و بہتر ہے۔ اسلم واحوط و انفع
ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ حقیر محمد صالح قادری بریلوی غفر لہ ولاساتذہ ولوالدیہ۔
یکے از خدام افتاء و تدریس جامعہ رضویہ منظر اسلام
سوداگران (رضا نگر)
بریلی شریف
۲۰ر شوال المکرم ۱۴۲۴ھ
۱۵ر دسمبر ۲۰۰۳ء

الجواب صحیح
... غفر لہ

DARUL IFTA MANZARE ISLAM
دار الافتاء

نبیرۂ اعلیٰ حضرت

محمد سبحان رضا خان سبحانی

رضا نگر، محلّہ سوداگران بریلی شریف سجادہ نشین ومتولی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ

الحمدللّٰہ العلی العظیم الذی عصم انبیائہ الکرام عن تعمد ذنب و مخالفۃ الحکم و ارتکاب القبائح کلھا و الصلاۃ و السلام علی عبدہ الحبیب الاکرم سید المعصومین و علیھم و علی آلہ و صحبہ اجمعین. اللھم ھدایۃ الحق و الصواب فی الجواب عن الاستصواب ولما تحب و ترضی فی کل باب من الترک و الفعل و الاختیار والاجتناب. اما بعد.

جلیل القدر، قابل افتخار، عظیم الوقار ان دونوں بزرگوں کے یہ مسئول عنہما تراجم آیات ثلٰث منقولہ فی السوال، بلاشبہ درست ہیں کہ واجب الاعتبار تفاسیر اسلاف کرام سے مؤید ہیں۔ان کی صحت میں کیسے کلام ہوسکتا ہے؟ اپنی اپنی جگہ دونوں کے یہ تراجم، بلامبالغہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی محبت کی چاشنی اورعظمت وحرمت کے حسن ادب وخوبی شائستگی سے آراستہ ہیں۔ فجزاھما اللّٰہ تعالیٰ عنا خیر الجزا۔۔

دونوں میں سے ایک بزرگ کا یہ ترجمہ صحیح و قابل تحسین ماننا اور اس کے مقابل دوسرے کا غلط اور قابل انکار و اعتراض قرار دینا ضرور ناانصافی ہوگی۔حتی کہ اس رویہ ونظریہ کو دنیائے علم و دیانت میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا بلکہ یقیناً اس کوکوتاہ بینی تنگ ظرفی اور عصبیت وغلوفی العقیدت ٹھہرانے پر مجبور ہوگی۔ ہمارا سنجیدہ ودور اندیش طبقہ اس باہمی تحسین و تقبیح کے اختلاف کو بے جا موجب تفریق بین القوم کہے گا اور موجب تفریق کام سخت ناجائز و مذموم ہوتا ہے کما ھوالظاہر۔لہذا فریقین کو چاہئے کہ اس فضول بلکہ مضر اختلاف سے احتراز برتیں کہ اسی میں اپنی اور قوم کی خیرخواہی ہے۔اعتراض کرنے والے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ کم از کم ان (مندرجہ ذیل) آیات مبارکہ میں نظر کریں اور سوچیں کہ شرع مطہر کو کیا رویہ پسند ہے؟ ہم سے اسے کیا مطلوب ہے؟۔قال تعالیٰ

رجوع الی الجواب

قرآن کریم میں آقائے دو عالم حضور پرنور رسول اکرم نبی رحمت، رحمت عالم ﷺ کی جانب یا اور بعض نبیوں کی طرف بھی لفظ ''ذنب'' (گناہ) اور لفظ ''معصیت'' (نافرمانی) کی جو نسبت یا اضافت آئی ہے یا آنحضرت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توبہ وطلب مغفرت سے متعلق جو مضامین وارد ہیں وہ سب بلاشبہ مصروف عن الظاہر ہی ہیں۔ اہل حق کا اجماع ہے اس پر کہ وہ سب کلمات ومضامین اپنے حقیقی ظاہری لغوی معانی پر ہرگز محمول نہیں کہ بے شک ظاہر پر حمل کرنا ناجائز ہے حتی کہ ان کے ظاہری حقیقی معنی کا اعتقاد رکھنا بڑی حرمان نصیبی، شدید حرام۔ حرام نہیں بلکہ کفر ہے۔ **کماھو مصرح بہ فی المقام من الفقہ والکلام**

لہٰذا اس قسم کی جملہ آیات واخبار کی کوئی نہ کوئی اچھی، شان نبوت کے مناسب تاویل وتوجیہ فرض ہے۔ ورنہ کم از کم ان کی صداقت وحقانیت پر ایمان رکھنے کے ساتھ تعیین معنی سے توقف اور معنی مراد کی تفویض الی اللہ لازم۔ ورنہ ایمان کی خیر نہیں۔ کہ یہ بحث نازک اور بڑی خطرناک ہے موجب ہلاک ہے۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ امت کا مسلمہ ومتفقہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں یعنی **بعصمتہ تعالیٰ** ان ذوات قدسیہ سے ''ذنب ومعصیت'' (یعنی بالتعمد حقیقی گناہ ونافرمانی کا) صدور نہیں ہوتا۔

معصومیت نبی

نبی کی معصومیت کا عقیدہ، بدعت نہیں ہے کوئی نیا گھڑا ہوا عقیدہ نہیں ہے بلکہ نصوص شرعیہ وبراہین عقلیہ کی روشنی میں سلفاً وخلفاً ہی متوارث چلا آ رہا ہے۔ کتب عقائد وکلام میں صراحۃً مذکور ہے کہ وہ حضرات قدس صفات، بے شک گناہ ونافرمانی کے ارتکاب بالتعمد سے منزہ ومعصوم ہیں۔ چنانچہ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی معروف ومبارک کتاب ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں:

''**الانبیاء علیہم السلام کلھم منزھون (ای معصومون) عن الصغائر و الکبائر و الکفر و القبائح**'' (فقہ اکبر مع شرح القاری)

توجیہات وتاویلات اسلاف کرام

ان آیات متذکرہ فی الاستفتاء کی توجیہ' ائمہ اہل سنت مفسرین ومتکلمین علیہم الرحمۃ والرضوان سے دوطرح منقول ہے۔

(۱) احتمال ہے کہ مضاف محذوف ہو۔

(۲) احتمال ہے کہ مضاف محذوف نہ ہو۔

(۱) حذف مضاف کی صورت میں تاویل یہ ہوئی کہ (ذنب و معصیة) کی اسناد یا اضافت' حضور اقدس سید المعصومین علیہ وعلیہم السلام کی طرف نہیں بلکہ امت کی طرف ہے۔ کہیں آل پاک کی یا اہل بیت یا دیگر اقارب کی طرف اور کہیں عامہ مومنین کی طرف۔ یعنی ان آیات میں مضاف الیہ کو مضاف کی جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ بعض مصالحہ ولطائف کی وجہ سے عربیت میں ایسا بہت ہوتا ہے بلکہ اردو میں بھی ہوتا ہے کما لا یخفی علی اهل العلم ۔۔۔ رئیس المتکلمین حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر میں سورۃ فتح والی آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: (احدها) المراد ذنب المؤمنین'' یعنی توجیہات صحیحہ معتبرہ (کہ پیچھے متعدد بار مذکور ہو چکی ہیں) میں سے ایک توجیہ یہ بھی آئی ہے کہ (ذنب) سے مومنین کا گناہ مراد ہے (نہ کہ حضور اقدس ﷺ کا) یہ اس لئے کہ وہاں ذنب بمعنی گناہ حقیقی ہے ہی نہیں اور جب گناہ کا وجود نہیں تو کس چیز کے مغفور ہونے کی قرآن پاک نے خبر دی؟ حالانکہ ضرور' یقیناً کچھ مغفور ہے ورنہ مغفرت کی خبر کا غیر مطابق للواقع (کذب) ہونا لازم آئے گا۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلاً

تفسیر کبیر کی طرح یہ توجیہ اور کتابوں میں بھی مذکور ہے مثلاً مسلم شریف کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں: قیل المراد به ذنوب امته'' یعنی بعض اسلاف سے یہ تاویل بھی منقول ہے کہ اس مغفرت سے مراد ہے امت کے گناہوں کی مغفرت (معافی) نہ کہ حضور کی مغفرت۔

مختار اعلیٰ حضرت

یہ پہلی توجیہ وہی توجیہ ہے جو کنز الایمان میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اختیار کی۔ پسند فرمائی ہے جبکہ احتمال ثانی کی صورت میں توجیہات اسلاف کی صحت کے بھی آپ اپنی بعض دیگر تصنیفات میں

قائل و ناقل ہیں۔ نافی و منکر نہیں ہیں۔ یہاں کنزالایمان میں احتمال اول (حذف مضاف) کو احتمال ثانی (عدم حذف مضاف) پر اعلیٰ حضرت نے کیوں فوقیت دی؟ اس کا جواب آئندہ سطور میں ان شاء اللہ مسطور ہوگا وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) مضاف محذوف نہ ماننے کی صورت میں (یعنی ''ذنب و معصیت'' کی اضافت ونسبت خود حضور اقدس ﷺ کی طرف ماننے کی صورت میں) اسلاف کرام سے چند توجیہات و تاویلات منقول ہیں یعنی جب یہ مسلم کہ نبی گناہ سے معصوم ہیں تو پھر ذنب ومعصیت سے کیا مراد ہے؟ بزرگان دین علماء کبار وصغار نے مانا کہ اس سے مراد ہے ترک اولیٰ وترک افضل سے توبہ واستغفار۔ یا اس سے مقصود ہے محض تعبد کا اظہار۔ یا یہ تعبیر (حسنات الابرار سیئات المقربین) کے قبیل سے ہے۔و نحو ذلک من ماینا سب المقام واللّٰہ تعالیٰ اعلم بحقیقة مراده بکامه عزوجل ۔۔۔ چنانچہ یہی امام رازی فرماتے ہیں: ونحن نحمله علی التوبة عن ترک الاولی والافضل ۔۔۔ وقیل ایضا المقصود منه محض التعبد''(تفسیر کبیر ملخصاً).

یہ ''ترک اولیٰ'' والی توجیہ وہی تو ہے جو''البیان'' میں اختیار فرمائی گئی ہے۔ غزالی دوراں نے بڑے۔ ڈرتے ڈرتے ادب وشائستگی کے دائرے میں رہتے' قوسین میں لفظ (بظاہر) وغیرہ کا اضافہ کرکے لکھی ہے۔ اسے کون غلط کہہ سکتا ہے؟ اسے غلط کہنا اسلاف کی تغلیط کو مستلزم ہے۔۔۔۔ جس طرح اعلیٰ حضرت کی اختیار کردہ تاویل' ان کی اپنی ذاتی رائے وخواہش نہیں ہے اسی طرح حضرت علامہ کاظمی صاحب کی اختیار کردہ تاویل بھی ان کی اپنی رائے اور ذاتی خواہش نہیں ہے بلکہ دونوں حضرات نے معتبر تفاسیر کی روشنی میں ہی آیات متذکرہ کی ترجمانی کی ہے۔

بالجملہ ہمارے ان دونوں ربانی عالموں پیشواؤں کے یہ تراجم مسئول عنہا بے شک صحیح ہیں بہت اچھے ہیں اپنی اپنی جگہ۔۔۔ دونوں کی صحت میں شبہ یا کسی ایک پر اعتراض وانکار بجا نہیں۔ ان پر اعتراض گویا اسلاف پر اعتراض ہے۔ جو بے شبہ بے ادبی ہے اور حرمان نصیبی ہے۔۔۔''البیان'' کا یہ طرز بیان خود شاہد ہے کہ صاحب ''البیان'' علیہ الرحمۃ کو صاحب کنزالایمان علیہ الرحمۃ کی طرح اس بات کا پورا احساس اور دھیان تھا کہ ان کی ترجمانی کہیں مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی عظمت وحرمت ووجاہت کے منافی نہ ہوجائے۔ عقیدہ عصمت نبی میں

فرق نہ آجائے حتی کہ عام مسلمانوں کے ایمان کے بگڑنے کا خطرہ پیدا نہ ہو جائے۔۔۔۔اور یہ کہنا بھی حق اور سچ ہے کہ احتمال اول (مختار رضوی) سے احتمال ثانی (مختار کاظمی) کم قوی یا کم مؤید نہیں ہے۔ بلکہ اکثریت کے رجحان کے لحاظ سے اور سیاق و سباق اور اقتضاء عربیت وغیرہ کی روشنی میں تو احتمال ثانی کو زیادہ تقویت حاصل ہونا معلوم و ظاہر ہے۔ حتی کہ اس کا اوثق و اقوی ہونا خود اعلیٰ حضرت کی دیگر عبارات سے بھی ظاہر ہوتا ہے حتی کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی بعض کتابوں سے بھی ۔۔اب رہا یہ سوال کہ تو کنزالایمان میں احتمال ثانی چھوڑ کر احتمال اول کو کیوں فوقیت و ترجیح دی گئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

وجہ ترجیح

چونکہ قرآن کریم کا ترجمہ عالموں کے لئے نہیں بلکہ عموماً غیر عالم غیر عربی داں طبقہ کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے ترجمہ کرنے والے عالم پر شرعاً یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس چیز پر خوب گہری نظر رکھے کہ یہ ترجمہ میں کیوں کر رہا ہوں۔ کس طبقہ کے لئے اور کس دور و ماحول میں کر رہا ہوں اور یہ کہ اس کا ترجمہ کہیں عقائد حقہ۔ احکام و مسائل شرعیہ اور اخبار و آثار مسلمہ سے ہٹا ہوا نہ ہو جائے۔ کوئی فتنہ اور الجھن اس کے باعث نہ درپیش آجائے اگر چہ وہ ہو بلحاظ نقل و روایت بالکل درست و ناقابل گرفت۔ تو ایسا ترجمہ اردو میں یقیناً کنزالایمان ہی نظر آتا ہے۔ یہ محض ادعا نہیں۔ خوش عقیدگی کا اظہار نہیں۔ بلکہ بلا مبالغہ اظہار حقیقت ہے۔ فللّٰہ در المصنف المترجم

کنزالایمان کس دور اور ماحول میں لکھا گیا

سب جانتے ہیں کہ اس دور میں وہابیت پیدا ہو چکی بلکہ پیروں چل پڑی تھی اور کون نہیں جانتا کہ وہابی مسلک میں تعظیم مصطفیٰ (ﷺ) کتنی کھلتی، کس قدر کھٹکتی ہے؟ اور عظمت و حرمت گھٹانے میں وہابیت کیسی کوشاں و سرگرم تھی اور ہے؟ اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اس دور میں دوسری طرف دشمنان اسلام آریوں، پادریوں نے بھی سر اٹھایا ہوا تھا اور ہندو الگ بھولے بھالے مسلمانوں کو بہکانے پھسلانے میں لگے ہوئے تھے غرض آئے دن اسلام، قرآن یا صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملے ہو رہے تھے۔ طرح طرح کے گھناؤنے گھناؤنے اعتراضات کا

زور۔ بے ہودہ بکواس کا شور تھا۔ اور اسلامی اقتدار ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ جس کے منہ میں جو آتا بکتا۔ ڈر خوف کس کا تھا۔ کوئی کہتا پھرتا ''نبی کی تعظیم زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ بہت سے بہت بڑے بھائی کے برابر'' بارگاہ خداوندی میں نبی کو کوئی خاص عزت و کرامت حاصل نہیں''۔ ''نبی چوڑے چمار سے بدتر اللہ تعالیٰ کے حضور۔ معاذ اللہ'' نبی ہماری طرح انسان ہے یعنی گناہگاری سے معصوم نہیں ہے۔۔۔ اور کوئی علم نبی کی ناپ تول کر رہا تھا۔ کوئی علم نبی کو علم شیطان سے گھٹانے کی کوشش میں لگا تھا اور کوئی نبی کے علم بالمغیبات کو عام انسانوں بلکہ پاگلوں بلکہ چوپایوں کے علم سے تشبیہ دیتے نہیں شرما رہا تھا۔ غرض وہ دور ضلالات و بدعات کتنا پرفتن کتنا نازک اور ایمان لیوا دور تھا۔ عظمت مصطفیٰ وہابیت کی آنکھ میں کھڑک دل میں کھٹک رہی تھی اسلام و قرآن و معظمان دین کو بے وقعت باور کرانے اور بدنام کرانے، عظمت گھٹانے کی، سب سر پھرے، خفی یا جلی تدابیر میں مصروف تھے۔

ایسے دور اور ماحول میں ذرا سوچیئے اور انصاف کی کہئے کہ آیات متذکرہ کا کسی ایسے مترجم کو (کہ اس کی علمی دھاک دلوں پر چھا گئی ہو۔ اس کے اقوال و دلائل کی شوکت و وقعت غیروں کو بھی تسلیم ہو اور اس کے فتوے کا سکہ دنیا بھر میں چلتا ہو۔ اس کی بات کے وزن کا یہ عالم ہو کہ بے سند و بے حوالہ بھی مانی جاتی ہو) اپنی شرعی منصبی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کونسا ترجمہ کرنا چاہیئے تھا؟ کون سا زیادہ مناسب و مفید اور بہتر تھا؟ آیا وہ ترجمہ جس سے بجائے دفاع دشمن کی مہم کو تقویت مزید پہنچے۔ اپنے ناپاک مقصد و مسلک کو ثابت و مؤید کرانے کے لئے اسے خود قرآن شریف سے دلیل ہاتھ آجائے؟ یا وہ ترجمہ جس سے دشمن کو تائید و تقویت بالکل نہ حاصل ہو؟ اور سرے سے ان کے ناپاک نظریہ کی جڑ کاٹ کر رکھ دے اور نہ رہے بانس نہ بجے بانسری؟ والی بات صادق آئے؟

رشدی اور تسلیمہ کا جنم

ٹھنڈے دل سے تصور کیجئے کہ اعلیٰ حضرت جیسا مقتدر، ذمہ دار عالم دین بھی اگر اور مترجمین کی طرح ''کنز الایمان'' میں احتمال اول کو چھوڑ کر ''ذنب و معصیت مؤولہ'' کی اضافت و نسبت، حضور کی طرف کر دیتے تو عام مسلمانوں کے عقیدہ عصمت نبی کا کیا حال ہوتا؟ وہ ذنب کی تاویل نہیں دیکھتے وہ تو یہ دیکھتے کہ ذنب کی اضافت قرآن شریف کے سبھی ترجموں میں حضور ہی کی طرف ہے۔۔۔ تو جب سبھی تراجم ایک سے ہوتے اور سبھی سے جب ان کی نظر میں یہ آتا کہ نبی بھی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو خیال کیجئے شیطان کو مسلمانوں کا ایمان لوٹتے کیا دیر لگتی؟ اور

پھر کتنے 'سلمان رشدی' پیدا ہو جاتے اور کتنی ''تسلیماؤں'' کا جنم ہوتا رہتا؟ ''ذنب ومعصیت'' کی تاویل اور توجیہ دیکھنے کو کون زحمت کرتا (الامن شاء اللہ تعالیٰ) بلکہ خود تاویل وتوجیہ اسلاف کو ہی غلط کہتے دیر نہیں لگتی۔ کیا نہیں دیکھتے کہ اسلاف کی خطائیں ڈھونڈنے اور پکڑنے والوں کی ویسے ہی کمی نہیں۔

بالجملہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کنز الایمان میں جو حکیمانہ، محبانہ و ناصحانہ توجیہ اختیار و پسند فرمائی وہی دور حاضر میں غیر عالم طبقے کے لئے انسب و بہتر ہے۔ اسلم واحوط وانفع ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ بندہ حقیر محمد صالح قادری بریلوی

غفرلہ ولاساتذہ ولوالدیہ

یکے از خدام افتاء وتدریس

جامعہ رضویہ منظر اسلام

سوداگراں (رضا نگر)

بریلی شریف

۲۰رشوال المکرّم ۱۴۲۴ھ

۱۵ردسمبر ۲۰۰۳ء

۸۶/۹۲

الجواب صحیح

فقیر قادری محمد سبحان رضا سبحانی

غفرلہ ۲۳رشوال المکرّم ۱۴۲۴ھ

☎: 455024.
Fax : 474627 (Code 0091-0581)

Nabeera-e-Aala-Hazrat Shahzada-e-Rehan-e-Millat
Maulana Subhan Raza Khan Subhani Mian
Sajjada Nasheen Khanqah-e-Alia Razvia Nooria Rehania
(Raza Nagar.) 84, Saudagran. St Bareilly—243003 (U. P.) India

(۱)

۷۸۶/۹۲ الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب - اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما - نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما = معروض کہ طویل ترین
استفتاء موصول ہوا - استفتاء کیا ہے - حق یہ ہے کہ استفتاء ہی میں جواب شافی موجود ہے - حضرت غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید
کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمہ قرآن - البیان - کی خصوصاً آیات متلوہ کے ترجمہ سے قطع نظر کہ ان آیات کے ترجمہ پر کوئی مراد و مفہوم کے اعتبار سے
کوئی اعتراض ہی نہیں کہ ان تراجم کو بھی معتبر تفاسیر کی تائید حاصل ہے - اور مراد و مفہوم کے اعتبار سے - البیان - کے ترجمے کنز الایمان
سے متصادم نہیں - - - رہے دشمنان اسلام دیابنہ کے اردو تراجم - سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے ترجمہ قرآن
- کنز الایمان - کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتے ہیں - ترجمہ کا حق کن ترجموں میں نظر آتا ہے اور کون سے ترجمے اس سے محروم ہیں
تائید الٰہی کس ترجمے کے ساتھ ہے اور کون سے ترجمے اس تائید سے تہی دامن نظر آتے ہیں - مروجہ بعض وہ ترجمے اگر دیکھے جائیں
تو منکرین اسلام کو ایسے ایسے اعتراضات کا موقع فراہم ہو رہا ہے کہ الامان الحفیظ - لیکن اس کے بالمقابل سیدنا اعلیٰحضرت
امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ - کنز الایمان - دشمنان اسلام کفار و مرتدین کے ہر اعتراض سے پاک ہے - اتنی گذارش کے بعد
اب آئیے دوسرے ترجموں کے مقابلے میں سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ایمان افروز ترجمہ قرآن کا جائزہ لیں اور دیکھیں وہ ایمانی
کہاں نظر آتی ہے - سورۂ بقرہ شریف کی آیت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

اس آیت کریمہ کا ترجمہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے یوں کیا ہے -

- بیشک جو کافر ہو چکے ہیں برابر ہے انکے حق میں خواہ آپ انکو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لاویں گے -

اور مولوی محمود الحسن کا ترجمہ یہ ہے کہ -

- بیشک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے انکو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لاویں گے -

: 466024.
Fax : 474627 (Code 0091-0581)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ
حجۃ الاسلام مولانا الشاہ محمد حامد رضا خاں رضی اللہ عنہ
مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ عنہ
مفسر اعظم ہند مولانا الشاہ محمد ابراہیم رضا خاں
نائب مفتی اعظم مولانا الشاہ محمد ریحان رضا خاں رضی اللہ عنہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت (سبحانی میاں)
محمد سبحان رضا خاں
رضا نگر، محلہ سوداگران
بریلی شریف

Nabeera-e-Aala-Hazrat Shahzada-e-Rehan-e-Millat
Maulana Subhan Raza Khan Subhani Mian
Sajjada Nasheen Khanqah-e-Alia Razvia Nooria Rehania
(Raza Nagar.) 84, Saudagran. St Bareilly—243003 (U. P.) India

(۲)

مولوی فتح محمد جالندھری نے ترجمہ یوں کیا ہے -

- جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو انکے لیے برابر ہے وہ ایمان نہیں لانے کے -

دیکھئے ان جملہ ترجموں کا حاصل یہ ہے کہ کافروں کو دعوتِ اسلام و ایمان دی جائے یا نہ دی جائے وہ ایمان لانے والے نہیں۔ ان ترجموں پر کوئی بھی اسلام کا باغی یہ اعتراض کر سکتا ہے - اول یہ ہے کہ جب کفار پر دعوتِ اسلام اور نصیحت کارآمد نہیں تو پھر اسلام میں تبلیغ و اصلاح کے قیام کا آخر مقصد کیا ہے اور جب کفار فرمانِ خداوندی کے مطابق ایمان لانے والے ہی نہیں تو اب کافروں کو تبلیغ و نصیحت کی ضرورت ہی کیا ہے - دوسرے یہ کہ ہزارہا کفار تبلیغ و دعوت کے نتیجہ میں نیز معجزات و اختیارات دیکھکر جو ایمان لائے ہیں تو کیا انکے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے ایمان قبول کر کے اور داخلِ اسلام ہو کر معاذ اللہ آیت کریمہ کی تکذیب کی ہے دیکھئے یہ دونوں اعتراض اس مقام پر اس لیے وارد ہوئے کہ ان مترجمین نے کلامِ الٰہی کے رموزات اور ترجمے کی روح کو نہیں سمجھا - اگر انھوں نے ایمان لانے والوں کو ترجمے میں کسی لفظ سے علحدہ کر دیا ہوتا تو آیت کریمہ کی مراد بالکل واضح ہو جاتی انہی تفصیل کے جواب آئیے اعلیٰحضرت امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے اور دیکھئے اعلیٰحضرت نے ترجمے میں قرآن کی مراد و رموزات کو کس طرح ملحوظ رکھا ہے چنانچہ حضرت ممدوح کا ترجمہ یہ ہے

- بیشک وہ جنکی قسمت میں کفر ہے انھیں برابر ہے چاہے تم انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں -

دیکھئے اور انصاف و دیانت سے کام لیجیے اس ایمان افروز ترجمے میں صرف ایک لفظ ایسا ہے کہ جس نے مخالفینِ اسلام کے اعتراض کو یکسر ختم کر دیا اور اسلام کی تبلیغ و اصلاح کا نظام بھی اپنی جگہ برقرار رہے اور دعوت و تبلیغ کا دروازہ بھی بند نہیں ہوا کیونکہ جو کفار ایمان لا کر اسلام و ایمان سے فیضیاب ہو چکے معلوم ہوا کہ انکی قسمت میں کفر نہیں تھا اسی لیے ترجمہ میں اس لفظ (قسمت) کو واضح کیا گیا جنکی قسمت میں کفر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ سبحان اللہ اسی کو کہتے ہیں تائید ربانی جس سے دیابنہ محروم ہیں - اور ملاحظہ ہو سورۂ البقرہ شریف کی آیت کریمہ - وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ - اس میں

☎: 455024.
Fax : 474627 (Code 0091-0581)

Nabeera-e-Aula-Hazrat Shahzada-e-Rehan-e-Millat
Maulana Subhan Raza Khan Subhani Mian
Sajjada Nasheen Khanqah-e-Alia Razvia Nooria Rehania
(Raza Nagar.) 84, Saudagran. St Bareilly—243003 (U. P.) India

آیت کریمہ کا ترجمہ دیوبندیوں کے حکیم الامت و مجدد دہلوی اشرف علی تھانوی نے یہ کیا ہے —
اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں یعنی (بیت المقدس) وہ تو محض اس لیے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جاوے کہ کون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹ جاتا ہے — اور مولوی محمود الحسن کا ترجمہ یہ ہے
اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں —

دیکھئے ان ترجموں سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ مستقبل کا علم نہیں ہے کیونکہ ان ترجموں سے بالکل واضح طور پر یہ مفہوم نکلتا ہے کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانے سے پہلے اللہ رب العزت کو علم نہیں تھا کہ قبلہ بنانے کے بعد کون رسول کونین کی اتباع کرے گا اور کون اتباع نہیں کرے گا دشمنان اسلام کو کیسے شدید اعتراض کا موقع مل رہا ہے کہ مسلمانوں کا خدا معاذ اللہ جہل سے بھی متصف ہے کیونکہ جب قبلہ مقرر کرنے سے پہلے معلوم ہی نہیں تھا جیسا کہ (معلوم ہو جائے) اور (معلوم کریں) سے مفہوم ہوتا ہے — تو اللہ تعالیٰ اسے علم کی نفی ہو گئی اور نفی کرتے ہیں جہل کو — معاذ اللہ ثم معاذ اللہ — دونوں دیوبندی مترجمین کے نزدیک پہلے متصف بالجہل تھا — قبلہ مقرر کرنے کے بعد متصف بالعلم ہوا —
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم — اسی موقع پر استاد محترم امام النحو شارح بخاری علامہ سید غلام جیلانی علیہ الرحمہ میرٹھی افادہ فرماتے ہیں کہ ان مترجمین سے ایسی خطائے قبیح کا صدور کیوں ہوا اس لیے کہ دیوبندی اللہ عزوجل کو بھی اپنے جیسا سمجھتے ہیں بایں معنی کہ تمام وہ عیوب اور تمام قبائح جن کے ساتھ یہ متصف ہو سکتے ہیں جیسے ظلم و ستم کذب و غداری فریب و بدکاری وغیرہ اللہ ان کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے — صرف اتنا فرق ہے کہ یہ لوگ ان عیوب کے ساتھ متصف ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہو سکتا ہے اور اس فرق کی وجہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ متصف ہو سکتا ہے — ہوتا نہیں اگر یہ بھی متصف ہو سکے ہوں تو دونوں برابر ہو جائیں گے —

☎ : 456624.
Fax : 474627 (Code 0091-0581)

Nabeera-e-Aala-Hazrat Shahzada-e-Rehan-e-Millat
(سنی)
Maulana Subhan Raza Khan Subhani Mian
Sajjada Nasheen Khanqah-e-Alia Razvia Nooria Rehania
(Raza Nagar,) 84, Saudagran. St Bareilly—243003 (U. P.) India

اور برابری باطل تو یہ فرق لابدی ہوا ۔

تیر بر جاہِ انبیاء انداز — طعن در حضرتِ الٰہی کن
بے ادب زیں و آنچہ دانی گو — بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اب آئیے امام اہلسنت سیدی اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ترجمہ ملاحظہ کریں تو روح ایمان تازہ ہو جائے گی۔ موصوف ترجمہ فرماتے ہیں۔

— اے محبوب! تم پہلے جس قبلہ پر تھے وہ اسی لئے ہم نے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

سبحان اللہ اس ایمان افروز ترجمہ پر دشمنانِ اسلام کو کسی قسم کے اعتراض کا موقع نہیں صرف ایک لفظ (دیکھیں) نے ترجمہ کو اس اعتراض سے پاک فرما دیا اور قرآن کی مراد نیز ترجمہ کا مقصد بھی برقرار رہے اسی کو کہتے ہیں تائید ربانی جس سے ان دیوبندی مترجمین کی قلوب و اذہان محروم ہیں۔ — حقیقت یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت کے پاکیزہ قلب میں قرآن کریم کی عظمت اور صاحبِ قرآن مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اسطرح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی یہ اسی کا فیضان تھا کہ ترجمہ قرآن میں جن جن مقامات پر دوسروں نے ٹھوکریں کھائیں اور ایسے الفاظ استعمال کئے جو ہرگز محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کے لائق نہیں تھے آپ ان مقامات سے نہایت حسن و خوبی کے ساتھ گزرے اور لغزشوں سے محفوظ رہے۔ — یہی وجہ ہے کہ مسلم الثبوت علماءِ کرام نے بالاتفاق فرمایا کہ مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ قرآن (کنز الایمان) تائید ربانی سے فیضیاب ہے یہ وہ کنز الایمان ہے کہ واقعی ایمان کا خزانہ ہے۔ آج تک اردو تراجم میں ایسا عشق آفریں اور ایمان افروز ترجمہ نہیں ہوا ہے۔ — سچ فرمایا سیدنا محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے = سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبان و قلم کو اللہ رب العزت نے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا نہ بالاتو قلم ذرہ برابر خطا کرے اسکو ناممکن کر دیا تھا ملخصاً =

☎ : 455024.
Fax : 474627 (Code 0581-0581)

Nabeera-e-Aala-Hazrat Shahzada-e-Rehan-e-Millat
(۵)
Maulana Subhan Raza Khan Subhani Mian
Sajjada Nasheen Khanqah-e-Alia Razvia Nooria Rehania
(Raza Nagar.) 84, Saudagran. St Bareilly—243003 (U. P.) India

سوال میں جن تین آیتوں کے ترجموں کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے اُن آیات کا ترجمہ دوسروں نے بھی کیا ہے چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی جنکو دیوبندیوں کا حکیم اور مجدد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ سورۂ مومن کی آیت -

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ - کا ترجمہ کرتے ہیں

- اور اپنے (اس) گناہ کی (جس کو مجازاً گناہ کہدیا) معافی مانگئے اور صبح و شام اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے -

اور سورۂ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آیت

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کا ترجمہ کرتے ہیں

- اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی -

اور سورۂ فتح کی آیت

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا کا ترجمہ کرتے ہیں

تاکہ اللہ تعالیٰ آپکی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے اور آپ پر اپنے احسانات کی تکمیل کردے اور آپکو سیدھے رستے پر لے چلے

اب کوئی انصاف پسند ان مندرجہ بالا ترجموں سے - البیان - یا کنز الایمان کے ترجموں کو ملا کر دیکھ لے اور انصاف ہی سے بتائے کہ کن ترجموں سے عشق و ایمان کی خوشبو پھوٹ رہی ہے اور کون سے ترجمے عشق و ایمان کی خوشبو سے خالی ہیں -

یقیناً مولوی اشرف علی اور انکے اذناب کے مندرجہ بالا اور سابقہ ترجمے عشق و ایمان کی خوشبو سے یکسر خالی ہیں بلکہ توہین الوہیت اور گستاخی رسالت کے سبب ایمان شکن اور اسلام کش ہیں ۔۔۔ بحمدہٖ تعالیٰ غزالی زماں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمے جنھیں بعض تفاسیر کی تائید حاصل بلکہ سیدنا اعلیٰحضرت کی متعدد عبارات اور تشریحات سے ظاہر کہ اُن عبارات و تشریحات

☎ : 455024.
Fax : 474627 (Code 0091-0581)

(4)

Nabeera-e-Aala-Hazrat Shahzada-e-Rehan-e-Millat

Maulana Subhan Raza Khan Subhani Mian

Sajjada Nasheen Khanqah-e-Alia Razvia Nooria Rehania
(Raza Nagar.) 84, Saudagran. St Bareilly—243003 (U. P.) India

کے توسط سے البیان - کو کنز الایمان کی بھی تائید حاصل ہے - الفاظ وجملے تو ہر مترجم ومفسر کے اپنے ہی ہوتے ہیں
پھر کوئی مترجم یا مفسر اپنے الفاظ کی بہتر ہی کی جیندی کر دے اور قوسین میں معتبر تفاسیر کا عطر پیش کر دے تو پھر اعتراض کی
کوئی گنجائش نہیں - — دیکھنا یہ چاہیے کہ مترجم نے اپنے ترجمے میں ایسی ٹھوکر تو نہیں کھائی ہے کہ جس سے
دشمنانِ اسلام کو اعتراض کا موقع ملے یا معتبر ومقبول تفاسیر کے خلاف تفسیر بالرائے تو نہیں کی ہے — بحمدہٖ تعالیٰ
علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمے اعتراض سے پاک ہیں - محولہ تینوں آیات کے ترجموں پر اکابر اہلسنت نے صحت کی مہر ثبت
کر دی ہیں ... - حضرت علامہ سید کاظمی صاحب علیہ الرحمہ اُن علمائے کرام میں سے ہیں جنہیں عالم ربانی ہونے کا شرف حاصل ہے - موصوف
عالم بھی تھے اور عاشق بھی اُن کا سینہ عشقِ رسالت کا گنجینہ تھا - اُنکے ترجمے پر معاذ اللہ توہین وکسر شان رسالت کا شبہ انصاف پسندی
نہیں - انصاف پسند اہلِ حق ہمارے اکابر اہلسنت نے اُن ترجموں کو صحیح و درست بتا کر انصاف پسندی اور راست گوئی کا حق ادا کر دیا
علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے کسی فرعی مسئلے میں اختلاف ہو سکتا ہے مگر البیان کی اُن محولہ تینوں آیتوں کے ترجموں سے اختلاف
کی گنجائش نہیں کہ اُن ترجموں کو متعدد معتبر تفسیرات نیز سیدنا اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی
بعض تصنیفات کی بعض عبارات و تشریحات کی تائید حاصل ہے - واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد فاروق غفرلہ
دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف
رمضان المبارک

الجواب صحیح
فقیر قادری محمد سبحان رضا سبحانی غفرلہ
۲۱ رمضان المکرم

نبیرۂ اعلیٰ حضرت

محمد سبحان رضا خان سبحانی

رضا نگر، محلہ سوداگران بریلی شریف سجادہ نشین ومتولی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ

۸۶/۹۲ھ الجواب اللهم هداية الحق والصواب ـ الله رب محمد صلى عليه وسلما . نحن عباد محمد صلى عليه وسلما۔ معروض کہ طویل ترین استفتاء موصول ہوا۔ استفتاء کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ استفتاء ہی میں جواب شافی موجود ہے۔ حضرت غزالئی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمہ قرآن 'البیان' کی محولہ آیات ثلثہ کے ترجمہ سے قطع نظر کہ ان آیات کے ترجمے پر تو مراد ومفہوم کے اعتبار سے کوئی اعتراض ہی نہیں کہ ان تراجم کو بھی معتبر تفاسیر کی تائید حاصل ہے۔ اور مراد ومفہوم کے اعتبار سے 'البیان' کے ترجمے کنزالایمان سے بھی متصادم نہیں۔۔۔۔ رہے دشمنان اسلام دیابنہ کے اردو تراجم۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ ترجمہ کا حق کن ترجموں میں نظر آتا ہے اور کون سے ترجمے اس سے محروم ہیں۔ تائید الٰہی کس ترجمے کے ساتھ ہے اور کون سے ترجمے اس تائید سے تہی دامن نظر آتے ہیں۔ مروجہ بعض وہ ترجمے اگر دیکھے جائیں تو منکرین اسلام کو ایسے ایسے اعتراضات کا موقع فراہم ہو رہا ہے کہ الامان الحفیظ۔ لیکن اس کے بالمقابل سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ 'کنزالایمان' دشمنان اسلام کفار ومرتدین کے ہر اعتراض سے پاک ہے۔ اتنی گزارش کے بعد اب آیئے دوسرے ترجموں کے مقابلے میں سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ایمان افروز ترجمہ قرآن کا جائزہ لیں اور دیکھیں روح ایمانی کہاں نظر آتی ہے۔ سورۂ بقرہ شریف کی آیت ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ☆ اس آیت کریمہ کا ترجمہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے یوں کیا ہے۔

☆ بے شک جو کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لاویں گے

اور مولوی محمود الحسن کا ترجمہ یہ ہے۔

☆ بے شک جولوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لاویں گے۔

مولوی فتح محمد جالندھری نے ترجمہ یوں کیا ہے۔

☆ جولوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لانے کے۔

دیکھئے ان جملہ ترجموں کا حاصل یہ ہے کہ کافروں کو دعوت اسلام و ایمان دی جائے یا نہ دی جائے وہ ایمان لانے والے نہیں۔ ان ترجموں پر کوئی بھی اسلام کا باغی یہ اعتراض کر سکتا ہے۔۔۔۔اول یہ ہے کہ جب کفار پر دعوت اسلام اور نصیحت کارآمد نہیں تو پھر اسلام میں تبلیغ و اصلاح کے قیام کا آخر مقصد کیا ہے اور جب کفار فرمان خداوندی کے مطابق ایمان لانے والے ہی نہیں تو اب کافروں کو تبلیغ و نصیحت کی ضرورت ہی کیا ہے۔۔۔۔ دوسرے یہ کہ ہزار ہا کفار تبلیغ و دعوت کے نتیجہ میں نیز معجزات و اختیارات دیکھ کر جو ایمان لائے ہیں تو کیا ان کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ایمان قبول کر کے اور داخل اسلام ہو کر معاذ اللہ آیت کریمہ کی تکذیب کی ہے۔ دیکھئے یہ دونوں اعتراض اس مقام پر اس لئے وارد ہوئے کہ ان مترجمین نے کلام الٰہی کے مضمرات اور ترجمے کی روح کو نہیں سمجھا۔ اگر انہوں نے ایمان لانے والوں کو ترجمے میں کسی لفظ سے علیحدہ کر دیا ہوتا تو آیت کریمہ کی مراد بالکل واضح ہو جاتی اتنی تفصیل کے بعد اب آیئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے اعلیٰ حضرت نے ترجمے میں قرآن کی مراد و مضمرات کو کس طرح ملحوظ رکھا ہے چنانچہ حضرت موصوف کا ترجمہ یہ ہے۔

☆ ”بے شک وہ جن کی (قسمت) میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ، وہ ایمان لانے کے نہیں“

دیکھئے اور انصاف و دیانت سے کام لیجئے اس ایمان افروز ترجمے میں صرف ایک لفظ ایسا ہے کہ جس نے مخالفین اسلام کے اعتراض کو یکسر ختم کر دیا اور اسلام کی تبلیغ و اصلاح کا مقام بھی اپنی جگہ برقرار ہے اور دعوت و تبلیغ کا دروازہ بھی بند نہیں ہوا کیونکہ جو کفار ایمان لا کر اسلام و ایمان سے فیضیاب ہو چکے معلوم ہوا کہ ان کی (قسمت) میں کفر نہیں تھا اسی لئے ترجمہ میں اس لفظ (قسمت) کو واضح کیا گیا جن کی (قسمت) میں کفر ہے وہ ایمان نہیں لاویں گے۔ سبحان اللہ! اسی کو کہتے ہیں تائید ربانی جس سے دیابنہ محروم ہیں۔۔۔ اور ملاحظہ ہو سورۂ بقرہ شریف کی آیت کریمہ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ۔

اس آیت کریمہ کا ترجمہ دیوبندیوں کے حکیم الامت ومجدد مولوی اشرفعلی تھانوی نے یہ کیا ہے۔

اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں یعنی (بیت المقدس) وہ تو محض اس لئے تھا کہ ہم کو (معلوم ہو) جائے کہ کون رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹ جاتا ہے۔۔۔اور مولوی محمود حسن کا ترجمہ یہ ہے

اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ (معلوم کریں) کہ کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں۔

دیکھئے ان ترجموں سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ مستقبل کا علم نہیں ہے کیونکہ ان ترجموں سے بالکل واضح طور پر یہ مفہوم نکلتا ہے کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانے سے پہلے اللہ رب العزت کو علم نہیں تھا کہ قبلہ بنانے کے بعد کون رسول کونین کی اتباع کرے گا اور کون اتباع نہیں کرے گا۔

دشمنان اسلام کو کیسے شدید اعتراض کا موقع مل رہا ہے کہ مسلمانوں کا خدا معاذ اللہ جہل سے بھی متصف ہے کیونکہ جب قبلہ مقرر کرنے سے پہلے معلوم ہی نہیں تھا جیسا کہ (معلوم ہو جائے) اور (معلوم کریں) سے مفہوم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے علم کی نفی ہوگئی اور نفی کہتے ہیں جہل کو۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ دونوں دیوبندی مترجمین کے نزدیک پہلے متصف بالجہل تھا۔ قبلہ مقرر کرنے کے بعد متصف بالعلم ہوا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔اس موقع پر استاد محترم امام النحو شارح بخاری علامہ سید غلام جیلانی علیہ الرحمہ میرٹھی افادہ فرماتے ہیں کہ ان مترجمین سے اس خطائے قبیح کا صدور کیوں ہوا اس لئے کہ دیوبندی اللہ عزوجل کو بھی اپنے جیسا سمجھتے ہیں بایں معنی کہ تمام وہ عیوب اور تمام قبائح جن کے ساتھ یہ متصف ہو سکتے ہیں جیسے ظلم وستم، کذب وغداری، فریب وبدکاری وغیرہ اللہ ان کے ساتھ متصف ہوسکتا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یہ لوگ ان عیوب کے ساتھ متصف ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہوسکتا ہے اور اس فرق کی وجہ یہ کہ جیسے اللہ تعالیٰ متصف ہوسکتا ہے۔ ہوتا نہیں اگر یہ بھی متصف ہو سکتے ہوں تو دونوں برابر ہو جاویں گے اور برابری باطل تو یہ فرق لابدی ہوا۔

تیر بر جاہ انبیاء انداز	---	طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب زی وآنچہ دانی گو	---	بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اب آیئے امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کا ترجمہ ملاحظہ کریں تو روح ایمان تازہ ہو جائے گی۔ موصوف ترجمہ فرماتے ہیں۔

''اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے وہ اس لئے ہم نے مقرر کیا تھا کہ (دیکھیں) کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے''

سبحان اللہ! اس ایمان افروز ترجمہ پر دشمنان اسلام کو کسی قسم کے اعتراض کا موقع نہیں صرف ایک لفظ (دیکھیں) نے ترجمہ کو اس اعتراض سے پاک فرما دیا اور قرآن کی مراد نیز ترجمہ کا مقصد بھی برقرار ہے اسی کو کہتے ہیں تائید ربانی۔ جس سے ان دیو بندی مترجمین کے قلوب و اذہان محروم ہیں۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت کے پاکیزہ قلب میں قرآن کریم کی عظمت اور صاحب قرآن مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی تعظیم اس طرح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی یہ اسی کا فیضان تھا کہ ترجمہ قرآن میں جن جن مقامات پر دوسروں نے ٹھوکریں کھائیں اور ایسے الفاظ استعمال کئے جو ہرگز محبوب خدا ﷺ کی عظمت شان کے لائق نہیں تھے۔ آپ ان مقامات سے نہایت حسن و خوبی کے ساتھ گزرے اور لغزشوں سے محفوظ رہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم الثبوت علماء کرام نے بالاتفاق فرمایا کہ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ قرآن (کنزالایمان) تائید ربانی سے فیضیاب ہے یہ وہ کنزالایمان ہے کہ واقعی ایمان کا خزانہ ہے۔ آج تک اردو تراجم میں ایسا عشق آفریں اور ایمان افروز ترجمہ نہیں ہوا ہے۔۔۔ سچ فرمایا سیدنا محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے ۔۔۔ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے زبان و قلم کو اللہ رب العزت نے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔ زبان و قلم ذرہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن کر دیا تھا۔ ملخصاً

سوال میں جن تین آیتوں کے ترجموں کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے ان آیات کا ترجمہ دوسروں نے بھی کیا ہے چنانچہ مولوی اشرفعلی تھانوی جن کو دیو بندیوں کا حکیم اور مجدد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ سورہ مومن کی آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ۔ کا ترجمہ کرتے ہیں

اور اپنے (اس) گناہ کی (جس کو مجازاً گناہ کہہ دیا) معافی مانگئے اور صبح و شام اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہئے اور سورۂ محمد ﷺ کی آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کا ترجمہ کرتے ہیں۔'' اور

آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہئے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے بھی"

اور سورہ فتح کی آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا کا ترجمہ کرتے ہیں۔

"تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے اور آپ پر اپنے احسانات کی تکمیل کردے اور آپ کو سیدھے رستے پر لے چلے"

اب کوئی انصاف پسند ان مندرجہ بالا ترجموں سے۔ البیان یا کنزالایمان کے ترجمہ کو ملا کر دیکھ لے اور انصاف ہی سے بتائے کہ کن ترجموں سے عشق و ایمان کی خوشبو پھوٹ رہی ہے اور کون سے ترجمے عشق و ایمان کی خوشبو سے خالی ہیں۔ یقیناً مولوی اشرفعلی اور ان کے اذناب کے مندرجہ بالا اور سابقہ ترجمے عشق و ایمان کی خوشبو سے یکسر خالی ہیں بلکہ توہین الوہیت اور کسر شان رسالت کے سبب ایمان شکن اور اسلام کش ہیں۔۔۔۔ بحمدہ تعالیٰ غزالی زماں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمہ جنہیں معتبر تفاسیر کی تائید حاصل بلکہ سیدنا اعلیٰ حضرت کی متعدد عبارات اور تشریحات سے ظاہر کہ ان عبارات وتشریحات کے توسط سے البیان۔ کو کنزالایمان کی بھی تائید حاصل ہے۔ الفاظ و جملے تو ہر مترجم ومفسر کے اپنے ہی ہوتے ہیں۔ پھر کوئی مترجم یا مفسر اپنے الفاظ کی ہندی کی چندی کر دے اور قوسین میں معتبر تفاسیر کا عطر پیش کرے تو پھر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔۔۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ مترجم نے اپنے ترجمے میں ایسی ٹھوکر تو نہیں کھائی ہے کہ جس سے دشمنان اسلام کو اعتراض کا موقع ملے یا معتبر ومقبول تفاسیر کے خلاف تفسیر بالرائے تو نہیں کی ہے۔۔۔ **بحمدہ تعالیٰ** علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ترجمے اعتراض سے پاک ہیں۔ محولہ تینوں آیات کے ترجموں پر اکابر اہلسنت نے صحت کی مہریں ثبت کر دی ہیں۔ حضرت علامہ سید کاظمی صاحب علیہ الرحمہ ان علماء کرام میں سے ہیں جنہیں عالم ربانی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ موصوف عالم بھی تھے اور عاشق بھی ان کا سینہ عشق رسالت کا گنجینہ تھا۔ ان کے ترجمے پر معاذ اللہ توہین وکسر شان رسالت کا شبہ انصاف پسندی نہیں۔ انصاف پسند اہل حق ہمارے اکابر اہلسنت نے ان ترجموں کو صحیح و درست بتا کر انصاف پسندی و راست گوئی کا حق ادا کر دیا۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے کسی فرعی مسئلے میں اختلاف ہوسکتا ہے مگر البیان کی ان محولہ تینوں آیتوں کے

ترجموں سے اختلاف کی گنجائش نہیں کہ ان ترجموں کومتعدد معتبر تفسیرات نیز سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی بعض تصنیفات کی بعض عبارات وتشریحات کی تائید حاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۹۲/۸۶/۷

الجواب صحیح

فقیر قادری محمد سبحان رضوی سبحانی غفرلہ

۲۳رشوال المکرّم ۱۴۲۴ھ

کتبہ فقیر قادری محمد فاروق غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف الہند

۱۱ررمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

SAIYED MOHAMMED MADANI
ASHRAFI JILANI
Post. KICHHAUCHHA SHARIF,
Dist. FAIZABAD (U.P.) PIN 224155 (INDIA)

سید محمد مدنی اشرفی جیلانی
پوسٹ کچھوچھا شریف، ضلع فیض آباد، یوپی۔ (انڈیا)

SAIYED MOHAMMED MADANI
ASHRAFI JILANI
MADANI MANSION, OPP. PREYAS HIGH SCHOOL,
KHANPUR, AHMEDABAD-380 001. (GUJARAT)

۸۶ ۷

۹۴

مستغنی عن الالقاب گرامی قدر و منزلت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ---------- مزاج ہمایوں؟------ کثرت مشاغل کے سبب جواب میں قدرے تاخیر ہوگئی اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔۔"والعذر عند کرام الناس مقبول"

مجھے امید ہے کہ نقد ونظر کے جذبہ فراواں کے ساتھ بہ نظر غائر آپ میرے جواب کو ملاحظہ فرمائیں گے اور کہیں بھی اگر ذرہ برابر فکری کجی ۔۔یا۔۔اسلوب بیان میں خامی نظر آئے گی اسے درست فرمالیں گے۔ اور پھر اس سے مجھے باخبر کر کے شکریہ کا موقع عطا فرمائیں گے۔

اس جواب میں اگر میں نے کہیں خطا کی ہے تو یقیناً یہ میرے نفس کا دھوکہ ہے اور میری کم علمی کا نتیجہ ہے اس صورت میں آپکی مخلصانہ مدلل اصلاح میری دستگیری کیلئے کافی ہے اس جواب کی وصولیابی کی اطلاع اور اس کے تعلق سے آپکی گرانقدر تحریری رائے کا شدت سے انتظار رہے گا۔

۔۔۔اس مقام پر میں اپنے ایک خاص نقطہ نظر سے آپ کو باخبر کرنا چاہتا ہوں جسے ملاحظہ کر لینے کے بعد اس ریمارک کی بنیادی وجہ آپ پر ظاہر ہو جائے گی جو میں نے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کی طرف منسوب ایک عبارت پر کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے اس زاویہ نگاہ کے تعلق سے بھی مجھے اپنی رائے سے نوازیں گے۔۔۔۔ مسلمہ عظمت و شخصیت کے حامل جو بزرگان دین ہیں اگر ان میں کسی کی ذات کی طرف کسی ایسے قول ۔۔یا۔۔عمل کا انتساب کیا گیا ہو جو اپنے اندر واضح طور پر شرعی ۔۔یا۔۔عقلی قباحت رکھتا ہو اور اس میں ایسی توجیہ ممکن نہ ہو جو ہر خاص و عام کے لئے اطمینان بخش ہو سکے تو بجائے اس کے کہ اس کی تاویل و توجیہ میں

دماغ سوزی کی جائے اور ذہنی جولانیت کا مظاہرہ کیا جائے بہتر یہ ہے کہ اس انتساب کی صحت سے انکار کر دیا جائے اور اس کو الحاقی قرار دے کر قصہ وہیں ختم کر دیا جائے۔۔۔اسی بناء پر میں اس روایت کو بھی جعلی اور فرضی سمجھتا ہوں جو بعض کتابوں میں حضرت ابوبکر شبلی قدس سرہ اور بعض کتابوں میں حضرت غریب نواز قدس سرہ کی طرف منسوب ہے کہ ایک مرید ہونے کے ارادہ سے آنے والے کی اپنی ذات سے کمال عقیدت کا امتحان لینے کے لئے اپنا کلمہ پڑھوایا ایک روایت کی بنیاد پر حضرت شبلی قدس سرہ نے اس آنے والے سے **لاالہ الا اللّٰہ شبلی رسول اللّٰہ** اور دوسری روایت کی بنیاد پر حضرت غریب نواز نے اس سے **لاالہ الا اللّٰہ چشتی رسول اللّٰہ** پڑھنے کو کہا اور اس نے ان کے فرمانے پر پڑھا بھی۔۔۔اپنی ذات سے کمال عقیدت کا امتحان لینے کے لئے خود کفر بولنا اور سامنے والے سے کفریہ کلمات نکلوانا ان نفوس قدسیہ رکھنے والوں سے ہرگز ممکن نہیں۔امتحان لینے کا وہ طریقہ جو امتحان لینے والے اور امتحان دینے والے دونوں کو کافر بنا دے نہ شرعاً صحیح ہو سکتا ہے اور نہ عقلاً معقول۔۔۔اس طرح کے فرضی واقعات کی بعید از قیاس تاویلات کر کے اس کو درست قرار دینے کی کوشش کو کبھی بھی بہ نظر استحسان نہیں دیکھنا چاہئے۔۔۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ مجھے پاکستان کا تو حال معلوم نہیں مگر ہندوستان میں اپنے کو محبان اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کہنے والوں میں بعض ایسے لوگ ہیں جن کے نزدیک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی زبان وقلم سے خطا کا صدور ممکن بالذات تو ہے مگر ممتنع بالغیر ہے۔۔۔اس بات کو تو وہ ان لفظوں میں صاف صاف نہیں کہتے مگر جن لفظوں میں ادا کرتے ہیں اس کا حاصل یہی ہے اور پھر اسی بات کو وہ دوسروں سے عقیدے کے طور پر منوانا چاہتے ہیں ان کے نزدیک ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ والرضوان سے تو خطا ہو سکتی ہے مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے نہیں ہو سکتی۔اس پر غضب کی بات یہ ہے کہ جو ان کے ان لایعنی مفروضات کو نہ مانے اس کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا گستاخ قرار دے کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ انہیں سمجھ دے کہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی محبت کے نام پر ان کے تعلق سے ایسے خیالات

کا اظہار نہ کریں جس سے خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی روحانیت ان سے بیزار ہو جائے۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میدان قیامت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ ان کے ساتھ وہی سلوک کریں جو سلوک حضرت موسیٰ علیہ السلام یہودیوں کے ساتھ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے ساتھ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم غالی شیعوں کے ساتھ فرمانے والے ہیں۔

والسلام

محتاج دعا

ابوالحمزہ محمد اشرف صدیقی غفرلہ

[illegible] حیدرآباد

۱۵ نومبر ۲۰۰۳ء

SAIYED MOHAMMED MADANI
ASHRAFI JILANI
Post. KICHHAUCHHA SHARIF,
Dist. FAIZABAD (U.P.) PIN 224155 (INDIA) (انڈیا)

سید محمد مدنی اشرفی جیلانی
پوسٹ کچھوچھا شریف، ضلع فیض آباد، یوپی۔

SAIYED MOHAMMED MADANI
ASHRAFI JILANI
MADANI MANSION, OPP. PREYAS HIGH SCHOOL,
KHANPUR, AHMEDABAD-380 001. (GUJARAT)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

الجواب:

قرآن کریم میں ذنب کی نسبت کا انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہونا بالا جماع موؤل ہے تو اب ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عظمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جو ترجمے تاویل کے مرہون منت ہوتے ہیں وہ دراصل ترجمے نہیں توجیہیں ہیں، جنہیں وجہ، وجوہ اور وجہیں بھی کہتے ہیں۔ اور توجیہیں اگر ایک دوسرے کے مخالف ہوجائیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دو توجیہوں میں اگر تضاد ہو تو اس کے تراجم کے مابین تضاد ایک فطری امر ہے۔ اس کے باوجود چونکہ دونوں توجیہوں کا مقصود و مدعا ایک ہی ہوتا ہے لہذا ان دونوں ہی کو درست قرار دے دیا جاتا ہے۔۔۔۔

کسی کلام کی توجیہ و تاویل کرنے میں بھی اس میں زبان و بیان کے مسلمہ اصولوں کا پاس و لحاظ رکھنا اور کلام کے سیاق و سباق اور اس کی شان نزول سے چشم پوشی نہ کرنا ایک ضروری امر ہے۔۔ چونکہ مفسر (موجہ) اپنی طرف سے مطلب بیان کرتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں منتقل کرتا ہے۔ اس لئے کسی موجہ کی توجیہ اور کسی مفسر کی تفسیر کا ہر کسی کے لئے قابل قبول ہونا ضروری نہیں۔

رائے کا اس طرح کا اختلاف ہمیشہ اہل علم میں رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ رائے کے اختلاف کو ذات کی مخالفت سے تعبیر کرنا اور اس سے اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح قرار دینا یا باور کرانا دانشوران ملت کو زیب نہیں دیتا کسے نہیں معلوم کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگردوں نے بہت سارے مسائل میں ان سے اختلاف کیا، اس کے باوجود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمالیائی عظمت و شخصیت میں کچھ کمی نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کی

مسلمہ حیثیت مجروح ہوئی۔ خود امام احمد رضا قدس سرہ اپنے ان معتمد و معتقد علیہم بزرگان سلف کی رائے سے جن کی بارگاہ عظمت میں تاحیات دن کے اجالے میں سجود نیاز لٹاتے رہے سینکڑوں جگہ اختلاف کرتے رہے۔۔ فتاویٰ رضویہ اور آپ کی دیگر تصنیفات و تالیفات میں آپ کے پیش کردہ سینکڑوں تطفلات اس پر شاہد عدل ہیں۔ باوجود اس کے نہ ان بزرگان سلف کی عظمتوں پر کچھ اثر پڑا اور نہ ہی ان کی مسلمہ حیثیت مجروح ہوئی۔ الغرض علماء کے درمیان رائے کے اختلاف کو معیوب نہیں سمجھنا چاہئے اور نہ ہی اہل علم کے لئے اس طرح کے مودبانہ اظہار خیال کے دروازوں کو بند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے' ورنہ باہوش پیروی اندھی غلامی کی صورت اختیار کرلے گی۔ خدانخواستہ اگر علمائے کرام فکر ونظر کے جمود و تعطل کا شکار ہو گئے تو اس کے بہت خراب اثرات مرتب ہوں گے اور عہد حاضر میں ظاہر ہونے والے نجانے کتنے مسائل تشنۂ تحقیق ہو کر رہ جائیں گے۔ علم و فضل کے ساتھ اصابت رائے اور پھر جرات اظہار یہ وہ عناصر ہیں جن سے وقت کی بہت ساری ضرورتیں پوری کی جاسکتی ہیں۔۔۔ جس طرح ایک شخص کسی کی رائے سے اختلاف کرتا ہے اسی طرح ہم بھی اس کی رائے سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ رائے سے اختلاف کرنے کے حوصلے کو مردہ کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اس مقام پر بھی یہ ذہن نشین رہے کہ جس طرح وہی توجیہ قابل قبول ہوتی ہے جس کی پشت پناہی دلائل کریں اسی طرح کسی توجیہ کو رد کرنے کے لئے بھی دلائل کی ضرورت ہوتی ہے اس مقام پر ذاتی پسند و ناپسند کی کوئی حیثیت نہیں۔۔۔ یہ صحیح ہے کہ ''القرآن ذو وجوہ'' اور یہ بھی اصول تفسیر کا قانون ہے۔ القرآن حجة فی جمیع الوجوه

مگر۔۔ یہ وجوہ وہی ہیں جنہیں فکر سلیم زبان و بیان کے اصولوں اور شرعی قوانین وضوابط کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے کلام الٰہی سے استخراج کرتی ہے اسی لئے کسی فرد کی بے لگام تک بندیوں اور فکر ونظر کی بے راہ روی سے حاصل کردہ وجہ کو وجہ قرآنی کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

ان مختصر سی گزارشات کے بعد اب ان آیات کریمہ کی تشریح و توجیہ کے تعلق سے اپنے معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں جن کا ذکر فاضل مستفتی نے اپنی تحریر میں کیا ہے۔ اولاً آیت فتح کو لیجئے ارشاد ربانی ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ الآیۃ ۔۔۔ اس ارشاد کی شان نزول کے تعلق سے حضرت صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

"مروی ہے کہ جب یہ آیت (یعنی مَا اَدْرِیْ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ) نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد (ﷺ) کا یکساں حال ہے' انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے آیت لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لِیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور یہ آیت نازل ہوئی بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلاً کَبِیْرًا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ حضور (ﷺ) کے ساتھ کیا کرے گا اور مومنین کے ساتھ کیا۔

ضیاء الملت حضرت مولانا پیر محمد کرم شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ۔۔۔صلح حدیبیہ کے بعد سرور عالم ﷺ اپنے جاں نثاروں کی معیت میں مدینہ طیبہ روانہ ہوئے تو راستے میں اس سورہ (سورہ فتح) کی پہلی آیتیں نازل ہوئیں' حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے محبوب تر اور عزیز تر ہے حضور نے دوسری آیت پڑھ کر سنائی جب زبان پاک سے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ کے کلمات طیبات ادا ہوئے تو صحابہ خوشی سے بے قابو ہو گئے' مبارکیں پیش کرنے لگے' عرض کی ھنیئا لک یارسول اللّٰہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول مبارک صد مبارک اللہ تعالیٰ نے حضور کو بتا دیا جو معاملہ وہ آپ سے فرمانے والا ہے۔ وما ذالنا یارسول اللّٰہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اس وقت یہ آیات (یعنی هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔۔تا۔۔وَکَانَ ذٰلِکَ عِنْدَاللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا) نازل ہوئیں۔ (ضیاء القرآن ص ۵۳۶ جلد ۴' زیر آیت فتح)

مذکورہ بالا دونوں تحریروں سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

۱) آیت کریمہ میں ذنب کی نسبت نبی کریم ﷺ ہی کی طرف ہے نہ کہ مومنین کی طرف۔ الغرض اس سے نبی کریم ﷺ ہی کے افعال مراد ہیں نہ کہ مومنین کے۔

۲) نبی کریم ﷺ کو جو مژدہ سنایا گیا ہے اس کا تعلق احوال آخرت سے ہے نہ کہ احوال دنیا سے۔ یوں ہی

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو جو بشارت دی گئی ہے اس کا بھی تعلق احوال آخرت سے ہی ہے۔

۳) آیت کریمہ کو سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی یہی سمجھا کہ اس میں ذنب کی اسناد نبی ﷺ ہی کی طرف ہے اور اس آیت کا روئے سخن ہماری طرف نہیں ہے۔

۴) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گزارش پر حضور آیۂ رحمت ﷺ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ آیت میں بظاہر خطاب مجھ سے ہے لیکن اس کا روئے سخن تمہاری طرف ہے اور تمہیں کو اس آیت کے ذریعہ مغفرت کی خوشخبری دی جا رہی ہے۔ سرکار رسالت ﷺ نے یہ نہ فرما کر ظاہر فرما دیا کہ اس آیت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو سمجھا ہے وہی صحیح ہے کہ اس میں مغفرت کی بشارت نبی کریم ﷺ ہی کے لئے ہے اور ذنبک سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی کے افعال مراد ہیں۔

۵) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عرض پر رب تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے الگ بشارت کی آیات نازل فرما کر فرما دیا کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سمجھا وہ صحیح تھا اور اس پر نبی کریم علیہ السلام کی خاموشی برحق تھی۔ اس میں ایک طرح سے وحی ربانی کی طرف سے فہم صحابہ کی درستگی کی توثیق بھی ہو گئی۔

اس مختصر سی وضاحت کے بعد یہ بات ظاہر ہو گئی کہ آیت زیر بحث میں ذنب سے مراد ذنب رسول علیہ السلام ہی ہے۔ اب رہ گئی یہ بات کہ ذنب سے مراد کیا ہے، یہ ایک الگ مسئلہ ہے، اس تعلق سے تمام مفسرین نے سر جوڑ کر اپنی فکر ونظر کے جوہر دکھائے اور اپنے اپنے نتیجہ ہائے فکر اپنے اپنے انداز میں بیان فرمائے۔ جس کے نتیجے میں رایوں کا اختلاف سامنے آیا اور ہر ایک کو **للناس فیما یعشقون مذاهب** کا منظر دیکھنے کو ملا۔ یہ بات ضرور ہے کہ سارے اہل حق مفسرین کرام اس خاص نکتے پر ذہنی اور فکری طور پر متحد و متفق رہے کہ توجیہ بہر صورت ایسی کی جائے جس سے دامن عصمت انبیاء علیہم السلام پر داغ نہ لگنے پائے اور بحمدہ تعالیٰ اس کوشش میں سب کامیاب رہے گویا منزل سب کی ایک ہے مگر وہاں پہنچنے کے راستے الگ الگ ہیں۔ توجیہوں میں تضاد و اختلاف ضرور ہے مگر سب کی سب توجیہیں عصمت انبیاء علیہم السلام ہی ثابت کرتی ہیں۔

کنز الایمان ہو۔۔ یا۔۔ البیان، دونوں میں بنام ترجمہ جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ دراصل توجیہ ہی ہے خود

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان نے اس کا اعتراف کیا ہے، فرماتے ہیں کہ "اس وجہ پر آیت کریمہ سورۂ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے۔ الخ۔ اس آیت کریمہ کے تعلق سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں متعدد توجیہیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اور ذنبک کے تعلق سے دو مقامات پر خاص طور پر دو توجیہوں کو اپنایا ہے۔ ایک تو کنزالایمان میں اور دوسری "ذیل المدعا" میں۔

سورۂ محمد کی آیت کا ترجمہ کنزالایمان میں یہ کیا ہے۔ "اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو" آیت فتح کے ترجمے میں کنزالایمان میں "ذنبک" سے ذنب المؤمنین مراد لیا ہے۔ یہ توجیہ صرف یہی نہیں کہ ظاہر نظم قرآنی سے ہٹ کر ہے بلکہ آیت کریمہ کی شان نزول سے بھی کوئی مطابقت نہیں رکھتی نیز اس آیت کو سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو سمجھا اور پھر رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے جس سمجھنے کی صحت کی خاموش تائید فرمائی اور پھر وحی الٰہی سے جس فہم کی صحت کی توثیق ہوگئی یہ توجیہ اس سے بھی میل نہیں کھاتی۔۔۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے پہلے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ العزیز کی طرف منسوب ایک توجیہ سے ذنب المؤمنین سے بھی زیادہ عموم ظاہر ہوتا ہے جس توجیہ میں آیت فتح میں مذکور "ذنبک سے ذنوب الناس من آدم الی یوم القیامۃ مراد لیا گیا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے۔۔۔ فالناس من امته من آدم الی یوم القيامة فبشره اللّٰه بالمغفرة لما تقدم من ذنوب الناس وما تاخر منهم فكان هو المخاطب والمقصود الناس فيغفر اللّٰه للكل ويسعدهم وهو اللائق لعموم الرحمة التي وسعت كل شي و بعموم مرتبة محمد صلى اللّٰه عليه وسلم حيث بعث الى الناس كافة بالنص ولم يقل ارسلناك الى هذه الامة خاصة ولا الى اهل هذا الزمان الى يوم القيامة خاصة وانما اخبره انه مرسل الى الناس كافة من آدم الى يوم القيامة فهم المقصودون بخطاب المغفرة بما تقدم من ذنب وما تاخر واللّٰه ذو الفضل العظيم

لیجئے اس عبارت کا مطلب بھی حضرت اویسی صاحب مدظلہ ہی کے قلم سے ملاحظہ فرمالیجئے۔ "ثابت ہوا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے لوگ حضور نبی پاک ﷺ کی امت ہیں اللہ تعالیٰ نے آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ میں تمام لوگوں پچھلے اگلے سب کی مغفرت کی نوید سنائی، خلاصہ

یہ ہے کہ اس آیت میں مخاطب حضور ﷺ ہیں لیکن مراد تمام لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو نبی پاک ﷺ کے صدقے بخشے گا اور انعامات سے نوازے گا اور اس کی عموم رحمت جو تمام کو محیط ہے اور رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ کمال کے عموم کے لائق بھی یہی ہے کہ آپ بہ نص قرآنی تمام لوگوں کے لئے مبعوث ہوئے اسی لئے وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاس فرمایا ارسلنک الی هذه الامة یا ارسلنک الی اهل هذا الزمان الی یوم القیامة نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا ہے کہ آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے اور الناس سے حضرت آدم سے لے کر قیامت تک کے لوگ مراد ہیں نہ کہ رسول اللہ ﷺ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔(شرح ختم الولایة للشیخ الاکبر رضی اللہ عنه ص ۱۰۶۔۱۰۷،۱۷)

حیرت اس بات پر ہے کہ علامہ اویسی صاحب نے شیخ اکبر قدس سرہ کی طرف منسوب اس عبارت کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ترجمے کی تائید قرار دیا ہے۔ حیرت کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں خود واضح فرما دیا ہے کہ۔۔۔ماتقدم سے آپ کے والدین کریمین۔تا۔حضرت آدم وحوا تمام آباء وامہات ماسوائے انبیاء کرام اور ماتاخر سے اہل بیت کرام اور امت مرحومہ مراد ہے۔غور فرمائیے جو عموم حضرت شیخ قدس سرہ کی طرف منسوب کلام سے ظاہر ہو رہا ہے وہ یہاں کہاں؟ پھر تائید کیسی؟ ہاں کھینچ تان کر کے ایک جزوی تائید نکالی جاسکتی ہے وہ یہ کہ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ آیت فتح میں ذنبک سے ذنب رسول ﷺ مراد نہیں۔۔ میرا ایمانی ضمیر مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ امام العارفین مقدام المکاشفین سید محی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز کی ذات ستودہ صفات کی طرف کسی ایسے کلام کو منسوب کروں جو کفر وشرک پر مرنے والے کفار ومشرکین کو مغفرت کی بشارت دیتا ہو اور اسی کو عموم رحمت الٰہی اور عموم مرتبہ محمدی کا تقاضا خیال کرتا ہو نیز حضور آیہ رحمت ﷺ کے سوا سارے انبیاء ومرسلین علیہم السلام کو گناہ گار ظاہر کرتا ہو۔۔۔۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنی تصنیف ''جزاء اللہ عدوه'' میں حضرت شیخ اکبر قدس سرہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔

''فهذه الاية تدل علی ان اللہ تعالیٰ قد شرک اهل البیت مع رسول اللہ ﷺ فی قوله تعالیٰ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اس کلام سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

۱) ذنبک میں ذنب کی اسناد اصالۃً حضور ﷺ کی طرف ہے اور فروعاً آپ کی اہل بیت اس میں شامل

ہے۔الغرض۔آیت اہل بیت کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اہل بیت آپ ﷺ کے ساتھ شامل کئے گئے۔

(۲) حضرت شیخ اکبر کی بیان کردہ مذکورہ بالا توجیہ میں صاف لفظوں میں آیت فتح میں مذکور ذنبک میں ذنب کی نسبت رسول وآل رسول (ﷺ) ہی کی طرف ہے لہذا اس کا تعلق افعال رسول وآل رسول (ﷺ) ہی سے ہے۔

(۳) غالبًا یہی امام احمد رضا قدس سرہ کا بھی مختار ہے۔جبھی انہوں نے اسے بطور سند پیش کیا ہے اور پھر ذنب کی نسبت رسول کریم ﷺ کی طرف کرنے سے بظاہر جو اشکال نظر آ رہا تھا اس کا مفصل جواب بھی دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

''ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے **حسنات الابرار سیئات المقربین** حضور اقدس ﷺ ہر آن ترقی مقامات قرب ومشاہدہ میں ہیں۔وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى جب ایک مقام اجل واعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اسکے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار بجالاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں ﷺ

اہل فہم حضرات پر یہ بات ظاہر ہے کہ اگر کسی بھی ایک آیت میں مذکور ذنبک سے ذنب کی کسی احسن توجیہ کی روشنی میں ذنب رسول ﷺ مراد لینے میں کوئی شرعی قباحت نہیں آتی اور ردائے عصمت نبوت پر داغ نہیں لگتا تو پھر نصوص میں جہاں جہاں ذنب کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے وہاں بھی ذنب رسول ﷺ مراد لینے میں کہاں سے کسی طرح کی شرعی قباحت آسکتی ہے۔۔۔اب یہاں ایک بات اور قابل غور رہ گئی ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں ذنبک کے تعلق سے توجیہات تو بہت پیش کی ہیں لیکن کون سی توجیہ خود ان کی مختار ہے؟ ظاہر ہے کہ دو متضاد توجیہیں کسی ایک کی مختار تو ہو نہیں سکتیں مختار تو کوئی ایک ہی ہو گی تو آخر وہ کون سی توجیہ ہے؟۔۔۔امام موصوف قدس سرہ العزیز نے سورہ فتح کی آیت کی جو توجیہ اپنی تصنیف ''**جزاء اللّٰه عدوہ**'' میں فرمائی ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذنب کی اسناد نبی کریم ﷺ کی طرف ہے اور اس سے آپ ﷺ کے افعال مراد ہیں۔اس کے برخلاف اسی آیت کی جو توجیہ کنز الایمان میں کی گئی ہے کہ ''ذنبک'' میں خود نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے افعال مقصود نہیں بلکہ اس سے مراد ذنوب مومنین ماقبل ومابعد ہیں۔ان دونوں توجیہوں

کا تضاد ظاہر ہے گو مقصود و مدعا یعنی تحفظ عصمت نبوت دونوں سے بحسن وخوبی حاصل ہے مگر ان کے مابین اس نوعیت کا تضاد ہے کہ دونوں ایک ساتھ کسی ایک کا مسلک مختار نہیں ہو سکتیں۔۔۔۔اسی طرح۔۔۔سورہ محمد کی آیت کی ایک توجیہ وہ کی ہے جو" ذیل المدعا" میں ہے۔ جس میں ذنبک سے ذنب نبی علیہ السلام ہی مراد لیا ہے۔۔۔ اس کے برعکس اسی آیت کا ترجمہ کنزالایمان میں یہ فرمایا ہے۔"اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو"۔۔۔۔ان دونوں توجیہات کی ہو بہو وہی پوزیشن ہے جو آیت فتح کی دونوں توجیہات کی ہے تو ان میں بھی کوئی ایک ہی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مسلک مختار بن سکتی ہے۔ پھر آخر وہ ایک کون ہے؟ اس سوال کا جواب یہ خاکسار اپنی علمی بے بضاعتی کے سبب نہیں دے سکے گا۔ اسی لئے اس کے اطمینان بخش جواب کے لئے وہ تمام دانشوران ملت سے اپنی دستگیری کی استدعا کرتا ہے۔

اب تک میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے آئیے اور آیات زیر بحث کے تعلق سے "البیان" کی توجیہ پر منصفانہ نقد و نظر کے لئے تیار ہو جائیے۔۔۔۔

قبل اس کے کہ اس سلسلے میں میں کچھ اپنی طرف سے کہوں حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی کی ایک تحریر پر تنویر پیش کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جس کے لفظ لفظ سے مجھے اتفاق ہے۔ فرماتے ہیں

"حضرت غزالی زماں نے "ترک اولیٰ" لکھ کر گناہ کے ترجمہ سے عدول و اعراض فرمایا اور اسے بظاہر لکھ کر اس کے لئے عامۃ المسلمین کے ترک اولیٰ کے مساوی ہونے سے انکار فرما دیا اور پھر اس پر مزید تصریح فرمائی کہ یہ ترک اولی حسنات الابرار سے بھی افضل ہے یعنی عامہ صدیقین، شہداء اور صالحین کی نیکیاں اگر سب کی سب (فرائض، واجبات، نوافل) کو جمع کر کے ایک پلڑے پر ڈال دیا جائے تو بھی آپ ﷺ کا ترک اولیٰ ان سے کئی گنا اولیٰ و افضل ہے۔ اسی لئے تو وہ بظاہر ترک اولیٰ ہے۔ بہر حال ترجمہ البیان میں خلاف اولیٰ لکھنا شرعی اصول پر مبنی بر صواب ہے"

میری نظر میں غزالی دوراں قدس سرہ العزیز کی توجیہ میں جو دوسری خوبیاں ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

١) یہ توجیہ نظم قرآنی کے مطابق ہے۔

٢) اس توجیہ کو آیت فتح کی شان نزول سے مکمل مناسبت ہے۔

۳) یہ توجیہ فہم صحابہ کے مطابق ہے۔

۴) فہم صحابہ کی خاموش تائید کے ضمن میں اس توجیہ کو تائید نبوی بھی حاصل ہے۔

۵) صحابہ کی گزارش پر الگ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے بشارت کی آیتیں نازل فرمانا اور 'ذنبک' کو رسول کریم ﷺ کے لئے مخصوص رکھنا اشارہ کرتا ہے کہ وحی الٰہی سے بھی اس توجیہ کی تائید ہوتی ہے۔

۶) ''جزاء اللہ عدوہ'' میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کا جو کلام نقل فرمایا ہے وہ بھی اسی توجیہ کا مؤید ہے۔

۷) خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا حضرت شیخ اکبر قدس سرہ کا کلام بطور سند نقل کر کے اسکے ظاہری اشکال کو دور کرنا اس توجیہ کی اولیت کی طرف ان کے ذہنی رجحان کی نشاندہی کرتا ہے۔

۸) اس توجیہ میں کوئی ایسا سقم نہیں جس کی وجہ سے امام رازی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی دوسری توجیہوں کو رد فرمادیا ہے۔

۹) اس توجیہ اور اس کے بین القوسین اضافوں کے ذریعہ بڑے ہی خوبصورت انداز میں جلیل القدر مفسرین کی تحقیقات کا عطر پیش کر دیا گیا ہے۔

۱۰) غزالی دوراں قدس سرہ کے سامنے کنزالایمان کی توجیہ تھی اور وہ اس کی صحت و درستگی کے قائل بھی تھے اس کے باوجود اسے چھوڑ کر ایک دوسری توجیہ پیش کی جو کنزالایمان کی توجیہ کی ضد ہے اس کے پیچھے خوب سے خوب تر کی تلاش کا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔

"تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ"

اس فقیر اشرفی وگدائے جیلانی کی نظر سے ان آیات ثلٰثہ کی جتنی بھی توجیہیں گزری ہیں ان سب میں اس خاکسار کی نظر میں ''البیان'' کی توجیہ صواب تر، احسن، اصح، درایۃً راجح اور روایۃً اشبہ بالنصوص ہے۔۔۔۔ میں نے جان بوجھ کر البیان کی توجیہات کے لئے اصح، احسن اور صواب تر کے الفاظ کا استعمال اس لئے کیا ہے تاکہ دوسری بعض توجیہات کو صحیح، حسن، صواب قرار دینے کا میرا اپنا حق محفوظ رہے۔۔۔ فاضل مستفتی کے سوال کا

جواب گو میری تفصیلی تحریر میں آ گیا ہے مگر بایں ہمہ مناسب لگ رہا ہے کہ آخر میں فاضل مستفتی کا سوال نقل کر کے چند سطروں میں اس کا جواب دے کر بات ختم کر دوں۔ فاضل مستفتی فرماتے ہیں۔

''ہماری گزارش ہے کہ آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ کے نزدیک دونوں ترجمے صحیح ہیں کہ نہیں''؟

جواباً عرض ہے کہ میرے نزدیک یہ دونوں ترجمے جن سے سوال متعلق ہے دو توجیہیں ہیں ان دونوں توجیہوں کو جلیل القدر مفسرین کی تائید حاصل ہے۔۔۔ نیز۔۔۔ دونوں کا مقصود و مدعا عصمت نبوت کا تحفظ ہے۔ دونوں اپنے اس مقصود و مدعا کو حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہیں۔۔۔ لہذا۔۔۔ یہ دونوں توجیہیں صحیح ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں توجیہ کنز الایمان اگر خوب ہے تو توجیہ البیان خوب تر ہے **هذا ما عندی واللّٰہ تعالٰی اعلم و علمه جل مجده اتم واحکم فقط**

انا الفقیر الی حضرة الرب الغنی

السید محمد مدنی الاشرفی الجیلانی

امین سجادة مخدوم الملت

المحدث الاعظم قدس سره العزیز.

۱۹؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

مطابق ۱۵ نومبر ۲۰۰۳ء بروز شنبہ

بمقام مدنی مسکن، احمد آباد، گجرات

Grams : Ashrafia S T.D. 054677 Phone 4148, 4149

Ref.............. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم Date....... ....

کرم طراز مخلص نواز دام لطفکم وزاد فضلکم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔

خدا کرے مزاج شریف بعافیت ہو۔

آپ کی ڈاک غیر معمولی تاخیر سے ایک ہفتہ پہلے موصول ہوئی،
جواب میں مسودہ، تبییض، پھر نقل و اندراج کی تاخیر تو ناگزیر تھی، اس لیے یہ
معمولی تاخیر کے ساتھ ارسالِ خدمت ہے وصول ہو جائے تو اطلاع فرما دیں گے،
آپ کو زحمتِ انتظار بڑی اٹھانی پڑی، لیکن ہم معذور تھے، دعاؤں میں
یاد رکھیں، فقط والسلام دعاجو

محمد عبدالحفیظ عفی عنہ
خادم اشرفیہ

۵/ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب ـــــــ فاضل سائل دام بالفضائل نے آیۂ کریمہ (۱) فَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور (۲) آیۂ کریمہ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور (۳) آیۂ کریمہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کے دو طرح کے ترجمے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے کنز الایمان اور حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے البیان سے نقل کئے ہیں۔ یہ دونوں ترجمے حق اور مختار و پسندیدہ ہیں کہ دونوں ایک ہی حقیقت عصمتِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو مظاہر ہیں۔ ایک ترجمے میں "ذنب" کو "گناہ" کے معنی میں لیا گیا ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس کی اسناد میں تاویل کی گئی ہے۔ اور دوسرے ترجمہ میں اسناد کو علی حالہ رکھ کر لفظ "ذنب" کے مفہوم میں تاویل کی روش اختیار کی گئی ہے اور یہ دونوں تاویلیں اجلۂ علمائے اسلام و کبار مفسرین عظام سے منقول ہیں جو اہلِ حق کے نزدیک معتمد و مستند ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اسناد میں توجیہ و تاویل کی روش جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنائی ہے وہ اس حیثیت سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ کسی قاری کو اسے پڑھ کر عصمتِ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کسی شبہہ کا شائبہ بھی نہ ہوگا جب کہ غزالیٔ دوراں حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ بھی بارگاہ رسالت کے شایان شان ہے۔ والناس فیما یعشقون مذاہب۔ خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بعض عبارات سے بھی "ذنب" بمعنی "خلافِ اولیٰ" کی تائید ہوتی ہے چنانچہ آپ فتاویٰ رضویہ میں ایک جگہ رقم طراز ہیں:

"حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں "ترکِ اولیٰ" کو بھی "گناہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے حالاں کہ ترکِ اولیٰ ہرگز گناہ نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ ص ۷۷ ج ۹)

راقم الحروف نے ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو اپنے ایک مفصل فتوے میں ان دونوں ترجموں کی تحقیق کی تھی جو ایضاحِ حق و صواب کے پیشِ نظر من و عن یہاں نقل کرتا ہوں۔

۔ ان آیاتِ کریمہ میں "ذنب" "گناہ" کے معنی میں نہیں، بلکہ اس سے دوسرے معانی مراد ہیں جو ذنب کے معنیٔ اصلی سے خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ مثلاً ترکِ اولیٰ، شکر میں کمی، پستِ مقام، الزام، لغزش۔

ترکِ اولیٰ ۔ "ذنب" سے مراد ترکِ اولیٰ ہے جو ذنب کے ایک معنی "مرتب شدہ اثر" کا فرد ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ ترکِ اولیٰ کے دو معنی ہیں:

ایک یہ کہ جو بات واقع میں زیادہ بہتر اور مناسب ہو اسے چھوڑ دینا۔ یہ چھوڑنا ناجائز یا گناہ نہیں ہوتا، بلکہ درحقیقت جائز اور حلال ہوتا ہے مگر وہ پسندیدہ و خوب تر نہیں ہوتا ہے۔ جیسے فجر کی نماز روشن کر کے پڑھنا بھی جائز ہے اور اول وقت میں اندھیرے میں پڑھنا بھی جائز ہے، دونوں ہی مباح و روا ہیں، لیکن اولیٰ روشن کر کے پڑھنا ہے تو اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھنا گناہ نہیں، مگر یہ ترکِ اولیٰ ہے۔ یوں ہی گرمیوں کے موسم میں ظہر کی نماز زوال کے بعد دھوپ کی شدید تپش کے وقت میں بھی پڑھنا جائز ہے اور ٹھنڈا کر کے پڑھنا بھی جائز ہے دونوں ہی صورتیں شرعاً مباح ہیں، لیکن مستحب یہ ہے کہ جب دھوپ کی تپش کم ہو کر وقت ٹھنڈا ہو جائے تب اطمینانِ قلب کے ساتھ نماز ادا کی جائے، تو اس کے پیشِ نظر دھوپ کی شدت کے وقت میں نماز پڑھنا ترکِ اولیٰ ہوا، مگر یہاں گناہ کا قطعی کوئی تصور نہیں۔

اب اگر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بیانِ جواز کے لئے، یا اور کسی وجہ سے فجر کی نماز اول وقت میں اندھیرے میں پڑھ لی، یا ظہر کی نماز گرمیوں کے موسم میں دھوپ کے شباب کے وقت میں ادا فرمائی تو یہ ترکِ اولیٰ ہوا جو گناہ تو نہیں، مگر بظاہر خوب تر بھی نہیں۔

"بظاہر" اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سرکار علیہ التحیۃ والثناء نے بیانِ جواز کے لئے اس طرح کے جو کام

کئے ہیں وہ فی الواقع اَولیٰ سے بھی زیادہ پسندیدہ اور اہم ہیں کیوں کہ اگر آپ نے وہ کام انجام نہ دیئے ہوتے تو امت کو ان کے جواز کا حکمِ شرعی معلوم نہ ہوا ہوتا، اور بیانِ حکم عین منصبِ نبوت کا تقاضا ہے۔

اور اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کسی "حاجت" کی وجہ سے اَولیٰ کے خلاف کوئی کام کیا تو در حقیقت وہ بھی خلافِ اولیٰ نہیں کہ بوجہ حاجت اب وہی اَولیٰ ہو گیا۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ گو کہ کوئی کام اپنے اصل حکم کے لحاظ سے اَولیٰ کے خلاف ہو لیکن اگر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صادر ہو تو اس پر ترکِ اولیٰ کا اطلاق صرف آپ کے مرتبۂ بلند کے لحاظ سے ہوگا، نہ یہ کہ واقع میں وہ ترکِ اولیٰ ہے۔ اور اسی کو قرآن مقدس اپنے عرف میں ذنب سے موسوم کرتا ہے چنانچہ بہت سے مفسرین کرام اور علمائے فخام نے یہی توجیہ فرمائی۔ مثلاً محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"گفتہ اند کہ مراد بہ "ذنب" ترکِ اَولیٰ است، و ترکِ اَولیٰ در حقیقت ذنب نیست، زیرا کہ "اولیٰ"، و مقابلِ او ہر دو شریک اند در اباحت۔ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۸۶ باب سوم در ذکر فضل و شرافت)

علماء نے کہا ہے کہ ذنب سے مراد "ترکِ اولیٰ" ہے اور ترکِ اَولیٰ حقیقت میں گناہ نہیں، کیوں کہ "اَولیٰ" اور "غیر اَولیٰ" دونوں مباح ہونے میں یکساں ہیں۔

امام فخر الدین رازی شافعی رقم طراز ہیں:

والطاعنون فی عصمۃ الأنبیاء علیہم السلام یتمسکون بہ، ونحن نحملہ علی التوبۃ عن ترک الأولیٰ والأفضل اھ (التفسیر الکبیر ص ۷۸، ۷۹، ج ۲۷۔ القیاس ص ۷۸ ج ۲۸)

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت پر طعن کرنے والے آیۂ کریمہ واستغفر لذنبک سے استدلال کرتے ہیں اور ہم لوگ اسے "ترکِ اَولیٰ و خلافِ افضل سے توبہ" پر محمول کرتے ہیں۔

امام ابوالبرکات نسفی حنفی کا کلام بھی اسی کا شاہد ہے، وہ فرماتے ہیں:

وفی شرح التاویلات: جاز أن یکون لہ ذنب فأمرہ بالإستغفار لہ ولکنا لا نعلمہ غیر أن ذنب الأنبیاء ترک الأفضل دون مباشرۃ القبیح وذنوبنا مباشرۃ القبائح من الصغائر والکبائر اھ (تفسیر مدارک التنزیل (مع الخازن وغیرہ) ص ۱۰۸ ج ۵، وکذا فی البیضاوی مع الخفاجی (مع مدارک وغیرہ) ص ۱۵۳ ج ۵، وروح البیان ص ۱۱۰ ج ۲۶، والصاوی حاشیۃ الجلالین ص ۹۰ ج ۴)

شرح تاویلات میں ہے کہ نبی سے ذنب صادر ہو سکتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو استغفار کا حکم دیا، لیکن ہمیں نبی کے ذنب کا علم نہیں، سوائے اس کے کہ انبیاء کا ذنب ترکِ افضل ہے، نہ کہ قبیح کا ارتکاب، اور ہمارے ذنب قبائحِ صغائر و کبائر کا ارتکاب ہیں۔

ترکِ اَولیٰ کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کام تو اپنی حقیقت کے لحاظ سے بہتر اور پسندیدہ ہی ہے مگر وہ فاعل کے شایانِ شان نہیں، یعنی اس کے بلند رتبے کے پیشِ نظر وہ بہتر یا پسندیدہ نہیں۔ جیسے شہنشاہِ وقت سے کسی محتاج بینوا نے کوئی سوال کیا تو اس نے دستِ شہنشہی سے دو روپے کے نوٹ اسے عطا کر دیئے، ظاہر ہے کہ یہ عطیہ بجائے خود ایک جائز امر ہے بلکہ باعثِ اجر و ثواب بھی ہے لیکن ایک شہنشاہ کی عظمتِ شان کے لحاظ سے اتنا حقیر عطیہ ہرگز مناسب نہیں کہا جا سکتا، تو گو کہ حقیقت کے لحاظ سے یہ ایک مستحسن کام تھا مگر رتبے کی عظمت کے پیشِ نظر وہی ترکِ اَولیٰ ہو گیا۔ یعنی ایک ہی چیز صرف اعتبارات کے فرق سے خوب بھی رہی اور ناخوب بھی۔

علاوہ ازیں فرض کیجئے ایک بادشاہ کے ایک خواب کی تعبیر اس کے کسی مقربِ خاص نے یہ بیان کی کہ بادشاہ کی تمام اولاد اس کی حیات میں ہی فوت ہو جائے گی، اور ٹھیک یہی تعبیر ٹھیک (یعنی الفاظ میں خواب کے

ایک دوسرے حقیقت شناس مگر "عام آدمی" نے بھی بتائی۔ اور انھیں کے ساتھ ایک تیسرے ماہر خواب کا جواب ان الفاظ میں تھا کہ:

"بادشاہ کی حیات اپنی اولاد و احفاد سے زیادہ ہو گی"۔

دیکھئے! تینوں نے خواب کی ایک ہی مراد بتائی، اور صحیح بتائی۔ مگر ان کے مابین فرق ظاہر ہے، پہلے کے دو کلام بادشاہ کی عظمت شان کے مناسب نہیں، اور آخری کلام بلاشبہہ اس کے شایانِ شان ہے۔ اس لئے بادشاہ نے تیسرے کو انعام و اکرام سے نوازا، اجنبی کو صرف تبسم آمیز کلمات سے سراہا، مگر اپنے مقرب خاص پر نگہِ عتاب فرمائی۔ کیا ان جوابوں میں کوئی لفظ بے ادبی کا تھا جس پر قانون کی نگاہ میں فرد جرم عائد ہوتا ہو، یا قابل مواخذہ ہو ـــــ؟ ایسا ہرگز نہیں، ہر لفظ اپنی جگہ بجا ہے، جرم کے شائبہ سے بھی پاک ہے، مگر ہے یہ کہ بادشاہ کے مرتبہ بلند کی طرف نظر کرتے ہوئے کوئی جملہ پیارا بہت ہے، اور کوئی اس سے فروتر ہے۔ اب اگر ایسا فروتر اور غیر شایانِ شان جملہ کسی عام رعایا سے صادر ہو تو کوئی بات نہیں، بلکہ درستگی کی وجہ سے قابل ستائش ہے، لیکن ایک مقرب خاص سے ایسے جملے کا صدور تعجب کی بات ہے کیوں کہ وہ حریم شاہی کے آداب سے خوب خوب واقف ہے تو اس کے حق میں یہ جملہ بھی ادب کے زیور سے عاری اور قابل عتاب ہے۔ دیکھ رہے ہیں آپ! ایک ہی جملہ قابل ستائش بھی ہے، اور قابل عتاب بھی۔ کیوں کہ ایک عامی اور ایک مقرب کے مابین بڑا تفاوت ہے۔

بلا تشبیہ و تمثیل اب سمجھئے کہ عام طور سے انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنے امور کو شایانِ شان ہی انجام دیتے ہیں لیکن اگر کبھی کسی بنا پر ان سے اس کے خلاف کوئی امر صادر ہو جاتا ہے تو وہ اپنے رتبہ بلند و عظمت شان کے لحاظ سے اسے اپنے حق میں ذنب تصور فرماتے ہیں، کیوں کہ آپ حضرات بارگاہ الٰہی کے "مقرب خاص" کے اعزاز سے سرفراز ہوتے ہیں، حالاں کہ وہی امر صالحین کے حق میں بڑا اور نیکی قرار پاتے ہیں۔ بات ایک ہی ہے جو کہیں نیکی سمجھی گئی، اور کہیں ذنب تصور کی گئی۔ ع

نظریں بدل گئیں، تو نظارہ بدل گیا۔

سوال یہ ہے کہ کیا وہ واقعی ذنب ہے؟

ایسا ہرگز نہیں! جو ذنب ہو گا، وہ کبھی نیکی نہ ہو گا۔ اس لئے یہ تو وہ نیکی، مگر انبیاے کرام سے اپنے شایانِ شان نہ ہونے کی وجہ سے ذنب کی طرح بڑی بات خیال فرماتے ہیں۔ اسی کو کہا جاتا ہے:

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ، سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ

ابرار کی نیکیاں، مقربین کے لئے برائی کا درجہ رکھتی ہیں۔

الغرض انبیاے کرام اور حضور سید الانام علیہم الصلاۃ والسلام کے ایسے ہی غیر اولیٰ فعل کو آپ حضرات کے مراتب عالیہ کے پیش نظر قرآن حکیم میں ذنب فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ بہت سے مفسرین اور علماے اعلام نے یہاں ذنب کی یہی توجیہ فرمائی۔ مثلاً مفسر قرآن علامہ ابو السعود علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

واستغفر لذنبك وهو الذی يُدّ بما يصدر عنه عليه الصلاة والسلام من ترك الأولىٰ، عبّر عنه بالذنب، نظرًا إلى منصبه الجليل، كيف لا؟ وحسنات الأبرار سيئات المقربين.

وإرشاد له عليه الصلاة والسلام إلى التواضع وهضم النفس، واستقصار العمل اھ (تفسير العلامة أبي السعود على هامش التفسير الكبير ص ۳۰۰ ج ۷۔ أيضا ص ۳۷ ج ۷۔ أيضا ص ۶۳ ج ۷)

"اپنے ذنب کی مغفرت چاہو" ذنب ترک اولیٰ ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی وقت صادر

ہوجانا۔ اسے آپ کے منصب جلیل کی طرف نگاہ کرتے ہوئے ذنب سے تعبیر کیا گیا کہ بہت سے کام جو ابرار کے لئے نیکی کا حکم رکھتے ہیں وہ مقربین کے لئے برائی کا درجہ رکھتے ہیں۔ بسا اوقات اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تواضع، انکسار نفس، اور اپنے عمل کو کم سمجھنے کی ہدایت ہے۔

علامہ آلوسی رقم طراز ہیں:

والذنب بالنسبة إليه عليه الصلوٰة والسلام ترك ما هو الأولى بمنصبه الجليل ورُبَّ شيءٍ حسنة من شخص سيئة من آخر، كما قيل: حسنات الابرار سيئات المقربين. (تفسیر روح المعانی ص ۵۵ ج ۲۶ - ایضاً ص ۷۷ ج ۲۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کے منصب جلیل کے لحاظ سے افضل کے ترک کا نام ذنب ہے۔ اور بہت سی چیزیں ہیں جو ایک شخص سے ہوں تو نیکی ہیں اور دوسرے سے ہوں تو برائی ہیں جیسا کہ کہا گیا، ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔ (مثلاً جنت کی لالچ اور دوزخ کے ڈر سے عبادت عام صالحین کے حق میں نیکی ہے مگر مقربین کے حق میں ایسا نہیں، ان کے لئے ضروری ہے کہ ان کی عبادت کا مقصود صرف ذات الٰہی اور رضائے خداوندی ہو، کسی اور نفع کی طمع یا ضرر کا خوف ان کے حق میں بہت برا ہے جس پر ان سے سخت مواخذہ ہو سکتا ہے کیوں کہ جس کی معرفت جتنی کامل وارفع ہوتی ہے اس کا عمل اور معاملہ اتنا ہی بلند اور سخت ہوتا ہے ۱۲۔)

اسی کی منظر کشی امام قاضی عیاض مالکی اور علامہ علی قاری علیہما رحمۃ الباری نے اپنے دل نشین انداز میں اس طرح کی:

(وهي ذنوب بالإضافة إلى علي منصبهم، لا أنها كذنوب غيرهم .... فإن الذنب مأخوذ من الشيء الدني الرذل، ومنه: ذنب كل شيء أي آخره، وأذناب الناس: رذالهم فكأن هذه) الأمور التي تصدر عنهم (أدنى أفعالهم وأسوأ ما يجري من أحوالهم) بالإضافة إلى أعلى مراتب أفعالهم (لتطهيرهم وتنزيههم وعمارة بواطنهم وظواهرهم بالعمل الصالح، والكلم الطيب، وغيرهم يتلوث من الكبائر والقبائح بما تكون هذه الهنات) أي العثرات والزلات (في حقه) أي في حق غيرهم (كالحسنات) إذ ليست في الحقيقة سيئات، بل طاعات، (كما قيل: حسنات الأبرار سيئات المقربين) من الأنبياء والمرسلين (أي يرونها) أي يظنونها تلك الحسنات (بالإضافة إلى أحوالهم كالسيئات) وهذا كما قيل: كان المقربون أشد استعظاما للزلة الصغيرة من الأبرار للمعصية الكبيرة فبين المقامين بون بين اهـ ملخصاً (الشفا وشرح الشفا ص ۳۰۷، ۳۰۸ ج ۲)

یہ امور انبیائے کرام کے منصب بلند کی طرف نسبت کرتے ہوئے گناہ ہیں، نہ کہ وہ واقع میں دوسروں کے گناہوں کی طرح ہیں .... کیونکہ ذنب کے مفہوم میں حقیر و رذیل کا معنی داخل ہے، اور اسی سے ماخوذ ہے ذنب کل شیء یعنی ہر چیز کا پچھلا حصہ۔ اور اَذناب الناس یعنی رذیل لوگ۔ تو گویا کہ انبیائے کرام کی یہ لغزشیں ان کی طہارت و پاکیزگی اور عمل صالح و کلم طیب یعنی تسبیح، اذکار، دعا، استغفار وغیرہ سے ان کے ظاہر و باطن کے معمور ہونے کی وجہ سے ان کے اعمال کی عظمت کے پیش نظر کم درجہ کے اعمال و احوال ہیں۔

اور انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگ کبائر و قبائح میں آلودہ ہوتے ہیں تو ان معاصی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کے حق میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی یہ لغزشیں نیکیوں کی مانند ہیں، بلکہ نیکیاں ہیں، کیوں کہ یہاں حقیقت میں معاصی نہیں ہیں بلکہ صرف طاعات ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے

کہ نیکوں کی نیکیاں مقربین بارگاہ یعنی انبیاء و رسل کے معاصی ہیں یعنی یہ نفوس قدسیہ ان نیکیوں کو اپنے احوال کی طرف نسبت کرتے ہوئے معاصی کی طرح گمان کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابرار گناہ کبیرہ کو جتنا بڑا سمجھتے تھے، حضرات مقربین زلّتِ صغیرہ اور معمولی سی لغزش کو اس سے زیادہ عظیم سمجھتے تھے تو دونوں کے مقام میں بڑا تفاوت اور نمایاں فرق ہے۔

اس تفصیل سے ہمارے قارئین پر یہ بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ ترکِ اولیٰ کے جو دو اطلاقات گزشتہ سطور میں بیان کئے گئے ہیں وہ عام بندوں کے لحاظ سے ہیں اور انبیائے کرام بالخصوص سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لحاظ سے "ترکِ اولیٰ" کا اطلاق تو صرف ان کے مرتبۂ بلند کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔

الغرض ذنب کا ایک معنی ترکِ اولیٰ بھی ہے اور قرآن حکیم میں اس معنی کے لحاظ سے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ذنب کی نسبت کی گئی ہے۔

اہلِ بیت و امت کے گناہ

خطاب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے لیکن "ذنب" کی نسبت آپ کی طرف حقیقی نہیں، حقیقت میں یہاں ذنب کا تعلق آپ کی امت اور اہلِ بیت سے ہے اور ایجازِ حذف یا مجازِ عقلی کے طور پر آپ کی طرف اس کی اسناد فرمائی گئی ہے۔

واضح ہو کہ مجازِ عقلی اسناد میں پایا جاتا ہے اور ایجازِ حذف میں جملہ، یا جملہ کا کوئی جزء محذوف ہوتا ہے۔

(المجاز العقلی: هو إسناد الفعل أو ما في معناه (من إسم فاعل، او مفعول، او مصدر) إلی غیر ما هو له في الظاهر من المتكلم لعلاقة مع قرينة تمنع من أن يكون الإسناد إلی ما هو له اهـ (جواهر البلاغة ص ۲۹۶)

مجازِ عقلی یہ ہے کہ فعل، یا معنی فعل یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، مصدر وغیرہ متکلم کے نزدیک بظاہر جس کا ہے (یعنی جس کی صفت ہے، جس کے ساتھ قائم ہے) اس کی طرف فعل یا معنیٔ فعل کی اسناد سے کسی قرینہ کے مانع ہونے کے باعث اس کے علاوہ کی طرف ان کی اسناد کی جائے۔

ثم الإسناد منه حقيقة عقلية ...... ومنه مجاز عقلي ...... ويسمّى اسنادا مجازيا۔ اهـ ملخصا۔ (مختصر المعانی ص۵۱ و ۵۳)

اسناد کی دو قسمیں ہیں: حقیقتِ عقلیہ، اور مجازِ عقلی۔ اس کا دوسرا نام اسنادِ مجازی بھی ہے۔

المجاز اللغوي يكون في اللفظ والمجاز العقلي يكون في الإسناد۔ (دروس البلاغة ص۳۲)

مجازِ لغوی لفظ میں ہوتا ہے اور مجازِ عقلی اسناد میں۔

وإيجاز الحذف هو ما يكون بحذف شيء والمحذوف إمّا جزء جملة مضاف نحو "واسئل القرية" اي اهل القرية۔ اهـ (مختصر المعانی ص ۲۸۶ بحث الایجاز)

ایجازِ حذف کسی چیز کے حذف سے ہوتا ہے اور محذوف یا تو جملہ کا جزء مضاف ہوتا ہے جیسے ارشادِ باری "بستی سے پوچھو" میں، کہ مراد ہے "بستی کے باشندوں سے پوچھو"۔

یہ مجاز قرآن حکیم اور روزمرہ کے محاورہ میں کثرت سے شائع و ذائع ہے (اس بحث کی قدرے وضاحت الاتقان فی علوم القرآن میں بھی ہے ملاحظہ ہو ص ۳۶/۲) جیسا کہ ذیل کی تفصیل سے واضح ہوگا۔

(وهو) أي المجاز العقلي (في القرآن كثير) كقوله (وإذا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ)

أي آيات الله تعالى (زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا) أسند الزيادة وهي فعل الله تعالى إلى الآيات لكونها سببا لها. (يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ) نسب التذبيح الذي هو فعل الجيش إلى فرعون لأنه سببٌ آمرٌ. (يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا) نسب نزع اللباس عن آدم وحواء على نبينا وعليهما السلام

وهو فعل الله تعالى إلى ابليس لأن سببه الأكل من الشجرة وسبب الأكل وسوسته ومقاسمته إياهما بأنه لهما من الناصحين. (يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا) نسب الفعل إلى الزمان وهو فعل الله تعالى حقيقة (وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا) أي ما فيها من الدفائن والخزائن، نسب الإخراج إلى مكانه وهو فعل الله تعالى حقيقة الخ (مختصر المعاني ص ۵۸، ۵۹ - أحوال الاسناد الخبري. ايضا مطول ص ۹۴، احوال الاسناد الخبري)

مجاز عقلی قرآن حکیم میں کثیر ہے جیسے ذیل کی آیات میں ہے: (۱) "اور جب مومنوں پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ ان کا ایمان زیادہ کردیتی ہیں" ایمان زیادہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس کی اسناد آیات کی طرف اس لئے کی گئی ہے کہ وہ سبب زیادت ہیں۔

(۲) فرعون بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ذبح کرتا" ذبح تو فرعون کا لشکر کرتا تھا، لیکن اس کی نسبت فرعون کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ ذبح کا سبب اور اس کا حکم دینے والا تھا۔

(۳) شیطان نے (حضرت آدم وحواء کے لباس اتار دیئے") حضرت آدم وحوا (علی نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام سے لباس اللہ تعالیٰ نے اتارا اور اس کی نسبت ابلیس کی طرف اس لئے کی گئی کہ لباس اترنے کا سبب درخت سے کچھ کھانا ہوا، اور کھانے کا سبب ان حضرات کے دل میں اس کا وسوسہ ڈالنا، نیز ان سے یہ قسم کھانا ہوا کہ وہ یقیناً ان کا خیرخواہ ہے۔

(۴) قیامت کا دن جو بچوں کو بوڑھا کردے گا، یہاں فعل کی نسبت زمانہ کی طرف کی گئی حالانکہ یہ فعل در حقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے۔

نیز ارشاد باری ہے!

قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ (۷۸ ھود ۱۱)

(لوط نے) کہا، اے قوم، یہ میری بیٹیاں ہیں، یہ تمہارے لئے دستھری ہیں۔

حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم کی بیٹیوں کو جو آپ کے یہاں آنے والے ناپاکوں کی بیویاں تھیں، اپنی بیٹی کہا ہے۔ انتہی۔

امام ابو زکریا محی الدین نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام خطابی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کتاب اللہ کا خطاب چار طرح کا ہے:

(۱) خطاب بھی عام ہو اور مخاطب بھی عام ہو، جیسے ارشاد باری:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ، اور

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ،

(۲) خطاب خاص نبی سے ہو، اور مخاطب بھی خاص نبی ہی ہوں جیسے ارشاد باری:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ اور

جیسے خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(۳) خطاب خاص نبی سے ہو لیکن مخاطب نبی کے سوا تمام امتی بھی ہوں جیسے ارشاد باری:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ اور جیسے ارشاد باری:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وغیرہ

(۴) خطاب خاص نبی سے ہو، لیکن مخاطب صرف غیر نبی ہوں۔

اب اسے خود امام بغوی کے الفاظ میں سنئے، رقمطراز ہیں:

ومنہ بما کان الخطاب لہ مواجہۃ والمراد غیرہ کقولہ تعالیٰ:۔ فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۔

ولا یجوز ان یکون صلی اللہ علیہ وسلم قد شک قط فی شیء مما انزل الیہ اھ

(شرح مسلم ص ۳۲ ج ۱ باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ) خاتم المحققین امام جلال الدین

حاشیہ: سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ انکشاف فرمایا ہے کہ خطاب قرآن کی (۳۳) اقسام ہیں جن میں سے ایک قسم خطاب العین والمراد بہ الغیر ہے یعنی خطاب نبی سے ہو اور مراد غیر نبی ہوں۔ ان تمام اقسام کو امام موصوف نے قرآن کی مثالوں سے واضح کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (الاتقان فی علوم القرآن ص ۳۳، ۳۴، ۲۷)۔

بسا اوقات خطاب کا روئے سخن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہوتا ہے اور مراد آپ کے غیر ہوتے ہیں جیسے خدا ئے پاک کے اس ارشاد میں "اگر تجھے اس میں کچھ شبہ ہو جو ہم نے تیری طرف (قرآن) اتارا تو ان سے پوچھ لو جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں بیشک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا تو تم ہرگز شک والوں میں نہ ہو۔ (۹۴، یونس ۱۰)۔

اور یہ ناممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی کبھی اس میں آپ کو کچھ شک ہوا ہو۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب کی آخری قسم کے متعلق قرآن حکیم سے مزید دو آیتیں پیش کر کے ایک دل نشیں ذریعہ سے اسے زیادہ عام فہم بنا دیا ہے رقم طراز ہیں:

خطاب اگرچہ بحضرت است، ولیکن مراد تعریض بغیر او ست چناں کہ در قول او "وَلَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ"، وچناں کہ قول وے تعالیٰ مر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام را "أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ"۔ این روش در کلام بسیار افتد چناں کہ سلطان امیرے را بر قومے گماشت، ومی خواہد سلطان کہ امر کند رعیت را بحکم، توجہ خطاب بہ آن قوم نمی کند، بلکہ بامیر می کند ومی گوید کہ چنیں کن، وچناں کن، واگر چنیں کنی، وچناں کنی ترا چنیں کنم وچناں کنم۔

در ظاہر خطاب بہ امیر کند ولیکن مراد قوم را می دارد، ودر حقیقت خطاب بہ ایشاں می کند۔ این جا مخاطب آنحضرت ومراد غیر از وست۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۸۷ باب سوم دربیان فضل وشرافت)

خطاب اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے لیکن مراد (آیت فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ میں) آپ کے علاوہ پر تعریض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں "اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت ہو جائے گا" اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام سے خدائے پاک کا یہ ارشاد "کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا بنالو" ـــــ یہ اسلوب خطاب بات چیت میں بہت واقع ہے جیسے بادشاہ نے کسی کو ایک قوم کا امیر مقرر کیا اور وہ چاہتا ہے کہ رعایا کو کوئی حکم دے تو وہ خطاب کا رخ رعایا کی طرف نہ کرکے اپنے امیر کی طرف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا ایسا کرو اور اگر تو نے ایسا ایسا کیا تو میں تیرے ساتھ یہ کروں گا، وہ کروں گا۔ بادشاہ ظاہر میں تو خطاب امیر سے کرتا ہے لیکن اس کی مراد قوم ہوتی ہے اور وہ حقیقت میں قوم کو ہی خطاب کرتا ہے ـــــ آیت کریمہ فان کنت فی شک میں مخاطب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور مراد دوسرے لوگ ہیں۔

آیاتِ زیب عنوان میں خطاب کی اسی آخری قسم کا لحاظ فرمایا گیا ہے جو ارباب معانی و بیان کے نزدیک ایک اسلوب بلیغ ہے۔ اور مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کا ترجمہ اسی اسلوب بلیغ کا آئینہ دار ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(آیت فتح) تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

(آیت محمد) اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

(آیت مومن) اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو۔ (کنزالایمان متعلقہ آیات)

پھر ایک مقام پر آپ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ہر ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے ادنیٰ ملابست بس (کافی) ہے، بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے۔ مکان کو جس طرح اس کے مالک کی طرف نسبت کریں گے یوں ہی کرایہ دار کی طرف، یوں ہی جو عاریت لے کر بس رہا ہے اس کے پاس (کوئی) ملنے آئے گا تو یہی کہے گا کہ "ہم فلانے کے گھر گئے تھے۔ بلکہ پیمائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا۔ تمہارا کھیت کے جریب ہوا؟" یہاں نہ ملک، نہ اجارہ، نہ عاریت۔ اور اضافت موجود۔ یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا۔

تو ذنبک سے مراد اہل بیت کرام کی لغزشیں ہیں اور اس کے بعد وللمؤمنین والمؤمنات تعمیم بعد تخصیص" ہے یعنی شفاعت فرمایئے اپنے اہل بیت کرام، اور سب مسلمان مردوں و عورتوں کے لئے۔ تعمیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں (موجود) ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا، وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اے میرے رب مجھے بخش دے، اور میرے ماں باپ کو، اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا، اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

اسی وجہ سے آیہ کریمہ سورۂ فتح میں لام "لک" تعلیل کا ہے، اور مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ (کا معنی) تمہارے اگلوں کا گناہ اعنی سیدنا عبد اللہ، و سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آبائے کرام و امہات طیبات، باستثنائے انبیائے کرام مثل آدم و شیث و نوح و خلیل و اسمٰعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ماتاخر، تمہارے پچھلے، یعنی قیامت تک تمہارے اہل بیت و امت مرحومہ۔

تو حاصل کریمہ یہ ہوا کہ:

ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی، تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے تمہارے علاقہ (لگاؤ) کے سبب اگلوں، پچھلوں کے گناہ۔ والحمد للہ رب العلمین۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۷۷، ۷۸، ج ۹ قادری بک ڈپو بریلی شریف)

اب اس سلسلے میں علماء و مفسرین کے اقوال ملاحظہ کیجئے:

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و جماعت براں رفتہ اند، و خوش رفتہ اند کہ مراد ذنوب امت است کہ از ایں بارے بود بر دل شریف رؤف، رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ایمن گردانید حق تعالیٰ او را از عذاب ایشاں در ایں دنیا بقول خود: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ"، و بوعدۂ قبول شفاعت دراں جہاں بقول خود: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى"۔ واللہ اعلم (مدارج النبوۃ ص ۸۷ ج ۱۔ الضاص ۸۷ ج ۱، القاص ۸۱ ج ۱ باب سوم)

علماء کی ایک جماعت کا (وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ کی تفسیر میں) مذہب یہ ہے اور یہی مذہب

...ن ہے کہ اس سے مراد آپ کی امت کا گناہ ہے جس سے رؤف رحیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل مبارک پر ایک بار تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دنیا میں ان کے عذاب سے یہ ارشاد فرما کر بے خوف کر دیا کہ اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ اور آخرت میں اپنے ارشاد "بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے" سے قبولِ شفاعت کا وعدہ فرما کر آپ کو مطمئن کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واجب ا[illegible] نا بان الکلام علی حذف مضاف، والتقدیر: واستغفر لذنب امتک وانما ا[illegible] ف الذنب له لانه شفیع لهم وامرهم متعلق به، فاذا لم یسع فی غفرانه فی [illegible] لذنب تبعه فی الاخرة۔ قال تعالیٰ "وعزیز علیه ما عنتم" وکل هذا تشریف له [illegible] الأمة المحمدیة اھ (التفسیر الصاوی ص ۹۰ ج ۴۔ الجامع ص ۹۶ ج ۲)

وقال بعض الناس "لذنبک" أی لذنب اهل بیتک والمومنین والمؤمنات ای الذین لیسوا منک بأهل بیت اھ (التفسیر الکبیر ص ۶۱ ج ۲۸)

"ذنبک" میں "ک" خطاب سے پہلے ایک مضاف محذوف ہے تو عبارت یوں ہے۔ "لذنب امتک" یعنی آپ کی امت کے گناہ، اور گناہ کی اسناد امت کے بجائے آپ کی طرف اس علاقہ و لگاؤ کی وجہ سے کی گئی کہ آپ امت کے شفیع ہیں اور امت کا معاملہ آپ سے متعلق ہے دنیا میں اگر آپ ان کے گناہ کی معافی کی دعا نہ کریں تو آخرت میں یہ آپ کے ہی ذمہ ہوگا، ارشاد باری ہے کہ رسول پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ اور یہ سب امت محمدیہ کے لئے اعزاز و شرف ہے بعض نے کہا کہ "لذنبک" کا معنی ہے آپ کے اہل بیت کے گناہ، تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ "اپنے اہل بیت اور ان کے سوا دوسرے مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ کے لئے دعائے استغفار کیجئے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

وقیل: اضافة المصدر الی الفاعل والمفعول فقوله "واستغفر لذنبک" من باب اضافة المصدر الی المفعول ای واستغفر لذنب امتک فی حقک اھ (التفسیر الکبیر ص ۷۹ ج ۲۸)

مفسرین کا ایک قول یہ ہے ــــ کہ یہاں ذنب مصدر کی اضافت (فی الواقع) اس کے فاعل اور مفعول دونوں کی طرف ہے تو ارشاد باری وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ (فاعل کے حذف کی وجہ سے) "اضافة المصدر الی المفعول" کے باب سے ہے اور آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ "اپنی امت کے گناہوں کی معافی مانگو"

امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی حنفی علیہ سحائب الرحمۃ والرضوان نے یہ تفسیر فرمائی: "واستغفر لذنبک" ای لذنب امتک اھ (مدارک التنزیل (مع الخازن وغیرہ) ص ۱۵۰ ج ۵)

اپنی امت کے گناہوں کی معافی مانگو۔

امام قاضی عیاض مالکی اور علامہ علی قاری حنفی علیہما الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

(وقیل: المراد بذلک امته علیه الصلوٰة والسلام علی حذف مضاف۔ وقیل: ما تقدم لابیک آدم، وما تأخر من ذنوب امتک) علی ان الاضافة لادنی الملابسة وذلک "معناه" لاجلک، (حکاه السمرقندی) وهو الفقیه الامام ابو اللیث من اکابر الحنفیة (والسلمی) بضم السین وفتح اللام هو ابو عبد الرحمٰن الصوفی صاحب طبقات الصوفیة ومؤلف التفسیر فی التصوف (عن [illegible] عطاء وبمثله

... قوله بتاويل قوله واستغفر لذنبك الخ

قال مكي مخاطبة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ههنا هي مخاطبة لامته اي ان
المراد به في اضافته اهـ (الشفا وشرح الشفا ص ۲۸۳ ج ۲)

ایک قول یہ ہے کہ آیت میں مضاف محذوف ہے اور مراد آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی امت
کا گناہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ "ما تقدم" سے مراد آپ کے اب کریم حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش ہے
اور "ما تاخر" سے مراد آپ کی امت کے گناہ۔ اور آپ کی طرف ذنب کی نسبت ادنیٰ ملابست یا معمولی لگاؤ
کی وجہ سے ہے۔ اور "لک" کا معنی ہے آپ کے سبب سے، یہ تفسیر فقیہ جلیل، امام ابو اللیث سمرقندی جو اکابر
حنفیہ سے ہیں، اور ابو عبد الرحمٰن صوفی سلمی (طبقات الصوفیہ" اور تصوف میں "تفسیر" کے مصنف) علیہما
الرحمۃ والرضوان نے حضرت ابن عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

نیز آیت کریمہ "واستغفر لذنبک" کی تفسیر بھی اسی کے مثل ہے۔
علامہ مکی نے کہا کہ یہاں مخاطب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت ہے اور آپ کی طرف
ذنب کی نسبت ادنیٰ لگاؤ کی وجہ سے کر کے آپ کو خطاب فرمایا گیا۔

اس عبارت سے یہ انکشاف ہوا کہ یہ تفسیر جلیل القدر مفسر قرآن حضرت ابن عطا کی تفسیر منقول ہے
اور اسی کو امام ابو اللیث حنفی، اور امام ابو عبد الرحمٰن صوفی اور علامہ مکی نے اختیار کیا ہے اب اس سلسلے
میں مشہور بزرگ عارف باللہ حضرت علامہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا عارفانہ بیان ملاحظہ کیجیے:
وہ فرماتے ہیں:

بَشَّرَ محمّدًا صلى الله عليه وسلم بالمغفرة العامّة وقد ثبتت عصمته، فليس
له ذنب يغفر فلم يبق إضافة الذنب إليه إلا أن يكون هو المخاطب والقصد أمّته، كما
قيل له: "فَإِنْ كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ" الخ ومعلوم أنه ليس في شك فالمقصود
من هو في شك من الأمة - وكذلك "لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ" وقد علم أنه
لا يشرك، فالمقصود من اشرك، فهذا لا صفته فكذلك قيل له: "ليغفر لك الله" الخ
وهو معصوم من الذنوب فهو المخاطب بالمغفرة والمقصود من تقدم من آدم الى
زمانه وما تأخر من الأمة من زمانه الى يوم القيامة فإن الكل أمّته......
فكان هو المخاطب والمقصود الناس. (ألفتوحات المكية ص ۳۸، ۳۹ ج ۲، قبيل الباب الرابع
والسبعون في البحث)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مغفرت عامہ کی بشارت دی
حالاں کہ آپ کی عصمت ثابت ہے، اور آپ کا کوئی گناہ نہیں، جو بخشا جائے، تو آپ کی طرف ذنب کی اضافت کا
مطلب صرف یہ ہے کہ مخاطب آپ ہیں اور مقصود آپ کی امت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آپ سے خطاب فرمایا
گیا کہ "تم پر ہم نے جو کتاب اتاری اگر تم کو اس میں کچھ شبہہ ہے" حالاں کہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ آپ کو کچھ
بھی شک و شبہہ نہیں، تو مقصود آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو شبہہ میں گرفتار ہیں۔ یوں ہی آپ کو مخاطب
کر کے فرمایا گیا کہ "اگر تم نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو ضرور تمہارا سارا کیا دھرا برباد ہو جائے گا" حالاں کہ
یقیناً معلوم ہے کہ آپ کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں گے تو مقصود یہ ہے کہ جو خدا کے ساتھ شرک کرے اس
کی یہ حالت ہوگی۔ یہی حال اس آیت میں بھی آپ سے خطاب کا ہے کہ "اللہ تیرے ذنب بخش دے" حالاں کہ آپ
گناہوں سے معصوم ہیں، تو مغفرت کے مخاطب آپ ہیں اور مقصود آپ کے اگلے یعنی آپ کے زمانۂ اقدس
سے حضرت آدم تک اور پچھلے یعنی آپ کے زمانہ سے قیامت تک آپ کی امت کے لوگ ہیں ۔ تو مخاطب آپ ہیں
اور مقصود دوسرے لوگ ہیں۔

و قیل أراد ما تقدم من ذنوب امتک وما تاخر منها لأنه سبب المغفرۃ، وما هو في نفسه فلا ذنب له (مطالع المسرات للإمام محمد المهدی الفاسی ص ۸۵)

مراد آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ ہیں کیوں کہ آپ ان کی مغفرت کے سبب ہیں، لیکن خود آپ کا واقع میں کوئی گناہ نہیں۔

ان اقتباسات سے یہ امور روز روشن کی طرح عیاں ہو کر سامنے آگئے:

(۱) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وصحبہٖ وسلم گناہوں سے پاک و معصوم ہیں، کبھی آپ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا۔

(۲) جن آیات میں آپ کی طرف ذنب کی اسناد کی گئی ہے ان میں ذنب سے مراد آپ کی امت اور اہل بیت کے گناہ ہیں، اس لئے یہ اسناد فی الواقع ان کی طرف ہونی چاہئے تھی مگر ایجاز حذف اور مجاز عقلی کے طور پر آپ کی طرف یہ اسناد کی گئی جو ارباب معانی و بیان کے نزدیک ایک اسلوب بلیغ ہے۔ اور یہ اسلوب بلیغ قرآن حکیم کے الفاظ میں بکثرت اختیار کیا گیا ہے۔ اور روز مرہ کے محاورہ میں بھی شائع ذائع ہے۔

(۳) بہت سے اولیائے کرام اور جلیل القدر علمائے اسلام کا موقف بھی یہی ہے کہ ان آیات کریمہ میں اسی مجاز اور ایجاز حذف کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں

امام ابن عطار، امام ابو اللیث سمرقندی، امام قاضی عیاض مالکی، امام ابو البرکات نسفی، امام محی الدین ابن عربی، امام فخر الدین رازی، امام ابو عبدالرحمٰن صوفی، امام علی قاری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ مکی، امام محمد مہدی فاسی، شیخ احمد صاوی مالکی، ان کے علاوہ اور بھی علمائے کرام علیہم سحائب الرحمۃ والرضوان۔

ان وجوہ کے باعث مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے ترجمۂ قرآن کنز الایمان میں ذنب کی اسناد امت اور اہل بیت کی طرف فرمائی جو قرآن حکیم کے اسلوب بلیغ کے عین مطابق ہے۔

ساتھ ہی اس ترجمہ میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ آسانی کے ساتھ قرآن حکیم کا صحیح مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے اور اس کی وجہ سے "عقیدۂ عصمت" کے سلسلے میں کوئی شک یا خلجان نہیں واقع ہوتا۔ تو اس طرح سے یہ ترجمہ مجاز عقلی کا ترجمان بھی ہے اور عقیدۂ امت کا نگہبان بھی۔ نیز قرین عقل بھی ہے۔ اور موافق نقل بھی۔

اس تفصیل سے بحمدہ تعالیٰ حق کا چہرہ روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آگیا کہ دونوں ترجمے کبار علمائے اہل حق کے نزدیک صحیح و درست ہیں لہٰذا ان میں سے کسی ترجمے پر تنقید درحقیقت ان کبار علمائے اسلام پر تنقید ہوگی اس لئے مسلمان ہرگز ہرگز ان ترجموں کو اپنی تنقید کا نشانہ نہ بنائیں بلکہ دونوں کو حق سمجھیں، حق مانیں۔

غزالیٔ دوراں حضرت علامہ و مولانا سید احمد کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل سنت وجماعت کے ممتاز علماء و محققین میں سے ہیں، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان سے گہری عقیدت رکھتے اور ان کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ پیش آتے ہیں اس لئے ان کا ادب و احترام ہم سب پر ضروری ہے اگر بالفرض حضرت علیہ الرحمہ کی کسی عبارت سے کہیں اشتباہ ہو جائے تو اس کے ازالہ کے لئے اپنے ذمہ دار علما کی طرف رجوع کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل تشفی حاصل ہوگی۔

استفتاء کے سائل فاضل سائل دام بالفضائل نے اسی مسئلے کے تعلق سے کس علمائے کرام کے فتاویٰ کے عکوس بھی ارسال فرمائے ہیں ان میں سے کئی حضرات پاکستان کے بلند پایہ علما سے ہیں۔ مثلاً حضرت علامہ و مولانا مفتی ظفر علی نعمانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اور حضرت علامہ و مولانا مفتی عبد القیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ و مولانا فیض احمد اویسی رضوی صاحب دام ظلہ العالی

ان سب کے فتاوی پڑھے سب صحیح ہیں، راقم کو سب سے اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد نظام الدین الرضوی

خادم الافتا دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم

مبارکپور، اعظم گڑھ

۲۴ / من ذی الحجۃ المبارکۃ ۱۴۲۴ھ

۲۷/۱/۲۰۰۴ء

۶۸۶/۹۱

حضرت مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم کی تحقیق حق ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم — عبد الحق غفرلہ

خادم ادارہ مبارکپور اعظم گڑھ

۵ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

۲۸ جنوری ۲۰۰۴ء

دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور اعظم گڑھ یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرم طراز مخلص نواز دام لطفکم وزاد فضلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خدا کرے مزاج شریف بعافیت ہو۔

آپ کی ڈاک غیر معمولی تاخیر سے ایک ہفتہ پہلے موصول ہوئی۔ جواب میں مسودہ تبییض پھر نقل واندراج کی تاخیر تو ناگزیر تھی۔ اس لئے یہ معمولی تاخیر کے ساتھ ارسال خدمت ہے۔ وصول ہو جائے تو اطلاع فرما دیں گے۔ آپ کو زحمت انتظار بڑی اٹھانی پڑی لیکن ہم معذور تھے، دعاؤں میں یاد رکھیں۔ فقط والسلام

دعاجو

محمد نظام الدین رضوی

خادم اشرفیہ

۵؍ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب:

فاضل سائل دام بالفضائل نے آیہ کریمہ (۱) وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ اور (۲) آیہ کریمہ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور (۳) آیہ کریمہ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ کے دوطرح کے ترجمے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے کنزالایمان اور حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے البیان سے نقل کئے ہیں۔ یہ دونوں ترجمے حق اور مختار و پسندیدہ ہیں کہ دونوں ایک ہی حقیقت عصمت سید المرسلین ﷺ کے دومظاہر ہیں۔ ایک ترجمے میں ''ذنب'' کو ''گناہ'' کے معنی میں لیا گیا ہے مگر حضور ﷺ کی طرف اس کی اسناد میں تاویل کی گئی ہے اور دوسرے ترجمہ میں اسناد کو علی حالہ رکھ کر لفظ ''ذنب'' کے مفہوم میں تاویل کی روش اختیار کی گئی ہے اور یہ دونوں تاویلیں اجلہ علمائے اسلام و کبار مفسرین عظام سے منقول ہیں جو اہل حق کے نزدیک معتمد و مستند ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اسناد میں توجیہ و تاویل کی روش جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنائی ہے وہ اس حیثیت سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ کسی قاری کو اسے پڑھ کر عصمت سیدالانبیاء ﷺ کے بارے میں کسی شبہ کا شائبہ بھی نہ ہوگا جبکہ غزالی دوراں حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ بھی بارگاہ رسالت کے شایان شان ہے۔ وللناس فیما یعشقون مذاھب خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بعض عبارات سے بھی ''ذنب'' بمعنی ''خلاف اولیٰ'' کی تائید ہوتی ہے چنانچہ آپ فتاویٰ رضویہ میں ایک جگہ رقم طراز ہیں۔

''حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ''ترک اولیٰ'' کو بھی ''گناہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں'' (فتاویٰ رضویہ ص ۷۷ ج ۹)

راقم الحروف نے ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۸/ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو اپنے ایک تفصیلی فتوے میں ان دونوں ترجموں کی تحقیق کی تھی جو ایضاح حق وصواب کے پیش نظر من وعن یہاں نقل کرتا ہوں۔

''ان آیات کریمہ میں ذنب ''گناہ'' کے معنی میں نہیں بلکہ اس سے دوسرے معانی مراد ہیں جو ذنب کے معنی اصل سے خاصی مناسبت رکھتے ہیں۔ مثلاً ترک اولیٰ، شکر میں کمی، پست مقام، الزام، لغزش

ترک اولیٰ

''ذنب'' سے مراد ترک اولیٰ ہے جو ذنب کے ایک معنی ''مرتب شدہ اثر'' کا فرد ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ ترک اولیٰ کے دو معنی ہیں: ایک یہ کہ جو بات واقع میں زیادہ بہتر اور مناسب ہوا سے چھوڑ دینا۔ یہ چھوڑنا ناجائز یا گناہ نہیں ہوتا بلکہ درحقیقت جائز اور حلال ہوتا ہے مگر وہ پسندیدہ وخوب تر نہیں ہوتا ہے جیسے فجر کی نماز روشن کر کے پڑھنا بھی جائز ہے اور اول وقت میں اندھیرے میں پڑھنا بھی جائز ہے' دونوں ہی مباح وروا ہیں لیکن اولیٰ روشن کر کے پڑھنا ہے تو اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھنا گناہ نہیں مگر یہ ترک اولیٰ ہے یونہی گرمیوں کے موسم میں ظہر کی نماز زوال کے بعد دھوپ کی شدید تپش کے وقت میں بھی پڑھنا جائز ہے اور ٹھنڈا کر کے پڑھنا بھی جائز ہے دونوں ہی صورتیں شرعاً مباح ہیں لیکن مستحب یہ ہے کہ جب دھوپ کی تپش کم ہوکر وقت ٹھنڈا ہو جائے تب اطمینان قلب کے ساتھ نماز ادا کی جائے تو اس کے پیش نظر دھوپ کی شدت کے وقت میں نماز پڑھنا ترک اولیٰ ہوا مگر یہاں گناہ کا قطعی کوئی تصور نہیں۔

اب اگر رسول اکرم ﷺ نے کبھی بیان جواز کے لئے یا اور کسی وجہ سے فجر کی نماز اول وقت میں اندھیرے میں پڑھ لی یا ظہر کی نماز گرمیوں کے موسم میں دھوپ کے شباب کے وقت میں ادا فرمائی تو یہ ترک اولیٰ ہوا جو گناہ تو نہیں مگر بظاہر خوب تر بھی نہیں۔

''بظاہر'' اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سرکار علیہ التحیۃ والثناء نے بیان جواز کے لئے اس طرح کے جو کام کئے ہیں وہ فی الواقع اولیٰ سے بھی زیادہ پسندیدہ اور اہم ہیں کیونکہ اگر آپ نے وہ کام انجام نہ دیئے ہوتے تو امت کو ان کے جواز کا حکم شرعی معلوم نہ ہوا ہوتا اور بیان حکم عین منصب نبوت کا تقاضا ہے۔

اور اگر آپ (ﷺ) نے کسی ''حاجت'' کی وجہ سے اولیٰ کے خلاف کوئی کام کیا تو درحقیقت وہ بھی خلاف اولیٰ نہیں کہ بوجہ حاجت اب وہی اولیٰ ہو گیا۔

اس کا حاصل ہوا کہ گو کہ کوئی کام اپنے اصل حکم کے لحاظ سے اولیٰ کے خلاف ہو لیکن اگر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صادر ہو تو اس پر ترک اولیٰ کا اطلاق صرف آپ کے مرتبہ بلند کے لحاظ سے ہوگا' نہ یہ کہ واقع میں وہ ترک اولیٰ ہے اور اسی کو قرآن مقدس اپنے عرف میں ذنب سے موسوم کرتا ہے چنانچہ بہت سے مفسرین کرام اور

علمائے فخام نے یہی توجیہ فرمائی مثلاً محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''گفتہ اند کہ مراد بہ ''ذنب'' ''ترک اولیٰ است' وترک اولیٰ درحقیقت ذنب نیست' زیرا کہ ''اولیٰ'' ومقابل او ہر دو شریک اند در اباحت (مدارج النبوۃ ج ا ص ۸۶ باب سوم در ذکر فضل وشرافت)

علماء نے کہا ہے کہ ذنب سے مراد ''ترک اولیٰ'' ہے اور ترک اولیٰ حقیقت میں گناہ نہیں' کیونکہ ''اولیٰ'' اور ''غیر اولیٰ'' دونوں مباح ہونے میں یکساں ہیں۔

امام فخر الدین رازی شافعی رقم طراز ہیں۔

والطاعنون فی عصمة الانبیاء علیهم السلام یتمسكون به ونحن نحمله علی التوبة عن ترک الاولی والافضل (التفسیر الکبیر ص ۷۸۹' ج ۲۷۔ ایضاً ص ۷۸ ج ۲۸)

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت پر طعن کرنے والے آیہ کریمہ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ سے استدلال کرتے ہیں اور ہم لوگ اسے ''ترک اولیٰ وخلاف افضل سے توبہ'' پر محمول کرتے ہیں۔

امام ابوالبرکات نسفی حنفی کا کلام بھی اسی کا شاہد ہے' وہ فرماتے ہیں:

وفی شرح التاویلات جاز ان یكون له ذنب فامره بالاستغفار له ولكنالا نعلمه غیر ان ذنب الانبیاء ترک الافضل دون مباشرة القبیح و ذنوبنا مباشرة القبائح من الصغائر و الكبائر اھ (تفسیر مدارک التنزیل (مع الخازن وغیرہ) ص ۵۰۸' ج ۵۔ وکذافی البیضاوی' والخازن (مع مدارک وغیرہ) ص ۳۵۱' ج ۵۔ وروح البیان' ص ۵۱۱' ج ۲۶۔ والصاوی حاشیة الجلالین ص ۹۰' ج ۴)

شرح تاویلات میں ہے کہ نبی سے ذنب صادر ہوسکتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو استغفار کا حکم دیا لیکن ہمیں نبی کے ذنب کا علم نہیں' سوائے اس کے کہ انبیاء کا ذنب ترک افضل ہے' نہ کہ قبیح کا ارتکاب اور ہمارے ذنب قبائح صغائر وکبائر کا ارتکاب ہیں۔

ترک اولیٰ کا دوسرا مفہوم

یہ ہے کہ کام تو اپنی حقیقت کے لحاظ سے بہتر اور پسندیدہ ہی ہے مگر وہ فاعل کے شایان شان نہیں یعنی اس کے بلند رتبے کے پیش نظر وہ بہتر یا پسندیدہ نہیں۔ جیسے شہنشاہ وقت سے کسی محتاج بے نوا نے کوئی سوال کیا تو اس نے

دست شہنشاہی سے دو روپے کے نوٹ اسے عطا کر دیئے' ظاہر ہے کہ یہ عطیہ بجائے خود ایک جائز امر ہے بلکہ باعث اجر وثواب بھی ہے لیکن ایک شہنشاہ کی عظمت شان کے لحاظ سے اتنا حقیر عطیہ ہرگز مناسب نہیں کہا جا سکتا تو گو کہ حقیقت کے لحاظ سے یہ ایک مستحسن کام تھا مگر رتبے کی عظمت کے پیش نظر وہی ترک اولیٰ ہو گیا یعنی ایک ہی چیز صرف اعتبار کے فرق سے خوب بھی رہی اور ناخوب بھی۔

علاوہ ازیں فرض کیجئے ایک بادشاہ کے ایک خواب کی تعبیر اس کے کسی مقرب خاص نے یہ بیان کی کہ بادشاہ کی تمام اولاد اس کی حیات میں ہی فوت ہو جائے گی اور ٹھیک یہی تعبیر' ٹھیک انہیں الفاظ میں خواب کے ایک دوسرے حقیقت شناس مگر ''عام آدمی'' نے بھی بتائی اور انہیں کے ساتھ ایک تیسرے ماہر خواب کا جواب ان الفاظ میں تھا کہ:

''بادشاہ کی حیات اپنی اولاد واحفاد سے زیادہ ہوگی''

دیکھئے! تینوں نے خواب کی ایک ہی مراد بتائی اور صحیح بتائی۔ مگر ان کے مابین فرق ظاہر ہے پہلے کے دو کلام بادشاہ کی عظمت شان کے مناسب نہیں اور آخری کلام بلاشبہ اس کے شایان شان ہے۔ اس لئے بادشاہ نے تیسرے کو انعام و اکرام سے نوازا' اجنبی کو صرف تبسم آمیز کلمات سے سراہا مگر اپنے مقرب خاص پر نگاہ عتاب فرمائی۔ کیا ان جوابوں میں کوئی لفظ بے ادبی کا تھا جس پر قانون کی نگاہ میں فرد جرم عائد ہوتا ہؤیا قابل مواخذہ ہو۔۔۔؟ ایسا ہرگز نہیں' ہر لفظ اپنی جگہ بجا ہے' جرم کے شائبہ سے بھی پاک ہے' مگر ہے یہ کہ بادشاہ کے مرتبہ بلند کی طرف نظر کرتے ہوئے کوئی جملہ پیارا بہت ہے اور کوئی اس سے فروتر ہے۔ اب اگر ایسا فروتر اور غیر شایان شان جملہ کسی عام رعایا سے صادر ہو تو کوئی بات نہیں بلکہ درستگی کی وجہ سے قابل ستائش ہے لیکن ایک مقرب خاص سے ایسے جملے کا صدور تعجب کی بات ہے کیونکہ وہ حریم شاہی کے آداب سے خوب خوب واقف ہے تو اس کے حق میں یہ جملہ بھی ادب کے زیور سے عاری اور قابل عتاب ہے۔ دیکھ رہے ہیں آپ ایک ہی جملہ قابل ستائش بھی ہے اور قابل عتاب بھی۔ کیونکہ ایک عامی اور ایک مقرب کے مابین بڑا تفاوت ہے۔

بلا تشبیہ و تمثیل اب سمجھئے کہ عام طور سے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے امور کو شایان شان ہی انجام دیتے ہیں لیکن اگر کبھی کسی بناء پر ان سے اس کے خلاف کوئی امر صادر ہو جاتا ہے تو وہ اپنے رتبہ بلند وعظمت

شان کے لحاظ سے اسے اپنے حق میں ذنب تصور فرماتے ہیں کیونکہ آپ حضرات بارگاہ الٰہی کے ''مقرب خاص'' کے اعزاز سے سرفراز ہوتے ہیں، حالانکہ وہی امر صالحین کے حق میں بر اور نیکی قرار پاتے ہیں۔ بات ایک ہی ہے جو کہیں نیکی سمجھ گئی اور کہیں ذنب تصور کی گئی۔

ع ''نظریں بدل گئیں تو نظارہ بدل گیا''

سوال یہ ہے کہ کیا وہ واقعی ذنب ہے؟

ایسا ہرگز نہیں! جو ذنب ہوگا، وہ کبھی نیکی نہ ہوگا' اس لئے ہے تو وہ نیکی، مگر انبیائے کرام اسے اپنے شایان شان نہ ہونے کی وجہ سے ذنب کی طرح بڑی بات خیال فرماتے ہیں۔ اسی کو کہا جاتا ہے۔ حسنات الابرار' سیئات المقربین۔ ابرار کی نیکیاں' مقربین کے لئے برائی کا درجہ رکھتی ہیں۔

الغرض انبیائے کرام اور حضور سید الانام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ایسے ہی غیر اولیٰ فعل کو آپ حضرات کے مراتب عالیہ کے پیش نظر قرآن حکیم میں ذنب فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ بہت سے مفسرین اور علمائے اعلام نے یہاں ذنب کی یہی توجیہ فرمائی۔ مثلاً مفسر قرآن علامہ ابو السعود علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

واستغفر لذنبک وھو الذی ربما یصدر عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ترک الاولیٰ عبر عنہ بالذنب، نظراً الی منصبہ الجلیل، کیف لا؟ وحسنات الابرار سیئات المقربین وارشادٌ لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی التواضع وھضم النفس، واستقصار العمل اھ (تفسیر العلامۃ ابی السعود علی ھامش التفسیر الکبیر ص۳۰، ج۷ ایضاً، ص۳۷، ج۷۔ ایضاً ص ۶۳۰ ج۷)

''اپنے ذنب کی مغفرت چاہو'، ذنب ترک اولیٰ ہے جو حضور ﷺ سے کسی وقت صادر ہو جاتا ہے۔ اسے آپ کے منصب جلیل کی طرف نگاہ کرتے ہوئے ذنب سے تعبیر کیا گیا کہ بہت سے کام جو ابرار کے لئے نیکی کا حکم رکھتے ہیں وہ مقربین کے لئے برائی کا درجہ رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی اس میں حضور ﷺ کو تواضع، انکسار نفس اور اپنے عمل کو کم سمجھنے کی ہدایت ہے۔

علامہ آلوسی رقم طراز ہیں:

والذنب بالنسبة اليه عليه الصلوٰة والسلام ترک ماهو الاولیٰ بمنصبه الجليل و رب شیٔ حسنة من شخص سيئة من اخر، كما قيل! حسنات الابرار سيئات المقربين (تفسیر روح المعانی ص ۵۵، ج ۲۶، ایضاً ص ۷۷، ج ۲۴)

حضور ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کے منصب جلیل کے لحاظ سے افضل کے ترک کا نام ذنب ہے اور بہت سی چیزیں ہیں جو ایک شخص سے ہوں تو نیکی ہیں اور دوسرے سے ہوں تو برائی ہیں جیسا کہ کہا گیا ''ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔ (مثلاً جنت کی لالچ اور دوزخ کے ڈر سے عبادت عام صالحین کے حق میں نیکی ہے مگر مقربین کے حق میں ایسا نہیں، ان کے لئے ضروری یہ ہے کہ ان کی عبادت کا مقصود صرف ذات الٰہی اور رضائے خداوندی ہو، کسی اور نفع کی طمع یا ضرر کا خوف ان کے حق میں بہت برا ہے جس پر ان سے سخت مواخذہ ہو سکتا ہے کیونکہ جس کی معرفت جتنی کامل وارفع ہوتی ہے اس کا عمل اور معاملہ اتنا ہی بلند اور سخت ہوتا ہے۔ ۱۲)

اسی کی منظر کشی امام قاضی عیاض مالکی اور علامہ علی قاری علیہما رحمۃ الباری نے اپنے دل نشین انداز میں اس طرح کی۔

(وهی ذنوب بالاضافة الی علیّ منصبهم لا انها كذنوب غيرهم... فان الذنب ماخوذ من الشیٔ الدنی الرذل، ومنه! ذنب كل شیٔ أی اخره و اذناب الناس: رُذالهم فكان هذه) الامور التی تصرفوا فيها (ادنى افعالهم واسوأما يجرى من احوالهم) بالاضافة الی اعلیٰ مراتب افعالهم (لتطهيرهم و تنزيههم و عمارة بواطنهم وظواهرهم بالعمل الصالح، والكلم الطيب، وغيرهم يتلوث من الكبائر، والقبائح بما تكون هذه الهنات) أی العثرات والزلات (فی حقه) أی فی حق غيرهم (كالحسنات) اذليست فی الحقيقة سيئات، بل طاعات، (كماقيل: حسنات الابرار سيئات المقربين) من الانبياء والمرسلين (ای يرونها) ای يظنونها تلک الحسنات (بالاضافة الیٰ احوالهم كالسيئات) وهذا كماقيل: كان المقربون اشد استعظا ما للزّلة الصغيرة من الابرار للمعصية الكبيرة فبين المقامين بون بين اه ملخصاً (الشفاء وشرح الشفا ص ۳۰۷، ۳۰۸، ج ۲)

یہ امور انبیائے کرام کے منصب بلند کی طرف نسبت کرتے ہوئے گناہ ہیں، نہ کہ وہ واقع میں دوسروں کے گناہوں کی طرح ہیں۔۔۔ کیونکہ ذنب کے مفہوم میں حقیر ورذیل کا معنی داخل ہے اور اسی سے ماخوذ ہے۔ ذنب کل شئی بمعنی ہر چیز کا پچھلا حصہ اور اذناب الناس یعنی رذیل لوگ۔ تو گویا کہ انبیائے کرام کی یہ لغزشیں ان کی طہارت و پاکیزگی اور عمل صالح وکلم طیب یعنی تسبیح، اذکار، دعا، استغفار وغیرہ سے ان کے ظاہر و باطن کے معمور ہونے کی وجہ سے ان کے افعال کی عظمت کے پیش نظر کم درجہ کے افعال واحوال ہیں۔

اور انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگ کبائر وقبائح میں آلودہ ہوتے ہیں تو ان معاصی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کے حق میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہ لغزشیں نیکیوں کی مانند ہیں، بلکہ نیکیاں ہیں، کیونکہ یہاں حقیقت میں معاصی نہیں ہیں بلکہ صرف طاعات ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ نیکوں کی نیکیاں مقربین بارگاہ یعنی انبیاء ورسل کے معاصی ہیں یعنی یہ نفوس قدسیہ ان نیکیوں کو اپنے احوال کی طرف نسبت کرتے ہوئے معاصی کی طرح گمان کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابرار گناہ کبیرہ کو جتنا بڑا سمجھتے تھے، حضرات مقربین زلت صغیرہ اور معمولی سی لغزش کو اس سے زیادہ عظیم سمجھتے تھے تو دونوں کے مقام میں بڑا تفاوت اور نمایاں فرق ہے۔

اس تفصیل سے ہمارے قارئین پر یہ بخوبی واضح ہو چکا ہوگا کہ ترک اولیٰ کے جو دو اطلاقات گزشتہ سطور میں بیان کئے گئے ہیں وہ عام بندوں کے لحاظ سے ہیں اور انبیائے کرام بالخصوص سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لحاظ سے ''ترک اولیٰ'' کا اطلاق تو صرف ان کے مرتبہ بلند کے پیش نظر ہوتا ہے۔

الغرض ذنب کا ایک معنی ترک اولیٰ بھی ہے اور قرآن حکیم میں اس معنی کے لحاظ سے حضور سید عالم ﷺ کی طرف ذنب کی نسبت کی گئی ہے۔

اہل بیت وامت کے گناہ

خطاب حضور سید عالم ﷺ سے ہے لیکن ''ذنب'' کی نسبت آپ کی طرف حقیقی نہیں، حقیقت میں یہاں ذنب کا تعلق آپ کی امت اور اہل بیت سے ہے اور ایجاز حذف یا مجاز عقلی کے طور پر آپ کی طرف اس کی اسناد فرمائی گئی ہے۔

واضح ہو کہ مجاز عقلی اسناد میں پایا جاتا ہے اور ایجاز حذف میں جملہ یا جملہ کا کوئی جز محذوف ہوتا ہے۔

(المجاز العقلي: هو اسناد الفعل أو مافي معناه (من اسم فاعل، او مفعول، او مصدر) الیٰ غير ماهو له في الظاهر من المتكلم لعلاقة مع قرينة تمنع من ان يكون الاسناد الى ماهو له اھ (جواهر البلاغة ص۲۹٦)

مجاز عقلی یہ ہے کہ فعل، یا معنیٰ فعل یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، مصدر وغیرہ متکلم کے نزدیک بظاہر جس کا ہے (یعنی جس کی صفت ہے جس کے ساتھ قائم ہے) اس کی طرف فعل یا معنیٰ فعل کی اسناد سے کسی قرینہ کے مانع ہونے کے باعث اس کے علاوہ کی طرف ان کی اسناد کی جائے۔ ثم الاسناد منه حقيقة عقلية .... ومنه مجاز عقلي... ويسمى اسناد ا مجازيًا۔ اھ ملخصا (مختصر المعانی ص۵۱، ۵۳)

اسناد کی دو قسمیں ہیں: حقیقت عقلیہ اور مجاز عقلی۔ اس کا دوسرا نام اسناد مجازی بھی ہے۔ المجاز اللغوی يكون في اللفظ والمجاز العقلي يكون في الاسناد (دروس البلاغۃ ص۳۲)

مجاز لغوی لفظ میں ہوتا ہے اور مجاز عقلی اسناد میں۔

وايجاز الحذف هو مايكون بحذف شئ والمحذوف اما جزء جملة مضاف نحو، واسئل القرية" اى اهل القرية اھ (مختصر المعانی ص۲۸٦ بحث الایجاز)

ایجاز حذف کسی چیز کے حذف سے ہوتا ہے اور محذوف یا تو جملہ کا جز مضاف ہوتا ہے جیسے ارشاد باری ''بستی سے پوچھو'' میں کہ مراد ہے ''بستی کے باشندوں سے پوچھو''

یہ مجاز قرآن حکیم اور روزمرہ کے محاورہ میں کثرت سے شائع وذائع ہے (اس بحث کی قدرے وضاحت الاتقان في علوم القرآن میں بھی ہے ملاحظہ ہو۔ ص۳٦، ج۲) جیسا کہ ذیل کی تفصیل سے واضح ہوگا۔

(وهو) أى المجاز العقلي (فى القرأن كثير) كقوله (وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتُهٗ) أى ايات اللّٰه تعالىٰ (زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا) أسند الزيادة وهى فعل اللّٰه تعالىٰ الى الايات لكونها سببالها. (يُذَبِّحُ اَبْنَائَهُمْ) نسب التذبيح الذى هو فعل الجيش الى فرعون لأنه سبب امر (يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا) نسب نزع اللباس عن اٰدم وحواء على نبينا و عليهما السلام وهو فعل اللّٰه تعالىٰ الى ابليس لأن سببه الأكل من الشجرة و سبب الاكل وسوسته ومقاسمته اياهما بانه لهما من الناصحين (يَوْمًا

يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا) نسب الفعل الى الزمان وهو فعل الله تعالىٰ حقيقة (وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا) اى مافيها من الدفائن والخزائن، نسب الاخراج الى مكانه وهو فعل الله تعالىٰ حقيقة الخ

(مختصر المعانی ص ۵۸، ۵۹۔ احوال الاسناد الخبری ایضاً مطول ص ۹۴، احوال الاسناد الخبری)

مجاز عقلی قرآن حکیم میں کثیر ہے جیسے ذیل کی آیات میں ہے: (۱) اور جب مومنوں پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ ان کا ایمان زیادہ کر دیتی ہیں'' ایمان زیادہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس کی اسناد آیات کی طرف اس لئے کی گئی ہے کہ وہ سبب زیادت ہیں۔

(۲) فرعون بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ذبح کرتا'' ذبح تو فرعون کا لشکر کرتا تھا لیکن اس کی نسبت فرعون کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ ذبح کا سبب اور اس کا حکم دینے والا تھا۔

(۳) شیطان نے (حضرت آدم وحواء کے لباس اتار دیئے) حضرت آدم وحوا علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام سے لباس اللہ تعالیٰ نے اتارا اور اس کی نسبت ابلیس کی طرف اس لئے کی گئی کہ لباس اترنے کا سبب درخت سے کچھ کھانا ہوا اور کھانے کا سبب ان حضرات کے دل میں اس کا وسوسہ ڈالنا، نیز ان سے یہ قسم کھانا ہوا کہ وہ یقیناً ان کا خیر خواہ ہے۔(۴) قیامت کا دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا' یہاں فعل کی نسبت زمانہ کی طرف کی گئی حالانکہ یہ فعل درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے:

نیز ارشاد باری ہے: قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۤءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ (۷۸ ھود ۱۱)

(لوط نے) کہا' اے قوم' یہ میری بیٹیاں ہیں' یہ تمہارے لئے ستھری ہیں۔

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کی بیٹیوں کو جو آپ کے یہاں آنے والے ناپاکوں کی بیویاں تھیں' اپنی بیٹی کہا ہے۔انتھیٰ

امام ابو زکریا محی الدین نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام خطابی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کتاب اللہ کا خطاب چار طرح کا ہے۔

(۱) خطاب بھی عام ہو' اور مخاطب بھی عام ہو' جیسے ارشاد باری: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

اور یاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ

(۲) خطاب خاص نبی سے ہو اور مخاطب بھی نبی ہی ہوں جیسے ارشاد باری: وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ اور جیسے خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ

(۳) خطاب خاص نبی سے ہو لیکن مخاطب نبی کے ساتھ امتی بھی ہوں جیسے ارشاد باری: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ اور جیسے ارشاد باری فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وغیرہ

(۴) خطاب خاص نبی سے ہو لیکن مخاطب صرف غیر نبی ہوں

اب اسے خود امام نووی کے الفاظ میں سنیئے، رقم طراز ہیں:

وربما کان الخطاب له مواجهة والمراد غیره کقوله تعالیٰ: فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ فَاسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکَ لَقَدْ جَائَکَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ

ولا یجوز ان یکون صلّی اللّٰہ علیه وسلّم قد شک قط فی شئ مما انزل الیه اھ (شرح مسلم ص ۳۸ ج ا باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لااله الا اللّٰہ

خاتم المحققین امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ انکشاف فرمایا ہے کہ خطاب قرآنی کی (۳۳) اقسام ہیں جن میں سے ایک قسم خطاب العین والمراد به الغیر ہے یعنی خطاب نبی سے ہو اور مراد غیر نبی ہوں۔ ان تمام اقسام کو امام موصوف نے قرآن کی مثالوں سے واضح کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (الاتقان فی علوم القرآن ص ۳۳، ۳۴، ج ۲)

بسا اوقات خطاب کا روئے سخن نبی ﷺ کی طرف ہوتا ہے اور مراد آپ کے غیر ہوتے ہیں جیسے خدائے پاک کے اس ارشاد میں۔ اگر تجھے اس میں کچھ شبہ ہو جو ہم نے تیری طرف (قرآن) اتارا تو ان سے پوچھ لو جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں۔ بے شک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا تو تم ہرگز شک والوں میں نہ ہو۔ (۹۴، یونس ۱۰)

اور یہ ناممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جو کتاب نازل ہوئی کبھی اس میں آپ کو کچھ شک ہوا ہو۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب کی آخری قسم کے متعلق قرآن حکیم سے مزید دو آیتیں پیش کر کے ایک دل نشین ذریعہ سے اسے زیادہ عام فہم بنا دیا ہے۔ رقم طراز ہیں۔

خطاب اگر چہ بحضرت است، ولیکن مراد تعریض بغیر اوست چناں کہ در قول او "لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ" وچناں کہ قول وے تعالیٰ مر عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام را "ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ ایں روش در کلام بسیار افتد چناں کہ سلطان امیرے را بر قومے گماشت، ومی خواہد سلطان کہ امر کند رعیت را بحکم، توجہ خطاب بہ آں قوم نمی کند، بلکہ با میری کند ومی گوید کہ چنیں کن، وچناں کن، واگر چنیں کنی، وچناں کنی ترا چنیں کنم وچناں کنم

در ظاہر خطاب بہ امیر کند ولیکن مراد قوم را می دارد، ودر حقیقت خطاب بہ ایشاں می کند۔۔۔ ایں جا مخاطب آنحضرت و مراد غیر از وست (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۸۷ باب سوم در بیان فضل وشرافت)

خطاب اگر چہ حضور ﷺ کو ہے لیکن مراد (آیت فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ میں) آپ کے علاوہ پر تعریض ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں "اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت ہو جائے گا" اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے خدائے پاک کا یہ ارشاد "کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا بنالو"۔۔۔ یہ اسلوب خطاب بات چیت میں بہت واقع ہے جیسے بادشاہ نے کسی کو ایک قوم کا امیر مقرر کیا اور وہ چاہتا ہے کہ رعایا کو کوئی حکم دے تو وہ خطاب کا رخ رعایا کی طرف نہ کر کے اپنے امیر کی طرف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا ایسا کرو۔ اور اگر تو نے ایسا ایسا کیا تو میں تیرے ساتھ یہ کروں گا، وہ کروں گا۔ بادشاہ ظاہر میں تو خطاب امیر سے کرتا ہے لیکن اس کی مراد قوم ہوتی ہے اور وہ حقیقت میں قوم کو ہی خطاب کرتا ہے۔۔۔ آیت کریمہ فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ میں مخاطب آنحضرت ﷺ ہیں اور مراد دوسرے لوگ ہیں۔

آیات زیب عنوان میں خطاب کی اسی آخری قسم کا لحاظ فرمایا گیا ہے جو ارباب معانی و بیان کے نزدیک ایک اسلوب بلیغ ہے اور مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کا ترجمہ اسی اسلوب بلیغ کا آئینہ دار ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(آیت فتح) تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے

(آیت محمد) اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

(آیت مومن) اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو۔ (کنزالایمان، متعلقہ آیات)

پھر ایک مقام پر آپ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ہر ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے ادنی ملابست بس (کافی) ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے۔ مکان کو جس طرح اس کے مالک کی طرف نسبت کریں گے یوں ہی کرایہ دار کی طرف، یوں ہی جو عاریت لے کر بس رہا ہے اس کے پاس (کوئی) ملنے آئے گا تو یہی کہے گا کہ ''ہم فلانے کے گھر گئے تھے، بلکہ پیائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا۔ تمہارا کھیت کے جریب ہوا؟ یہاں نہ ملک، نہ اجارہ، نہ عاریت اور اضافت موجود یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا۔

تو ذنبک سے مراد اہل بیت کرام کی لغزشیں ہیں اور اسکے بعد وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَات تعیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اہل بیت کرام اور سب مسلمان مردوں وعورتوں کے لئے ۔۔۔۔ تعیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں (موجود) ہے؟۔ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔

اسی وجہ سے آیہ کریمہ سورۂ فتح میں لام ''لک''، تعلیل کا ہے اور ماتقدم من ذنبک (کا معنی) تمہارے اگلوں کا گناہ اعنی سیدنا عبداللہ، و سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آبائے کرام وامہات طیبات، باستثنائے انبیائے کرام مثل آدم وشیث ونوح وخلیل واسماعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ما تاخر تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہل بیت وامت مرحومہ

تو حاصل آیت کریمہ یہ ہوا کہ:

ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے تمہارے علاقہ (لگاؤ) کے سبب اگلوں، پچھلوں کے گناہ، والحمدللہ رب العالمین (فتاویٰ رضویہ ص ۷۷۔۷۸، ج ۹، قادری بک ڈپو بریلی شریف)

اب اس سلسلے میں علماء ومفسرین کے اقوال ملاحظہ کیجئے:

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وجماعت براں رفتہ اند، وخوش رفتہ اند کہ مراد ذنوب امت است کہ ازاں بارے بود بردل شریف رؤف رحیم ﷺ پس ایمن گردانید حق تعالیٰ اورا از عذاب ایشاں دریں دنیا بقول خود وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وبوعدہ قبول شفاعت دراں جہاں بقول خود: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" واللہ اعلم (مدارج النبوۃ ص ۸۶، ج ا، ایضاً ص ۸۷ ج ا، ایضاً ۸۴، ج ا، باب سوم)

علماء کی ایک جماعت کا (وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ کی تفسیر میں) مذہب یہ ہے اولاً یہ مذہب حسن" ہے کہ اس سے مراد آپ کی امت کا گناہ ہے جس سے رؤف ورحیم رسول ﷺ کے دل مبارک پر ایک بار تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دنیا میں ان کے عذاب سے یہ ارشاد فرما کر بے خوف کر دیا کہ اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور آخرت میں اپنے ارشاد" بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے" سے قبول شفاعت کا وعدہ فرما کر آپ کو مطمئن کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عارف باللہ حضرت شیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واحيب ايضا بان الكلام على حذف مضاف و التقدير "واستغفر لذنب امتک و انما اضيف الذنب له لانه شفيع لهم و امرهم متعلق به، فاذا لم يسع فى غفرانه فى الذنب تبعه فى الاخرة قال تعالىٰ "عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ" و كل هذا تشريف لهذه الامة المحمدية اه (التفسیر الصاوی ص ۹۰ ج ۴۔ ایضاً ص ۹۶ ج ۴)

وقال بعض الناس "لذنبک" اى لذنب اهل بيتک وللمؤمنين والمؤمنات اى الذين

ليسو امنک بأهل بيت اھ (التفسیر الکبیر ص۱۶ ج ۲۸)

''ذنبک'' میں ''ک'' خطاب سے پہلے ایک مضاف محذوف ہے تو عبارت یوں ہے۔''لــــذنـــب امتک ''یعنی آپ کی امت کے گناہ اور گناہ کی اسناد امت کے بجائے آپ کی طرف اس علاقہ ولگاؤ کی وجہ سے کی گئی کہ آپ امت کے شفیع ہیں اور امت کا معاملہ آپ سے متعلق ہے۔ دنیا میں اگر آپ ان کے گناہ کی معافی کی دعا نہ کریں تو آخرت میں یہ آپ کے ہی ذمہ ہوگا' ارشاد باری ہے کہ رسول پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے اور یہ سب امت محمدیہ کے لئے اعزاز وشرف ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ ''لـذنبک'' کا معنی ہے آپ کے اہل بیت کے گناہ'' تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ اپنے اہل بیت اور ان کے سوا دوسرے مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ کے لئے دعائے استغفار کیجئے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

وقيل: اضافة المصدر الى الفاعل و المفعول فقوله ''وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ'' من باب اضافة المصدر الى المفعول اى واستغفر لذنب امتک فی حقک ۔اھ (التفسیر الکبیر ص۹۷ ج ۲۸)

مفسرین کا ایک قول یہ ہے ۔۔۔ کہ یہاں ذنب مصدر کی اضافت (فی الواقع) اس کے فاعل اور مفعول دونوں کی طرف ہے تو ارشاد باری وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ'' (فاعل کے حذف کی وجہ سے) ''اضافة المصدر الى المفعول'' کے باب سے ہے اور آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ ''اپنی امت کے گناہوں کی معافی مانگو''

امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی حنفی علیہ سحائب الرحمۃ والرضوان نے یہ تفسیر فرمائی۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ '' اى لذنب امتک ''اھ (مدارک التنزیل (مع الخازن وغیرہ ص۱۵۳ ج ۵)

اپنی امت کے گناہوں کی معافی مانگو۔

امام قاضی عیاض مالکی اور علامہ علی قاری حنفی علیہما الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

(وقيل: المراد بذلک امته عليه الصلوٰة والسلام على حذف مضاف)

(وقيل: ماتقدم لا بيک ادم' وما تاخر من ذنوب امتک على ان الاضافة لا دنى الملابسة و ذلک ''معناه'' لا جلک (حكاه السمر قندى) وهو الفقيه الامام ابو الليث من اكابر

الحنفية (والسلمی) بضم السین و فتح اللام هو أبو عبدالرحمن الصوفی صاحب طبقات الصوفیة و مؤلف التفسیر فی التصوف (عن عطاء وبمثله والذی قبله بتاویل قوله وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ الخ

قال مکی مخاطبة النبی ﷺ ههنا هی مخاطبة لامته لادنی الملابسة فی اضافته اھ

(الشفاء وشرح الشفاص ۲۸۳، ج ۲)

ایک قول یہ ہے کہ آیت میں مضاف محذوف ہے اور مراد آپ (ﷺ) کی امت کا گناہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ "ماتقدم" سے مراد آپ کے اب کریم حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش ہے اور ماتاخر سے مراد آپ کی امت کے گناہ اور آپ کی طرف ذنب کی نسبت ادنیٰ ملابست یا معمولی لگاؤ کی وجہ سے ہے اور "لک" کا معنی ہے آپ کے سبب سے، یہ تفسیر فقیہ جلیل، امام ابو اللیث سمرقندی جو اکابر حنفیہ سے ہیں اور ابو عبدالرحمٰن صوفی سلمی (طبقات الصوفیہ، اور تصوف میں "تفسیر" کے مصنف) علیہما الرحمۃ والرضوان نے حضرت ابن عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

نیز آیت کریمہ "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ" کی تفسیر بھی اسی کے مثل ہے۔

علامہ مکی نے کہا کہ یہاں مخاطب نبی کریم ﷺ کی امت ہے اور آپ کی طرف ذنب کی نسبت ادنیٰ لگاؤ کی وجہ سے کر کے آپ کو خطاب فرمایا گیا۔

اس عبارت سے یہ انکشاف ہوا کہ یہ تفسیر جلیل القدر مفسر قرآن حضرت ابن عطا کی تفسیر مختار ہے اور اسی کو امام ابو اللیث حنفی اور امام ابو عبدالرحمٰن صوفی اور علامہ مکی نے اختیار کیا ہے۔ اب اس سلسلے میں مشہور بزرگ عارف باللہ حضرت علامہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا عارفانہ بیان ملاحظہ کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔

بشر محمدا ﷺ بالمغفرة العامة و قد ثبتت عصمته، فلیس له ذنب یغفر فلم یبق اضافة الذنب الیه الا أن یکون هو المخاطب والقصد امته، کما قیل له "فَإِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ" الخ و معلوم انه لیس فی شک فالمقصود من هو فی شک من الامة. و کذلک "لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ" وقد علم انه لا یشرک فالمقصود من اشرک، فهذه صفته

فکذلک قیل له "لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰه" الخ

وهو معصوم من الذنوب فهو المخاطب بالمغفرة والمقصود من تقدم من ادم الی زمانه وما تاخر من الامة من زمانه الی یوم القیامة فان الکل امته.... فکان هو المخاطب والمقصود الناس (الفتوحات المکیہ ص ۳۸، ۳۹، ج ۲ قبیل الباب الرابع والسبعون فی التوبة)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا محمد ﷺ کو مغفرت عامہ کی بشارت دی حالانکہ آپ کی عصمت ثابت ہے اور آپ کا کوئی گناہ نہیں جو بخشا جائے تو آپ کی طرف ذنب کی اضافت کا مطلب صرف یہ ہے کہ مخاطب آپ ہیں اور مقصود آپ کی امت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آپ سے خطاب فرمایا گیا کہ "تم پر ہم نے جو کتاب اتاری اگر تم کو اس میں کچھ شبہ ہے" حالانکہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ آپ کو کچھ بھی شک وشبہ نہیں تو مقصود آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو شبہ میں گرفتار ہیں یونہی آپ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ "اگر تم نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو ضرور تمہارا سارا کیا دھرا برباد ہو جائے گا" حالانکہ یقیناً معلوم ہے کہ آپ کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں گے تو مقصود یہ ہے کہ جو خدا کے ساتھ شرک کرے اس کی یہ حالت ہوگی۔ یہی حال اس آیت میں بھی آپ سے خطاب کا ہے کہ "اللہ تیرے ذنب بخش دے" حالانکہ آپ گناہوں سے معصوم ہیں تو مغفرت کے مخاطب آپ ہیں اور مقصود آپ کے اگلے یعنی آپ کے زمانہ اقدس سے حضرت آدم تک اور پچھلے یعنی آپکے زمانہ سے قیامت تک آپ کی امت کے لوگ ہیں۔۔۔تو مخاطب آپ ہیں اور مقصود دوسرے لوگ ہیں۔

وقیل المراد ما تقدم من ذنوب امتک وما تاخر منها لأنه سبب المغفرة، وماهو فی نفسه فلا ذنب له (مطالع المسرات للامام محمد المهدی الفاسی ص ۸۵)

مراد آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ ہیں کیونکہ آپ ان کی مغفرت کے سبب ہیں لیکن خود آپ کا واقع میں کوئی گناہ نہیں۔

ان اقتباسات سے یہ امور روز روشن کی طرح عیاں ہو کر سامنے آ گئے:

(۱) حضور سید عالم ﷺ گناہوں سے پاک ومعصوم ہیں، کبھی آپ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا۔

(۲) جن آیات میں آپ کی طرف ذنب کی اسناد کی گئی ہے ان میں ذنب سے مراد آپ کی امت اور اہل بیت

کے گناہ ہیں۔اس لئے یہ اسناد فی الواقع ان کی طرف ہونی چاہئے تھی مگر ایجاز حذف اور مجاز عقلی کے طور پر آپ کی طرف یہ اسناد کی گئی جو ارباب معانی و بیان کے نزدیک ایک اسلوب بلیغ ہے اور یہ اسلوب بلیغ قرآن حکیم کے الفاظ میں بکثرت اختیار کیا گیا ہے اور روزمرہ کے محاورہ میں بھی شائع ذائع ہے۔

(۳) بہت سے اولیائے کرام اور جلیل القدر علمائے اسلام کا موقف بھی یہی ہے کہ ان آیات کریمہ میں اسی مجاز اور ایجاز حذف کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ان میں سے چند کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

امام ابن عطاء، امام ابوالليث سمرقندی، امام قاضی عیاض مالکی، امام ابوالبرکات نسفی، امام محی الدین ابن عربی، امام فخر الدین رازی، امام ابوعبدالرحمٰن صوفی، امام علی قاری، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ مکی، امام محمد مہدی فاسی، شیخ احمد صاوی مالکی، ان کے علاوہ اور بھی علمائے کرام علیہم سحائب الرحمۃ والرضوان۔

ان وجوہ کے باعث مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے ترجمہ قرآن کنزالایمان میں ذنب کی اسناد امت اور اہل بیت کی طرف فرمائی جو قرآن حکیم کے اسلوب بلیغ کے عین مطابق ہے۔

ساتھ ہی اس ترجمہ میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ آسانی کے ساتھ قرآن حکیم کا صحیح مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے اور اس کی وجہ سے ''عقیدہ عصمت'' کے سلسلے میں کوئی شک یا خلجان نہیں واقع ہوتا تو اس طرح سے یہ ترجمہ مجاز عقلی کا ترجمان بھی ہے اور عقیدہ امت کا نگہبان بھی۔نیز قرین عقل بھی ہے اور موافق نقل بھی۔

اس تفصیل سے بحمدہ تعالیٰ حق کا چہرہ روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آگیا کہ دونوں ترجمے کبار علمائے اہل حق کے نزدیک صحیح و درست ہیں لہذا ان میں سے کسی ترجمے پر تنقید درحقیقت ان کبار علمائے اسلام پر تنقید ہوگی اس لئے مسلمان ہرگز ہرگز ان ترجموں کو اپنی تنقید کا نشانہ نہ بنائیں بلکہ دونوں کو حق سمجھیں، حق مانیں۔

غزالی دوراں حضرت علامہ ومولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل سنت و جماعت کے ممتاز علماء و محققین میں سے ہیں، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان سے گہری عقیدت رکھتے اور ان کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ پیش آتے ہیں اس لئے ان کا ادب واحترام ہم سب پر ضروری ہے۔اگر بالفرض حضرت علیہ الرحمہ کی کسی عبارت سے کہیں اشتباہ ہو جائے تو اس کے ازالہ کے لئے اپنے ذمہ دار علماء کی طرف رجوع کریں۔ان شاءاللہ عزوجل تشفی حاصل ہوگی۔

استفتاء کے ساتھ فاضل سائل دام بالفضائل نے اسی مسئلے کے تعلق سے دس علمائے کرام کے فتاویٰ کے عکوس بھی ارسال فرمائے ہیں ان میں سے کئی حضرات پاکستان کے بلند پایہ علماء سے ہیں۔ مثلاً حضرت علامہ و مولانا مفتی ظفر علی نعمانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت علامہ و مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ و مولانا فیض احمد اویسی رضوی صاحب دام ظلہ العالی ان سب کے فتاویٰ پڑھے سب صحیح ہیں، راقم کو سب سے اتفاق ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ محمد نظام الدین الرضوی
خادم الافتاء دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم
مبارکفور، اعظم جراه
۳ من ذی الحجۃ المبارک ۱۴۲۴ھ

۸۶/۹۲ ے

حضرت مفتی نظام الدین زید مجدھم کی تحقیق حق ہے
میں اس کی تائید کرتا ہوں واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالحسن عفی عنہ
خادم ادارہ مبارکپور اعظم گڑھ
۵/ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ
۲۸ جنوری ۲۰۰۴ء

استاذ العلماء حضرت علامہ شیخ الحدیث
مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی قادری رحمۃ اللہ علیہ
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور غزالئی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہما اللہ عالم اسلام کی مقتدر علمی شخصیات اور اہل سنت و جماعت کے مقتداء اور پیشوا ہیں۔ اور ان دونوں بزرگوں نے مسلمانوں کو تقدیس خداوندی اور عظمت رسول ﷺ کے آئینہ دار تراجم قرآن کا عطیہ دے کر امت پر احسان عظیم کیا۔

لفظ ذنب جو بظاہر گناہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور بلاشبہ قرآن مجید میں اس لفظ کی اضافت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔
علماء اہل سنت نے یہاں اس کی مختلف توجیہات کی ہیں تاکہ عصمت رسول ﷺ کی طیب وطاہر چادر پر کوئی دھبہ نہ آئے۔
چنانچہ سورہ فتح کی آیت کریمہ:۔
" لیغفرلك ما تقدم من ذنبك وما تاخر " کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

لم یکن للنبی ﷺ ذنب، فما ذا یغفر له؟ قلنا (الجواب) عنه قد تقدم مرارا من وجوه (احدها) المراد ذنب المومنین، (ثانیها) المراد ترك الأفضل (ثالثها) الصغائر الخ ۔ (تفسیر کبیر جز:۲۷،ص:۷۸)

علامہ سعدالدین تفتازانی لکھتے ہیں۔

احتج المخالف بما نقل من اقاصیص الانبیاء وما شهد به کتاب الله من نسبة المعصیة والذنب الیهم ومن توبتهم واستغفارهم وامثال ذلك والجواب عنه اجمالا فهو ان ما نقل احادا مردود وما نقل متواترا اومنصوصا فی الکتاب محمول علی السهو والنسیان او ترك الاولیٰ الخ ۔ (شرح مقاصد جلد:۲،ص:۱۹۳، مطبوعہ دارالمعارف لاہور)

وہ مزید فرماتے ہیں۔

واما فی حق نبینا فمثل " استغفر لذنبك "...... "ولقد تاب الله علی النبی " ...... "ولیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك "فمحمول علی ما فرط منه من الزلة و ترك الافضل ۔ (ایضاً ص :۱۹۷)

اور "عفا الله عنك لم اذنت لهم " کے حوالے سے فرماتے ہیں:۔

تلطف فی الخطاب وعتاب علی ترك الافضل وارشاد الی الاحتیاط فی تدبیر الخیرات ۔(ایضاً)

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "شرح مسلم شریف" میں فرمایا (قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخّر) هذا مما اختلف العلماء فی معناه، قال' القاضی قیل' المتقدم ماکان قبل النبوة والمتاخر' عصمتك بعدها ' وقیل' المراد به ذنوب امته ﷺ ، قلت فعلی هذا یکون المراد المغفران لبعضهم او سلامتهم من الخلود فی النار ' وقیل' المراد ما وقع منه ﷺ عن سهو و تاویل حکاه الطبری واختاره القشیری، وقیل' ما تقدم لابیك آدم وتاخّر من ذنوب امتك، وقیل' المراد انه مغفور لك غیر مواخذ بذنب لو کان' وقیل' هو تنزیه له من الذنوب صلی الله علیه وسلم' والله اعلم، (شرح مسلم ج:۱،ص:۱۰۹)

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالا جماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے "ذنب" کا معنی ترک افضل کیا یا مومنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترکِ افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاهم اللّٰه من امة محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالئی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترکِ افضل) مراد لیا ہے۔ لہٰذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

از دار الافتاء دار العلوم امجدیہ

عالمگیر روڈ۔ کراچی نمبر ۷۴۸۰۰

فون: ۴۹۴۸۵۸۱ - ۴۹۴۹۰۱۱ فیکس: ۴۹۴۹۱۸۷ E-mail : amjedia@cyber.net.pk

جناب مفتی صاحب دارالعلوم امجدیہ کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی عصرہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کے تراجم تحریر فرمائے ہیں ان میں سورۃ مومن کی آیت **واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار** اور سورۃ محمد ﷺ کی آیت کریمہ **واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات** اور سورۃ فتح کی آیات کریمہ **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وماتاخر و یتم نعمتہ علیکم ویھدیک صراطا مستقیما** میں ان دونوں اکابر کے تراجم کے بارے میں سوال ہے کہ ہر دو تراجم صحیح ہیں یا کوئی ایک؟

سائل۔ محمد اقبال قادری

باسمہ تعالیٰ

الجواب بعون الملک الوھاب۔ بے شک سرکار اقدس ﷺ اور سارے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام معصوم ہیں جیسا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں **الا نبیاء علیہم السلام کلھم منزھون عن الصغائر والکبائر والکفر والقبائح** حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ **منزھون** کی شرح میں لکھتے ہیں ای **معصومون** یعنی سارے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام صغیرہ کبیرہ کفر اور بری باتوں سے معصوم ہیں (فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری ص ۶۸) اور مذہب اصح پر انبیاء کرام کے لئے یہ عصمت قبل نبوت اور بعد نبوت دونوں زمانے میں ثابت ہے جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں **ھذا العصمۃ ثابتۃ للانبیاء قبل النبوۃ و بعدھا علی الاصح** (**شرح فقہ اکبر ص ۶۰۵**) پھر قرآن مجید میں حضور ﷺ کی طرف (گناہ) کی نسبت کیوں کی گئی مفسرین کرام محققین عظام کئی معانی اس کے تحریر فرماتے ہیں حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سورہ مومن کی آیت کریمہ **و استغفر لذنبک** کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں **الطاعنون فی عصمۃ الانبیاء (علیھم السلام) یتمسکون بہ و نحن نحملہ علی التوبۃ عن ترک الاولی والافضل او علی ماکان قد صدر منھم قبل النبوۃ و قیل ایضا المقصود منہ محض التعبد کما فی قولہ ربنا و اتنا ما وعدتنا علی رسلک فان ایتاء ذلک الشئی واجب ثم انہ امرنا بطلبہ و کقولہ رب احکم بالحق مع انا نعلم**

انه لا یحکم الا بالحق وقیل اضافه المصدر الی الفاعل والمفعول فقوله و استغفر لذنبک من باب اضافة المصدر الی المفعول ای و استغفر لذنب امتک فی حقک یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت میں طعن کرنے والے اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں اور ہم اسے محمول کرتے ہیں اولی اور افضل کے چھوڑنے سے توبہ کرنے پر یا ان باتوں پر جو قبل نبوت انبیائے کرام سے صادر ہوئیں اور بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مقصود اس سے صرف اظہار بندگی کا طلب کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کے قول (پ ۴ ع ۱۱) میں ہے کہ اے ہمارے رب اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے اپنے رسولوں کی معرفت وعدہ کیا ہے اس لئے کہ اس چیز کا دیا جانا یقینی ہے پھر بھی اللہ تعالی نے ہم کو اس کی طلب کا حکم فرمایا اور جیسا کہ اللہ تعالی کے قول (پ ۱۷ ع ۷) میں ہے کہ اے میرے رب حق فیصلہ فرمادے باوجود کہ ہم جانتے ہیں وہ حق ہی فیصلہ فرمائے گا اور بعض لوگوں نے کہا مصدر کی اضافت فاعل اور مفعول دونوں طرف ہوتی ہے تو اللہ تعالی کے قول **و استغفر لذنبک** میں مصدر کی اضافت مفعول کی جانب ہے یعنی آپ کی امت نے آپ کے حق میں جو گناہ کیا ہے اس سے استغفار کریں (تفسیر کبیر ج ہفتم ص ۳۲۱)

(۲) اور پھر یہی امام رازی سورہ فتح کی آیت کریمہ **لیغفر لک الله** کی تفسیر میں فرماتے ہیں **لم یکن للنبی ﷺ ذنب مماذا یغفر له قلنا الجواب عنه قد تقدم مرارا من وجوه احدها المراد ذنب المومنین ثانیها المراد ترک الافضل ثالثها الصغائر فانها جائزة علی الانبیاء بالسهو والعمد و یصونهم عن العجب** یعنی جب حضور ﷺ کے لئے گناہ نہیں ہے تو کیا معاف کیا جائے گا؟ اس سوال کا جواب متعدد بار کئی طریقے سے گزر چکا ہے اول یہ کہ مراد مومنین کا گناہ ہے دوسرے یہ کہ ترک افضل ہے تیسرے یہ کہ گناہ صغیرہ مراد ہیں اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر وہ سہوا وعمدا جائز ہیں اور خدائے تعالی فخر وغرور سے ان کی حفاظت فرماتا ہے (تفسیر کبیر ج ہفتم ص ۵۴۳)

(۳) اور سورہ محمد ﷺ کی آیت مبارکہ **و استغفر لذنبک** کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تحریر فرمایا **قیل له ذلک مع عصمة لتستن به امته** یعنی حضور ﷺ سے کہا گیا کہ اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرو باوجود یہ کہ وہ معصوم ہیں تاکہ حضور کی امت ان کی پیروی کرے (جلالین ص ۴۲۱) اس پر حضرت علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں **قوله لتستن به امته ای تقتدی به و هذا احدی او جه فی تاویل الایة و هو احسنها و قیل المراد بذنبه ذنب اهل بیته** یعنی علامہ محلی کا قول **لتستن الخ** کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت ان کی پیروی کرے اور یہ آیت کریمہ کی تاویلوں میں ایک بہترین تاویل ہے بعض لوگوں نے کہا کہ حضور کے گناہ سے ان کے اہل بیت کا گناہ مراد ہے (ص ۷۶ ج ۴)

(۴) اور سورہ فتح کی آیت کریمہ **لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک** کی تفسیر میں علامہ صاوی تحریر فرماتے ہیں **اسناد الذنب له ﷺ له مئوول اما بانه المراد ذنوب امتک او هو من باب حسنات الابرار سیئات المقربین او بان المراد بالغفران الاحالة بینه و بین الذنوب فلا تصدر منه لان الغفر هو الستر والستر اما بین العبد والذنب او بین الذنب و عذابه فا للائق با لانبیاء الاول و بالامم الثانی** یعنی حضور ﷺ کی طرف گناہ کے منسوب ہونے کی تاویل کی گئی ہے یا تو اس طرح کہ آپ کی امت کا گناہ مراد ہے اور یا تو اس قبیل سے ہے کہ اچھوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں اور یا تو غفران سے مراد حضور اور گناہوں کے درمیان رکاوٹ پیدا کرنا ہے کہ گناہ ان سے صادر نہ ہو اس لئے کہ غفر کا معنی ہے پردہ اور پردہ کی دو صورتیں ہیں ایک بندہ اور گناہ کے درمیان دوسرے گناہ اور اس کے عذاب کے درمیان تو انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے پہلی صورت مناسب ہے اور امتیوں کے لئے دوسری صورت (تفسیر صاوی جلد چہارم ص ۸۰)

(۵) اور اعلحضرت پیشوائے اہل سنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سورہ فتح کی آیت کریمہ پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ خود نفس

عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہرگز حقیقۃً ذنب بمعنی گناہ نہیں **ما تقدم** سے کیا مراد لیا؟ وحی اترنے سے پیشتر کے۔ اور گناہ کسے کہتے ہیں مخالفت فرمان کو۔ اور فرمان کاہے سے معلوم ہوگا وحی سے تو جب تک وحی نہ اتری تھی فرمان کہاں تھا؟ اور جب فرمان نہ تھا مخالفت فرمان کیا معنی؟ اور جب مخالفت فرمان نہیں تو گناہ کیا اور جس طرح **ماتقدم** میں ثابت ہو گیا کہ حقیقتاً ذنب نہیں یوں ہی **ماتاخر** میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان ان کے منع پر اترا انہیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالاں کہ ان کا حقیقۃً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا یوں بعد نزول وحی وظہور رسالت بھی جو افعال جائزہ فرمائے اور بعد کو ان کی ممانعت اتری اسی طریقے سے ان کو ماتاخر فرمایا کی وحی تبدریج نازل ہوئی نہ کہ دفعۃً (فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۵)

(٦) جتنا قرب زیادہ اسی قدر احکام کی شدت زیادہ۔ ع۔ جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔ بادشاہ جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لے گا برتاؤ گوارا کرے گا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کرے گا شہروں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اسی لئے وارد ہوا **حسنات الابرار سیئات المقربین** نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وہاں ترک اولی کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولی ہرگز گناہ نہیں۔ لہذا ان تمام حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر دو ترجمہ صحیح ہیں اور ذنب کا ترجمہ خلاف اولی کرنا عصمت نبی کے خلاف نہیں ہے بلکہ مفسرین کی بیان کردہ توجیہات میں سے توجیہ ہے جس کو علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے ترجمہ قرآن البیان میں ذنب کے ترجمہ کے تحت بیان فرمایا ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

ابوالانوار مفتی ندیم اقبال سعیدی

الجواب صحیح

مفتی ظفر علی نعمانی غفرلہ

چیئرمین فتاوی بورڈ و مہتمم دارالعلوم امجدیہ

٤ شعبان المعظم ١٤٢٤ھ یکم اکتوبر ٢٠٠٣ء

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی پاکستان
JAMIA RIZWIA ZIA -UL- ULOOM
D. BLOCK SATLITE TOWN RAWALPINDI . PAKISTAN
Ph: 051-4450404 - 4840404 - Fax: 4580404 Email: ziauloom@isb.paknet.com.pk

Date 26/10/2003 Ref.————

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ

کلامِ الٰہی قرآن مجید فرقان حمید میں بہت سے ایسے مقامات آتے ہیں جن کا نہ تو لفظی وظاہری معنی کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی شرعاً ایسا معنی ہو سکتا ہے۔ اور جو کچھ بظاہر مفہوم ہو رہا ہے وہ مراد ہی نہیں۔ ان مقامات کی صحیح تاویل و توجیہہ ضروری ہے جسے اہل علم نے بیان فرمادیا۔

وہ آیات مبارکہ جن میں ''ذنب'' کی نسبت بظاہر سید الاوّلین والآخرین افضل الخلق طیب وطاہر مزکی ومطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہٖ وبارک وسلم کی طرف پائی گئی ہے واجب التاویل ہیں۔

اہل تحقیق، سلف صالحین مفسرین، محدثین، متکلمین اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ تعالیٰ نے دلائل و براہین کی روشنی میں ایسے مقامات کا حل فرمایا۔ جن گمراہوں نے غلط استدلال کرتے ہوئے عظمت و مقام نبوت میں طعن کا دروازہ کھولا، دین حق اسلام میں شکوک وشبہات ظاہر کرنے کی سازش کی، محققینِ ملت نے اسے ناکارہ بنادیا۔ اگرچہ اہل علم نے اصل مسئلہ کو تفصیل سے بیان کر دیا تاہم یہ مشکل باقی تھی کہ عربی نہ جاننے والوں کے لئے ان مقامات کا ترجمہ کس طرح کیا جائے کہ مظہر جمال وکمالِ الٰہی ﷺ کی عصمت مبارکہ کا لحاظ بھی ہو اور قرآن پاک کی مراد کا اظہار بھی ہو سلف صالحین کی توجیہات وتحقیقات بھی پیش نظر رہیں۔ اردو کلام میں ترجمہ ہو نہ تشریح وتفصیل۔

رسول اللہ ﷺ سے سچے عشق اور ادب نبوت کی برکات نے امام اہل سنت مجدد دین وملت محی السنۃ قاطع البدعۃ حضرت مولانا امام احمد رضا خان سنی حنفی قادری بریلوی رضی اللہ عنہ کی رہبری، راہنمائی فرمائی جس کی بدولت آپ نے قرآن پاک کے بے نظیر ترجمہ کنز الایمان میں اس مشکل کو حل کردیا، ترجمہ بھی ہو گیا اور شبہات کا ازالہ بھی، الحمد للہ علیٰ ذلک

ترجمہ میں نہ تو ابحاث واحتمالات کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ ہی توجیہات کا بیان، تاہم آپ نے ہر ایک توجیہہ کو نہایت حسین انداز میں ترجمہ کی صورت میں پیش کردیا، جبکہ اہل علم کے بیان کردہ باقی احتمالات وتوجیہات دوسری تصانیف میں بیان فرمائے۔

محققین اہل السنۃ والجماعۃ خصوصاً سیدی سندی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیقات کی روشنی میں شیخ المحدثین دورِ حاضر میں اہل سنت کی علمی پہچان، محقق اہل حق، پیکر ادب ومحبت، غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ نے بارگاہ رسالت میں نہایت عقیدت وادب کا نذرانہ پیش کرکے اپنے ترجمۃ القرآن ''البیان'' میں ان مقامات کا خوبصورت انداز میں ترجمہ فرمایا، جس میں ترجمانی کا حسن بھی ہے اور ادب کا خیال بھی۔

''البیان'' کا ترجمہ اکابر اہل سنت و جماعت خصوصاً امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تحقیقات کا خوبصورت عکس ہے، مخالف نہیں۔ اِس ترجمہ پر رسول اللہ فداہ ابی وامی ﷺ کی گستاخی وتوہین کا الزام تراشنا حماقت وجسارت ہے اور فتویٰ بھی ایسی

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم (رجسٹرڈ) پاکستان (راولپنڈی)
JAMIA RIZWIA ZIA -UL- ULOOM
D, BLOCK SATLITE TOWN RAWALPINDI . PAKISTAN
Ph: 051-4450404 - 4840404 - Fax: 4580404 Email: ziauloom@isb.paknet.com.pk

Date 26/10 Ref.________

عظیم شخصیت پر جس کا بارگاہ رسالت میں ادب واحترام تعظیم وتکریم ضرب المثل ہو، جو اس دور میں اہلسنت کی علمی پہچان ہو، انتہائی جسارت ہے۔ یہ فتوی دراصل ان اکابراسلاف پر ہے جن کی ترجمانی آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں۔ احادیث صحیحہ کی روشنی میں ایسے فتوے کا وبال فتویٰ باز خود اپنے ناتواں کاندھوں پر ڈال رہا ہے۔

اس سلسلہ میں کئے گئے ایک استفتاء کے جواب میں استاذ العلماء مفتی اعظم حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تحقیقی قول فرمایا ہے اسے غور سے پڑھا ہے۔ اس فقیر پر تقصیر کو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوئی سے اتفاق ہے، آپ کا جواب باصواب مسلک اہلسنت کی ترجمانی ہے۔ مفتی محمد اقبال قادری صاحب کا ترتیب کردہ سوال بصورت استفتاء مدلل تحقیق ہے۔ اس پر کسی اضافہ کی نہ حاجت اور نہ کسی سچے سنی کیلئے مخالفت وانکار کی گنجائش ہے۔

پیش آمدہ واردات کو دیکھ کر خوف محسوس ہورہا ہے کہ سنیت کے لبادہ میں رفض کا نیا بہروپ تو جنم نہیں لے رہا، جس کا مقصد اکابرین اہلسنت رحمھم اللہ تعالی کے متعلق بدگمانی پیدا کر کے جماعت ناجیہ اہلسنت وجماعت سے برگشتہ کرنا ہے۔ تحقیق وترجیح اور چیز ہے، توہین وتحقیر اور۔ ــــــ

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظاً وَّ هُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

(دستخط)

خادم اہلسنت ابوالخیر حسین الدین شاہ غفرلہ

گلستان مہرعلی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم

ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

26 اکتوبر 2003ء

مفسر قرآن حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب سربراہ ادارہ تعلیمات اسلامیہ ومرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم

الحمد للّٰہ اللذی توالت علینا نعماؤ ہ واتلصت بنا آلاء ہ والصلاۃ و السلام علی
سید خلقہ محمد الذی تمّ حسنہ وبھاؤ ہ وعلی الہ واصحابہ الذین اقتبسو ا نور
علمہ ونالھم ضیاؤہ وعلی من اتبعھم با حسان الی یوم الدین اما بعد

قرآن مجید اللہ رب العٰلمین کی وہ زندہ کتاب ہے جسکا نزول رحمت عالم علیہ التحیۃ والثناء کے قلب منیر پر ہوا۔ یہی وہ عظیم کتاب ہے جسے بلاشبہ اسلام کی بنیاد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ اس مقدس کتاب کی آیات میں جہاں تشریعی احکام کے جلوے ہیں وہاں حیرت انگیز غیبی امور کے تذکرے بھی ہیں۔ یہ آیات بینات منشائے ربوبیت کی مظہر بھی ہیں اور علوم کونیہ کے مسحور کن آئینے بھی ہیں۔ قرآن کریم کے آہنگ اور اسلوب میں جو دم بخود کر دینے والا اعجاز ہے وہ اسی لاریب کتاب کا حصہ ہے۔ اس کی دلآویزیوں اور اعجاز آفرینیوں کا عکس ثانی لانا ناممکن ہے۔ قرآن مجید کی ہیبت ناک، پرجلال اور دل آویز آیتوں کی کماحقہ ترجمانی ممکن نہیں۔ اس کتاب لازوال کے فہم کی طرف بڑھنے والے ہر خادم دین نے اپنی تمام تر عرق ریزیوں کے بعد برملا اس بات کا اعتراف کیا کہ اس کی تمام خدمات کی نسبت حق قرآن سے اتنی بھی نہیں جتنی قطرے کو قلزم سے ہوتی ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں جن لوگوں نے اس کتاب کی روشنیاں ارزاں کرنے کی تگ و تاز کی ان میں تین نام بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلویؒ ، حضرت محدث کچھوچھویؒ اور غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ۔ ان تمام بزرگوں کی قرآنی خدمت میں اصل حسن، عشق و ادب کا ہے۔ اور دراصل یہی وہ دو شاہ کلیدیں ہیں جن سے علوم کونیہ اور غیر کونیہ کے دریچے وا کیے جا سکتے ہیں۔ قرآن حکیم کے تراجم نگار شاید گنتی سے بھی ماوراء ہوں لیکن ان پاک بزرگوں کے سحر طراز قلم نے علم و حکمت کے پیچیدہ صحراؤں میں بھی عشق و ادب کا دامن نہ چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی خدمت قرآن اس نوعیت کی تمام خدمات پر محیط ہو گئی۔

مستفتی نے جن آیات بینات کا حوالہ دے کر کنز الایمان اور البیان کے بعض تراجم کے بارے میں صحیح یا غلط ہونے کا عندیہ معلوم کرنا چاہا ہے بڑی واضح بات ہے کہ استفتاء جس محنت کے ساتھ مدوّن ہوا بذات خود اس کے اندر کافی شافی جواب موجود ہے کسی مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں اعلیحضرت فاضل بریلوی اور غزالی زماں نے لفظ ”ذنب“ کا لغوی تبحر اور محل اضافت میں اس کا فنی آہنگ ملاحظہ کرتے ہوئے جس احتیاط کا مظاہرہ کیا بلاشبہ علم و ادب کا تقاضا وہی تھا جو انھوں نے کیا۔ حسن کاری کی مزید خواہش بری نہیں لیکن وہ ہستیاں جن کی علمی معرکوں کا ایک ایک لفظ آستانِ ادب پر سجدہ زن دکھائی دے ان کی مذمت کرنا بدبختی ہے۔ غزالیٔ زمان حضرت احمد سعید کاظمیؒ نے مشاکل قرآن مجید کو جس علمی تعمق اور روحانی ذوق سے حل فرمایا ہے لگتا ہے علوم فاطمیہ کا ایک خاص حصہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرما رکھا تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ کنز الایمان ہو یا البیان ہر دو کے محولہ مقامات پر ترجمانی اور ترجمہ کا جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے وہ میزان علم و عشق کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ اس سے زیادہ ادب محال ہے تاہم یہ دونوں ترجمے دلائل شرعیہ کی روشنی میں خوبصورت، درست اور باہم مطابق ہیں اس لئے کہ دونوں علمی احتیاط اور ادبی تقاضوں کے ایک ہی مقصد کو پورا کرتے ہیں۔

ھذا ما عندی بعون اللّٰہ الوھاب والیہ المرجع والمآب ولاریب انّ اللّٰہ ھو اعلم بالصّواب والصّلوٰۃ والسّلام علی سیّد الاکوان والاقطاب وعلی اٰلہ وصحبہ البررہ من ابی بکر الی ابی تراب

خادم الدین و العلماء
سید ریاض حسین شاہ
مرکزی ناظم اعلی
جماعت اہلسنت پاکستان

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور قرآن پڑھائے (حدیث)
میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازم پکڑو (حدیث)

یا اللہ جل جلالہ

پیرزادہ محمد منظور احمد فیضی

حال شیخ الحدیث جامعۃ المدینۃ گلستان جوہر کراچی
فون کراچی 8133567 موبائل 0300-2141416
شیخ الحدیث جامعہ فیضیہ رضویہ بمبی روڈ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور
سرپرست فیض الاسلام ماڈل گرلز ہائی سکول احمد پور شرقیہ (ادارہ صاحب)
فون احمد پور شرقیہ: 72043 · 72767 · 72660 (0696)

۱۴۲۴
مورخہ جمادی الاخریٰ

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ٭ وآلہ وصحبہ اجمعین

سائل فاضل محمد اقبال قادری صاحب سلمہ ربہ۔ سلام مسنون۔ گیارہ صفحات پر مشتمل آپکا سوالنامہ موصول ہوا جو تین آیات کے تراجم کے بارہ میں ہے۔ ایک ترجمہ کنز الایمان از شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرا ترجمہ "البیان" از غزالی زمان حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

آیت نمبر ① سورۃ مومن آیت نمبر (۵۵)۔
آیت نمبر ② سورۃ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آیت نمبر (۱۹)
آیت نمبر ③ سورۃ فتح آیت نمبر (۲)

الجواب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا المعصومین وعلی آلہ وصحبہ المحفوظین۔ اما بعد
عصمت انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کتاب وسنت، کتب عقائد وکتب تفاسیر واحادیث سے ثابت ہے
تمام فرقے حضرات اہل سنت بلکہ وہابیہ وشیعہ عصمت کے قائل ہیں کما ھو مصرح فی کتبھم ہاں اسمیں اختلاف ہے
کہ عصمت فی التبلیغ وعصمۃ عن الکبائر ہے یا عصمت عن الصغائر او الاصرار علیہا ہے۔ یا قبل از نبوت یا بعد از نبوت
یا عمداً یا سہواً وغیر ذلک والمختار عندی کما کتبتُ فی کتابی "مقام رسول" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باب دوم خصائص
خصوصیت نمبر (۴۲) صفحہ ۲۸۸ = امام قسطلانی صاحب ارشاد الساری والمواہب اور علامہ زرقانی قدس سرھما النورانی نے لکھا
(ومنہا انہ معصوم من الذنوب) بعد النبوۃ وقبلہا (کبیرہا وصغیرہا عمدہا وسہوہا) علی الاصح فی ظاہرہ وباطنہ
سرہ وجہرہ جدہ ومزحہ رضاہ وغضبہ ۔۔۔ (وکذلک الانبیاء) المواہب اللدنیۃ ج ص
زرقانی ج ۵ ص ۳۱۴ - امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتولد ۹۰۹ھ المتوفی ۹۷۴ھ) فرماتے ہیں "الانبیاء
صلوات اللہ وسلامہ علیہم معصومون عن الذنوب کبیرہا وصغیرہا عمدہا وسہوہا قبل النبوۃ وبعدہا علی الصحیح المختار"
فی الاصول - الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ۱ ص ۳ - طبع مصر "مقام رسول" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ص ۲۸۶
عصمت انبیاء کے خلاف تمام شبہات کا جواب کامل وافی شافی بھی "مقام رسول" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں

یااللہ جل جلالہ

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور قرآن پڑھائے (حدیث)
میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازم پکڑو (حدیث)

پیرزادہ محمد منظور احمد فیضی

شیخ الحدیث جامعہ فیضیہ رضویہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور
سرپرست فیض الاسلام ..... احمد پور شرقیہ ..... بہاولپور
فون احمد پور شرقیہ (0696) 72660 - 72767 - 72043

(۲)

مورخہ ____________

موجود ہے۔ تفاسیر سابقہ کی روشنی میں شیخ اول امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ ثانی غزالی زماں سیدی امام کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تراجم برحق و صحیح ہیں شیخ ثانی کے ترجمہ و توجیہ کی تصدیق خود شیخ اول کی تحریروں سے بھی ثابت ہے کا بہتنہ السائل الی ما فی السوال۔ عصمت انبیاء کے پیش نظر شیخ اول نے "کہ "غیر خطاب میں تاویل کی کہ یہ خطاب للعین والمراد بہ الغیر ہے اور شیخ ثانی نے لفظ "ذنب" میں تاویل کی کہ اس سے گناہ مراد نہیں بلکہ بظاہر ترک اولیٰ مراد ہے یعنی افضل کو چھوڑ کر فاضل کرنا اور احسن کو چھوڑ کر حسن کرنا اور اصوب کو چھوڑ کر صواب کرنا یہ بھی من وجہ ورنہ بحیثیت تبلیغ و تعلیم وہ افضل و احسن و اصوب ہے۔ فلھذا رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کاملۃ مستمرۃ دائماً ابداً فجزاہما اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اصول تفسیر کا قانون ہے "القرآن حجۃ من جمیع الوجوہ"

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مسلمان کو ایسی (تکفیر کی) گالی دینے والا خود کافر ہے" - فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۳۱ / ۱۵۲ طبع جدید محقق لاہور - بقول الفیضی ھو ثابت من الاحادیث الاربعۃ - مجدد امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "فرض قطعی ہے کہ اہل کلمہ کے ہر قول و فعل کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع (فظیع) و فظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں اگر کوئی ضعیف سے ضعیف نحیف سے نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانب کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں - فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۳۰ رسالہ الطاری الداری لہفوات عبد الباری / انتہائی فی انتقاء ..... الثانی - طبع کراچی قدیم طبع جدید محقق لاہور ج ۱۲ ص ۳۱۷" انتہیٰ کلام الامام والسلام علی جمیع اہل الاسلام فقط

رقمہ محمد منظور احمد الفیضی السعیدی ..... الرضوی شیخ الحدیث جامعۃ المدینۃ کراچی

پیرزادہ محمد منظور احمد فیضی

شیخ الحدیث جامعہ فیضیہ رضویہ کچہری روڈ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور
سرپرست فیض الاسلام محلّہ قریش آباد احمد پور شرقیہ اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب
حال شیخ الحدیث جامعہ المدینہ گلستان جوہر کراچی، فون کراچی 8133567

مورخہ ۱۹ جمادی الاخری ۱۴۲۴ھ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ وصحبہ اجمعین سائل فاضل محمد اقبال قادری صاحب، سلمہ ربہ، سلام مسنون۔ گیارہ صفحات پر مشتمل آپ کا سوالنامہ موصول ہوا جو تین آیات کے تراجم کے بارہ میں ہے۔ ایک ترجمہ ''کنز الایمان'' الشیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرا ترجمہ ''البیان'' لغزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

آیت نمبر ۱ سورۃ مومن آیت نمبر ۵۵
آیت نمبر ۲ سورہ محمد (ﷺ) آیت نمبر ۹
آیت نمبر ۳ سورۃ فتح آیت نمبر ۲،

الجواب:

الحمدللّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید المعصومین وعلی آلہ و صحبہ المحفوظین۔ امابعد عصمت انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کتاب وسنت اور کتب عقائد و کتب تفاسیر واحادیث سے ثابت ہے۔ تمام فرقے حضرات اہل سنت بلکہ وہابیہ وشیعہ عصمت کے قائل ہیں کما ھو مصرح فی کتبھم ہاں اس میں اختلاف ہے کہ عصمۃ فی التبلیغ و عصمۃ عن الکبائر ہے یا عصمۃ عن الصغائر او الاصرار علیھا ہے۔ یا قبل از نبوت یا بعد از نبوت یا عمداً یا سہواًو غیر ذلک والمختار عندی کما کتبت فی کتابی ''مقام رسول'' ﷺ باب دوم خصائص خصوصیت نمبر (۷۲) ص ۴۸۵: امام قسطلانی صاحب ارشاد الساری والمواھب اور علامہ زرقانی قدس سرھما النورانی نے لکھا (ومنھا انہ معصوم من الذنوب) بعد النبوۃ وقبلھا (کبیرھا و صغیرھا عمدھا و سھوھا) علی الاصح فی ظاھرہ و باطنہ سرہ وجھرہ ومزحہ

رضـاہ و غـضبـہ (و کذلک الانبیـاء) المواہب اللدنیۃ ج۔۔زرقانی ج۵ ص۳۱۴، امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتولد۹۰۹ھ، المتوفی ۹۷۴ھ) فرماتے ہیں'' الانبیـاء صـلوات اللّٰہ وسلامہ علیھم معصومون عن الـذنـوب کبیـرھـا و صـغیـرھـا عـمـدھا و سھوھا قبل النبوۃ و بعدھا علی الصحیح المختار فی الاصول. الزوا جر عن اقتراب الکبائر ج۱ ص۱۳طبع مصر''مقام رسول'' ﷺ ص۴۸۶

عصمت انبیاء کے خلاف تمام شبہات کا جواب کافی وافی شافی بھی''مقام رسول'' ﷺ میں موجود ہے۔ تفاسیر سابقہ کی روشنی میں شیخ اول امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ ثانی غزالی زماں سیدی امام کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم برحق وصحیح ہیں۔ شیخ ثانی کے ترجمہ وتوجیہ کی تصدیق خود شیخ اول کی تحریروں سے بھی ثابت ہے۔ کـمـابینہ السائل الفاضل فی السوال ۔عصمت انبیاء کے پیش نظر شیخ اول نے''ک''ضمیر خطاب میں تاویل کی کہ یہ خطاب لـلعین والمراد بہ الغیر ہے اور شیخ ثانی نے لفظ''ذنب''میں تاویل کی کہ اس سے گناہ مراد نہیں بلکہ بظاہر ترک اولیٰ مراد ہے یعنی افضل کو چھوڑ کر فاضل کرنا اور احسن کو چھوڑ کر حسن کرنا اور اصوب کو چھوڑ کر صواب کرنا یہ بھی من وجہ ورنہ بحیثیت تبلیغ وتعلیم وہ افضل واحسن واصوب ہے۔ فـلھـذا رحـمـھـمااللّٰہ تعالیٰ رحمۃ واسـعۃ کـامـلۃ مسـتـمـرۃ دائـماً ابداً فجزاھما اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء۔اصول تفسیر کا قانون ہے۔ ''الـقـرآن حـجۃ مـن جـمـیـع الـوجـوہ ''اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مسلمان کو ایسی (کفر کی) گالی دینے والا خود کافر ہے۔فتاویٰ رضویہ ج۱۵ ص۲۳۱ طبع جدید محقق لاہور یـقول الفیضی ھو ثابت مـن الاحادیث الاربعۃ ۔مجدد امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا فرض قطعی ہے کہ اہل کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع وفظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں اگر کوئی ضعیف سے ضعیف سخیف سے سخیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانب کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔فتاویٰ رضویہ ج۵ ص۱۳۰ رسالہ اطائب التہانی فی النکاح الثانی۔طبع کراچی قدیم طبع جدید محقق لاہور ج۱۲ ص۳۱۷

انتھیٰ کلام الامام والسلام علی جمیع اھل الاسلام فقط

رقمہ محمد منظور احمد الفیضی السعیدی الرضوی شیخ الحدیث جامعۃ المدینۃ کراچی

۷۸۶

دار الامان گولڑہ شریف
عاشورہ محرم الحرام سہ شنبہ

جناب سیادت پناہ حقیقت آگاہ فخر اہل سنت رہنمائے اہلسنت حامی سنن غزالی زماں دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تسلیمات و دعوات کے بعد

حضور غزالی زماں اور اعلیٰ حضرت کے شجرے کے بارے میں حسب ارشاد
جواب ارسال کیا جا رہا ہے امید ہے منظور فرمائیں گے

حضرت والد جی مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام پہنچائے خوشی ہو گی
کرم فرمایا میرے سلام بھی ضرور پہنچائیں

دوسرے نوازش نامے میں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت کی دعوت ہے
انشاء اللہ ضرور حاضر ہوں گا ۳ ربیع الاول کی شام کو حاضر ہوں گا
۴ ربیع الاول جلسہ تقسیم اسناد کی دستار بندی کی نشست
میں شرکت کروں گا

صاحبزادہ والا تبار شیخ الحدیث سید ارشد سعید شاہ صاحب کی خدمت
میں تسلیمات نیاز عرض ہے صاحبزادہ والا تبار کی خدمت میں بھی تسلیمات و دعوات
جملہ مدرسین حضرات کو تسلیمات

طالب دعا
[illegible] گولڑوی

دارالافتاء

جامعہ غوثیہ مہریہ دربار عالیہ گولڑہ شریف اسلام آباد

ارشاد خداوندی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ ہمارا مختار یہ ہے کہ ہمارے رسول معظم ﷺ نے پلک جھپکنے کے برابر نہ صغیرہ گناہ کا ارتکاب کیا نہ کبیرہ کا وحی سے پہلے اور نہ وحی کے بعد تفسیر روح البیان میں ہے فان اھل الوصول اجتمعوا علی ان الرسل علیھم السلام کانوا مؤمنین قبل الوحی معصومین من الکبائر ومن الصغائر الموجبة لنفرة الناس عنھم قبل البعثة وبعدھا فضلا من الکفر خدارسیدہ صوفیاء کا اتفاق ہے کہ اللہ کے رسل کرام وحی سے پہلے صاحب ایمان تھے۔ صغیرہ کبیرہ گناہوں سے معصوم تھے۔خصوصاً وہ گناہ جو لوگوں کی نفرت کا باعث ہوں بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد ان تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔ چہ جائیکہ ان سے (معاذ اللہ) کفر صادر ہو سکے۔

امام اعظم الفقہ الاکبر میں فرماتے ہیں۔الانبیاء علیھم السلام کلھم منزھون (ای معصومون) عن الصغائر والکبائر و الکفر والقبائح (فقہ اکبر وشرح فقہ اکبر للقاری)

انبیاء کرام سب منزہ اور معصوم ہیں۔صغیرہ کبیرہ گناہوں، کفر اور قباحتوں سے۔(فقہ اکبر وغیرہ)

بہر حال اہل سنت والجماعت عصمت انبیاء عن الکبائر بعد النبوة پر متفق ہیں۔

آیہ کریمہ محولہ بالا کے ترجمہ میں غزالی زماں رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔''اے حبیب بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے معاف فرمادے۔آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں)''۔

غزالی زماں نے ایسی توجیہ اختیار کی جو آداب نبوت سے بالکل عین مُقارن ہے اور اس میں اس توجیہ کی نفی نہیں ہوتی جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کی ہے۔

مفسرین اور محققین میں امام فخر الدین رازی کا مقام شہرہ آفاق ہے۔ وہ آیہ محولہ بالا کی تفسیر میں فرماتے

ہیں۔ لم یکن للنبی ﷺ ذنب فماذایغفرلہ قلنا الجواب عنہ قد تقدم مزارا من وجوہ احدھا المراد ذنب المؤمنین ثانیھا المراد ترک الافضل۔ تفسیر مفاتیح الغیب جز ۲۷ (ص ۷۸)

ترجمہ: رسول پاک ﷺ کے لئے کوئی ذنب نہ تھا۔ حضور پاک ﷺ کی بخشش کن چیزوں سے ہوئی اس کا جواب یہ ہے جوئی بار پہلے گزر چکا ہے کہ ذنوب سے مراد مؤمنین کے ذنوب ہیں (یہ اعلیٰ حضرت کی توجیہ کے مطابق ہے) یا ترک افضل مراد ہے۔ یہ حضور غزالی زماں کی توجیہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام فخر الدین رازی دونوں توجیہوں کو درست قرار دے رہے ہیں۔

امام سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں۔ واما فی حق نبینا فمثل اِسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ ولَقَدْ تَابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ ولِیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ ماتقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ فمحول علی مافرط منہ من الزلۃ و ترک الافضل۔ شرح المقاصد جلد دوم ص ۱۹۷

ترجمہ: ہمارے نبی پاک ﷺ کے بارے میں فرمایا آپ اپنے ذنب کے لئے رب سے استغفار فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پر رجوع بہ رحمت فرمایا۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے گذشتہ خلاف اولیٰ کام معاف فرمادے۔

یہ زلت اور ترک افضل پر محمول ہے یعنی ایسے کام مراد ہیں جو صورتاً خلاف اولیٰ اور خلاف افضل ہیں۔

دور حاضر کے محقق مفسر علامہ شہاب الدین الوسی کی رائے۔

علامہ شہاب الدین محمود الوسی بغدادی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات (سورۂ محمد)

والذنب بالنسبۃ الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ترک ماھو الاولیٰ بمنصبہ الجلیل و رب شیء حسنۃ من شخص سیئۃ من آخر کما قیل حسنات الابرار سیئات المقربین وقدذکروا ان لنبینا ﷺ فی کل لحظۃ عروجا الی مقام اعلیٰ مما کان منہ فیکون ماخرج منہ فی نظرہ الشریف، ذنبا بالنسبۃ الیہ فیستغفر منہ۔ وحملوا علی ذالک قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وانہ لیغان علی قلبی الحدیث و فیہ اقوال آخر تفسیر روح المعانی جز ۲۶ ص ۵۵

سورہ محمد میں ارشاد ہوا آپ اپنے ذنب کے لئے اور مومنین مومنات کے ذنب کے لئے اللہ تعالیٰ سے

استغفار فرمائیں۔

(مفسر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) آپ ﷺ کی طرف ذنب کی نسبت ترک اولیٰ کے معنی میں ہے۔ بہت سی چیزیں ایک حیثیت سے سیئہ ہوتی ہیں لیکن دوسری حیثیت سے حسنہ ہوتی ہیں جیسا کہ فرمایا نیکوں کی نیکیاں مقربین کے اعتبار سے غلطی ہیں علماء نے ذکر کیا کہ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر لحظہ عروج ہے زیادہ بلند مقام کی طرف جب عروج ہوتا ہے تو پہلے مقام سے استغفار فرماتے ہیں بلند مقام کے اعتبار سے پہلا مقام ذنب متصور ہوتا ہے اسی پر رسول اکرم ﷺ کی حدیث محمول ہے کہ میرے دل پر تغیر آتا ہے تو میں ستر دفعہ استغفار کرتا ہوں اس میں اور اقوال بھی ہیں۔

سورۂ فتح کی دوسری آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں لِیَغْفِرَلَکَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ"

المراد بالذنب مافرط من خلاف الاولیٰ بالنسبة الیٰ مقامه علیه الصلوٰة والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین و قدیقال المراد بالذنب ماهو ذنب فی نظره العالی ﷺ وان لم یکن ذنبا (تفسیر روح المعانی ج۲۶ص۹۱)

ترجمہ: لِیَغْفِرَلَکَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ میں ذنب سے مراد وہ امور ہیں جو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند مقام کی نسبت خلاف اولیٰ ہیں یہ ایسا ہے جیسا کہ فرمایا گیا نیکوں کی نیکیاں مقربین کے اعتبار سے غلطیاں ہیں۔ یہ توجیہ بھی کی گئی ہے کہ ذنب سے مراد وہ امر ہے جو آپ کی بلند نظر میں ذنب دکھائی دیا اگر چہ وہ حقیقتاً ذنب نہیں۔

یہ تشریح وتفسیر بھی حضور غزالی زماں کی تحقیق کے عین مطابق ہے۔ الغرض دونوں ترجمے درست، عین صواب اور مسلک اہل سنت کے عین مطابق ہیں۔ ان میں سے کسی کا انکار کرنا درست نہیں واللہ اعلم بالصواب

استاذ الاساتذہ شیخ الجامعہ
مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ العالی
جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف
عاشورہ محرم الحرام

تائیدی دستخط
مشتاق احمد چشتی صدر مدرس ومفتی
جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

استاذ العلماء حضرت علامہ شیخ الحدیث محمد فیض احمد صاحب اویسی رضوی بہاولپور

حضرت صاحبزادہ والاشان، جگر گوشہ غزالی زماں، ذوالمناقب والمناصب، پیر طریقت

علامہ الحاج سید مظہر سعید کاظمی شاہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ امیر جماعتِ اہلسنت پاکستان

ہدیہ سلام مسنون!

گرامی نامہ تشریف لایا فقیر اِس لائق کہاں کہ ترجمۃ القرآن ''کنز الایمان شریف'' اور ترجمۃ القرآن ''البیان شریف'' کے درمیان فرق کا بیان کر سکے لیکن چونکہ فرمانِ والاشان فقیر کے نام پہنچا تو مختصراً عرض ہے۔

ع ---گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

اوّل الذکر ترجمہ، مجددِ زماں، محققِ دوراں، شیخ الاسلام والمسلمین، امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدّس سرُّہٗ کا ہے جنہیں عرب و عجم کے علماء و مشائخ نے چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا۔ ثانی الذکر ترجمہ ''البیان'' غزالی زماں، رازیِ دوراں، مقتداءِ اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید الکاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے جنہیں اہلسنت نے اپنے دور کا محققِ عدیم المثال مانا ہے۔

''ماتقدم من ذنبک وماتأخر''اور دیگر مسئول عنھا آیات کے تراجم میں ''کنز الایمان'' اور ''البیان'' کے ترجمے حاسدینِ زمانہ کو ایک دوسرے کے مُغایر محسوس ہونے لگے ورنہ درحقیقت اِن میں کوئی مغایرت نہیں۔ ''ماتقدم من ذنبک ......الخ'' کا ترجمہ جو اعلیٰ حضرت قُدِّس سرُّہٗ نے ''کنز الایمان'' میں اختیار فرمایا، یہ توجیہ ایسی تحقیق سے ہے جس پر اعلیٰ حضرت کے دشمنوں کے سوا کسی باانصاف شخص نے کبھی اعتراض نہ کیا اور اعتراض ہوتا بھی کیسے جبکہ آپ کے ترجمہ کی تائید امام العارفین، مقدام المکاشفین، سید محی الدین ابن عربی کی ایک تحریرِ بے نظیر سے بھی ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں۔

''فالناس اُمّته من آدم الی یوم القیٰمة فبشره اللّٰه بالمغفرة لماتقدم من ذنوب الناس وماتأخر منهم فكان هو المخاطب والمقصود الناس فیغفر اللّٰه للكل ویسعد هم وهو اللائق بعموم الرحمة التی وسعت كل شیئ وبعموم مرتبة محمد ﷺ حیث بعث الی الناس كافة بالنص ولم یقل ارسلناك الی هٰذه الامة خاصة ولاالی اهلِ هذاالزمان الیٰ یوم القیٰمة خاصة وانمااخبره انه مرسل الی الناس كافة من آدم الی

یوم القیٰمۃ فھم المقصودون بخطاب المغفرۃ بماتقدم من ذنب وماتأخر واللّٰہ ذوالفضل العظیم " (انتھٰی بقدرالضرورۃ) (شرح کتاب الولایۃ لابن العربی)

ثابت ہوا کہ آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک کے لوگ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں اللہ تعالیٰ نے آیت "لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وماتأخر " میں تمام لوگوں (پچھلے اگلے سب) کی مغفرت کی نوید سنائی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں مخاطب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن مراد تمام لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سب کو (نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے) بخشے گا اور انعامات سے نوازے گا اور اُس کی عمومِ رحمت (جو تمام کو محیط ہے) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کمال کے عموم کے لائق بھی یہی ہے کہ آپ بہ نصِ قرآنی تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ اِسی لئے "ومارسلناك الا کافۃً لِلناس" فرمایا ہے "ارسلناك الی ھٰذہ الامۃ "یا "ارسلناك الی اھل ھٰذاالزمان الی یوم القیٰمۃ" نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے اور "الناس" سے آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک کے لوگ مراد ہیں اِسی لئے آیت "ماتقدم من ذنبک وماتأخر "میں گناہوں کی مغفرت کے خطاب میں وہی لوگ مراد ہیں (نہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) واللّٰہ ذوالفضل العظیم۔(شرح ختم الولایۃ للشیخ الاکبر رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۰۶تا۱۰۷)

نوٹ: امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی کے عرب وعجم کے بالاتفاق مجدد ہیں۔ مجدد کا کام ہوتا ہے کہ صدی میں مسائل وعقائد کی ایسی تنقیح وتحقیق کرے جس میں کسی قسم کا کوئی غبار نہ رہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تنقیح وتحقیق پر تمام اہلسنت نے اعتماد کیا۔ اب کسی سُنّی عالم کا حق نہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ترجمۃ القرآن یا دیگر تصانیفِ مبارکہ پر غلط تنقید کرے۔ ہمارے دور میں بعض سر پھرے اس طرح کی حرکتیں کرر ہے ہیں، تجربہ شاہد ہے کہ ایسے لوگ دنیا میں عوامِ اہلِ اسلام کی نظروں میں بے وقار ہیں اور آخرت کی سزا اِسکے سوا ہے ان شاء اللہ ثم ان شاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے سرپھروں اور منکرین کمالاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعتراضات بر ترجمہ "کنزالایمان" کیلئے فقیر کی مطبوعہ تصنیف "کنزالایمان پر اعتراضات کے جوابات" کافی ہے۔ (الحمدللّٰہ علی ذالک)

ترجمہ "البیان" از غزالی زماں رحمۃ اللہ الرحمٰن اور آیت "ماتقدم من ذنبک "اس ترجمہ پر صرف حاسدین نے لب کشائی کی تو اُن کے درجنوں دندان شکن جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ حضرت علامہ مفتی محمد اقبال صاحب سعیدی

مدظلہٗ نے بھی خوب جواب دیئے ہیں۔ فقیر آجکل دورہ تفسیر القرآن کی تدریس میں سخت مصروف ہے اس لئے حاسدین کے تمام سوالات کے جواب میں ایک مختصر جواب عرض کرتا ہے۔

خلافِ اولیٰ۔ اسلافِ صالحین بالخصوص امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ نے بھی اپنے تصانیف وفتاوٰی مبارکہ میں اس آیت کی توجیہ میں ''خلافِ اولیٰ'' کا اطلاق متعدد بار کیا ہے۔ لیکن وہاں پر سراسر ادب اور عشق ہی ہے اور حاسدین کو عیب ونقص نظر آیا اور یہ پرانا مرض ہے کہ عاشق کے ''رَاعِنَا'' اور منافق کے ''رَاعِنَا'' میں کیا کیا نظر آیا۔

حضرت غزالیِ زماں نے ''ترکِ اولیٰ'' لکھ کر ''گناہ'' کے ترجمہ سے عدول واعراض فرمایا اور اسے ''بظاہر'' لکھ کر اس کے لئے عامۃ المسلمین کے ''ترکِ اولیٰ'' کے مساوی ہونے سے انکار فرمادیا اور پھر اس پر مزید تصریح فرمائی کہ یہ ترکِ اولیٰ ''حسنات الابرار'' سے بھی افضل ہے یعنی عامہ صدیقین، شہداء اور صالحین کی نیکیاں اگر سب کی سب (فرائض، واجبات، نوافل) کو جمع کر کے ایک پلڑے میں ڈال دیا جائے تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''ترکِ اولیٰ'' اُن سے کئی گنا اولیٰ وافضل ہے۔ اِسی لئے تو وہ ''بظاہر'' ترکِ اولیٰ ہے۔

بہرحال ترجمہ ''البیان'' میں ''خلافِ اولیٰ'' لکھنا شرعی اصول پر مبنی برصواب ہے اور غزالیِ زماں علیہ الرحمۃ کی مذکورہ بالا دونوں تصریحات کی روشنی میں آپ جیسی شخصیت پر بدزبانی اور بدگمانی کرنا اپنی عاقبت برباد کرنے کے مترادف ہے۔

واللّٰہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ - بہاول پور پاکستان

۲۵ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ
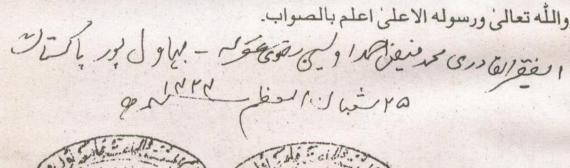
استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی

محمد اسلم صاحب رضوی

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

یادگار اسلاف پاسبان مسلک امام احمد رضا رضی اللہ عنہ و نبیرہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت و نائب مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں الازہری قادری رضوی نے ترجمہ البیان کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے
وہ ہر سنی حنفی بریلوی کے لیے کافی ہے۔ ہمارا اس سے اتفاق ہے۔ اسمیں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں
اللہ تعالیٰ اہلسنت و جماعت کو باہمی افتراق و انتشار سے محفوظ فرمائے آمین ثم آمین بجاہ نبیہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و آلہ و صحبہ و بارک و سلم
واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم
محمد اسلم رضوی جامعہ رضویہ مظہر اسلام
فیصل آباد ۰۴-9-12

یادگار اسلاف پاسبان مسلک امام احمد رضا رضی اللہ عنہ و نبیرۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت و نائب مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان الازہری قادری رضوی نے ترجمہ البیان کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ ہر سنی، حنفی، بریلوی کے لئے کافی ہے۔ ہمارا اس سے اتفاق ہے اس میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں اللہ تعالیٰ اہلسنت و جماعت کو باہمی افتراق و انتشار سے محفوظ فرمائے آمین ثم آمین بجاہ نبیہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ و بارک و سلم واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

محمد اسلم رضوی

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

12-09-04

پاسبان مسلک امام احمد رضا استاذ العلماء حضرت علامہ

ابوداؤد محمد صادق صاحب رضوی قادری

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان گوجرانوالہ

''غزالیٔ دوراں کا ترجمہ بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی طرح قرینۂ ادب کے اندر ہے ادب سے باہر ہرگز نہیں''

مجھے نہیں معلوم کے کون اس بات کا مدعی ہے کہ غزالیٔ دوراں کا ترجمہ ادب کے باہر ہے، میں نے سائل فاضل کا پورا سوال پڑھوا کر سنا جس کے سننے میں کافی دیر ہوئی میرے پیش نظر دیگر لوگوں کے جواب اور جواب الجواب نہیں لہٰذا میں اسی پر اختصار کرتا ہوں کہ دونوں ترجمے درست ہیں اور سائل فاضل نے جس فوٹو کاپی کا ذکر کیا وہ سوال سے منسلک نہ پائی گئی واللہ تعالیٰ اعلم

قالہ بفمہ و امر برقمہ
فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

کتبہ محمد یونس رضا اویسی
مرکزی دار الافتاء ۸۲ سوداگران بریلی شریف
۹ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

تائید و تصدیق۔ نبیرہ اعلیٰحضرت، و نائب مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ نے ترجمہ مبارکہ البیان کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا وہ ہر اہل علم و انصاف کیلئے کافی ہے اس کے باوجود "البیان" کو نشانہ بنا کر کسی کا بدزبانی و ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنا سراسر ناانصافی و غیر اخلاقی روش کا ارتکاب ہے۔ واللہ الھادی والموفق
الفقیر ابوداؤد محمد صادق
زینت المساجد گوجرانوالہ

تائید و تصدیق

نبیرہ اعلیٰ حضرت و نائب مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ نے ترجمہ مبارکہ البیان کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا وہ ہر اہل علم و انصاف کے لئے کافی ہے۔ اس کے باوجود ''البیان'' کو نشانہ بنا کر کسی کا بدزبانی و ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنا سراسر ناانصافی و غیر اخلاقی روش کا ارتکاب ہے۔ واللہ الھادی والموفق

الفقیر ابوداؤد محمد صادق

زینت المساجد گوجرانوالہ

مناظر اسلام استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ

محمد عبدالتواب صدیقی صاحب

سجادہ نشین حضرت مناظر اعظم علیہ رحمۃ لاہور

اور غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترکِ اولیٰ (ترکِ افضل) مراد لیا ہے۔ لہٰذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد
فقیر اپنے استاذ مکرم کے دلائل سے اتفاق کرتے ہوئے غزالی دوراں
حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ دونوں کے تراجم
کی تائید کرتا ہے محمد عبدالتواب صدیقی
خادم آستانہ عالیہ
مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
اچھرہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

فقیر اپنے استاذ مکرم کے دلائل سے اتفاق کرتے ہوئے غزالی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ دونوں کے تراجم کی تائید کرتا ہے۔

محمد عبدالتواب صدیقی

خادم آستانہ عالیہ' مناظر اعظم مولانا

محمد عمر اچھروی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اچھرہ لاہور

باسمہ تعالی

الجواب: مخدوم اہلسنت جگر گوشہ غزالی زماں رازی دوراں اور میرے نہایت ہی واجب الاحترام حضرت علامہ سید مظہر سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی وساطت سے مجھ ناچیز ہیچ مداں کے نام ایک استفتاء ترجمہ القرآن موسوم "کنز الایمان" اور ترجمہ القرآن موسوم "البیان" کے متعلق موصول ہوا۔ اور حضرت نے شہر اولیاء ملتان شریف سے بذریعہ ٹیلیفون مجھ ناچیز کو حکم فرمایا کہ اس استفتاء کے بارے میں کچھ لکھوں۔ جب کہ حقیقت حال یہ ہے کہ من آنم کہ من دانم میں اپنے آپ کو ہرگز ہرگز اس لائق نہیں پاتا۔ لیکن الامر فوق الادب کی تعمیل کرتے ہوئے چند سطور سپرد قرطاس کرنے کی کوشش کی۔ استفتاء مذکور میں خاص طور پر سورہ مومن کی آیت مبارکہ "و استغفر لذنبک و سبح بحمد ربک بالعشی و الابکار" (پ۲۴، سورہ مومن، آیت ۵۵) اور سورہ محمد کی آیت مقدسہ "و استغفر لذنبک وللمومنین و المؤمنات" (پ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۹) اور سورہ فتح کی آیت شریفہ "لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر ویتم نعمتہ علیک و یھدیک صراطا مستقیما" (پ۲۶، سورہ فتح، آیت ۲) کے بارے میں استفسار ہے کہ ان آیات کے جو تراجم شیخ الاسلام والمسلمین خاتم المحققین مجدد دین وملت اعلی حضرت امام اہلسنت عبد المصطفے الشاہ احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور حضرت غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمائے ہیں ہر دو ترجمہ صحیح ہیں یا کوئی ایک؟ یہ ایک مسلمہ عقیدہ ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام قبل نبوت اور بعد نبوت ہر کفر گناہ، معصیت اور ہر قبیح قول وفعل وعمل سے معصوم ہیں۔ چنانچہ فقہ اکبر میں ہے "الانبیاء علیھم کلھم منزھون عن الصغائر و الکبائر و الکفر و القبائح" حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے منزھون پر لکھا ای معصومون فقہ اکبر مع شرح ۶۸، اور فرمایا ھذہ العصمۃ ثابتہ للانبیاء قبل النبوۃ و بعدھا علی الاصح۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن کریم میں بعض آیات ایسی ہیں کہ ان کا ایسا ترجمہ کرنا جس سے شان الوہیت اور مقام رسالت میں کسی قسم کی تنقیص واقع نہ ہو مشکل ہی نہیں مشکل ترین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفسرین کرام نے اس حوالہ سے ان آیات کی تفاسیر میں ایسی وجوہات بیان فرمائی ہیں جن سے شان الوہیت اور انبیاء علیہم السلام کی عظمت میں تنقیص نہیں ہوتی۔ اللہ رب العزت اور اس کے محبوب ﷺ کی بارگاہ سے جنہیں نور ایمان و نور فراست اور بصیرت فہم قرآن و تدبر قرآن کی دولت حاصل ہوتی ہے وہی مذکورہ آیات اور ان جیسی آیات کا ایسا صحیح ترجمہ کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں جس سے تقدیس الوہیت اور عظمت رسالت مجروح نہیں ہوتی۔ چنانچہ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی تفسیر

کبیر میں سورہ فتح کی آیت" لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر" کی تفسیر میں لکھا"لم یکن للنبی ﷺ ذنب فما ذا یغفر لہ قلنا "(الجواب) عنہ قد تقدم مرارا من وجوہ احد ھا المراد ذنب المومنین (ثانیھا) المراد ترک الافضل الخ جز:۲۷ص۸۷اور تفسیر جلالین اور اس کے محشی علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات میں اسی طرح کی توجیہات بیان فرمائیں- اختصار کے طور پر ان ہی حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے- شیخ الاسلام والمسلمین خاتم المحققین مجدد دین وملت امام اہلسنت اعلی حضرت عبدالمصطفے الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے استفتاء میں مذکورہ آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے تفاسیرہ مستندہ معتمدہ معتبرہ متداولہ کو پیش نظر رکھا- لہذا ان دونوں بزرگوں کا مذکورہ آیات کا فرمودہ ترجمہ صحیح ودرست ہے- افسوس اور دکھ کا مقام تو یہ ہے کہ دور حاضر کراچی کے ایک صاحب نے سورہ فتح کی آیت نمبر۲ کا جو ترجمہ اعلی حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا اس کو غلط قرار دیا اور اس طرح اہل سنت میں تفریق وانتشار اور تشتت ومنافرت کا دروازہ کھولا اور مسلک اہلسنت کو شدید ترین نقصان پہنچایا- اور جس شخص نے حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ترجمہ پر تنقید کی انہوں نے بھی مسلک کی خدمت نہیں کی ہے- مذکورہ فتوی کے جواب میں معزز علماء ئے عظام ومفتیان کرام نے دونوں ہی بزرگوں کے تراجم کو صحیح قرار دیا ہے- ضرورت اس امر کی ہے جس شخص نے ترجمہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تغلیط کی ابتداء کی وہ اس سے رجوع کریں اس حوالہ سے جو بحث ومباحثہ ہو رہا ہے اس سے مسلک حق اہلسنت والجماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے آپ کی شخصیت ہی اس صورت حال کو حل کر سکتی ہے- مجھ ادنی کی آپ سے بہت ہی مؤدبانہ عرض ہے کہ اس بارے میں کوئی مناسب حکمت عملی اختیار فرما کر اس مسئلہ کو حل فرمائیں- میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا کارنامہ اور مسلک کے حوالہ سے اہلسنت پر بہت بڑا احسان ہوگا- اللہ تعالی آپ کا سایہ تادیر ہم اہلسنت پر قائم ودائم رکھے اور آپ کے ذریعے مسلک حق کا بول بالا فرمائے-

مفتی عبدالعزیز حنفی غفرلہ

(مہتمم ومفتی مدرسہ وقار العلوم ٹرسٹ)

ٹیلیفون نمبر: ۱۳۰۰-۶۶

مفتی محمد اطہر نعیمی

سابق چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ۔ کراچی

تاریخ ۲/۲۳ ـــــــ باسمہ سبحانہ ـــــــ حوالہ ـــــــ

گرامیقدر السلام علیکم

مزاج گرامی بخیر باد! تعمیل ارشاد میں تاخیر کی ایک وجہ تو یہ ہوئی کہ پریس سے لیٹر پیڈ بر وقت حاصل نہ ہو سکے اور تا حال معاملہ [illegible] میں ہے اس لئے سادہ کاغذ پر مکتوب کو روانہ کر رہا ہوں البتہ اس پر مہر لگادی ہے۔ تاخیر و مکمل تعمیل ارشاد نہ ہونے پر ندامت ہے۔

والعذر عند کرام الناس مقبول۔

طالب خیر

محمد اطہر نعیمی

محمد اطہر نعیمی

سابق چیرمین

مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان

جناب محمد اقبال قادری صاحب کا گیارہ صفحات پر محیط استفسار موصول ہوا جسمیں سورۃ مومن، سورۃ محمد اور سورۃ فتح کی تین آیات کے تراجم کے بارے میں جو امام اہلسنت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ اور غزالیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمائے ہیں سوال کیا گیا ہے کہ

''ہر دو ترجمے صحیح ہیں یا کوئی ایک؟''

نہایت تأسف اور تعجب کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ آج یہ وقت آ گیا اور ہمیں یہ دیکھنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے اسلاف جو علم و فضل اور تمیز و آداب کا کوہِ گراں تھے ان کے بارے میں اخلاف سے یہ دریافت کیا جا رہا ہے کہ وہ بتائیں کہ فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو آیات کا ترجمہ کیا ہے وہ درست ہے یا غزالیٔ دوراں حضرت علامہ کاظمی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ درست ہے؟۔

فاضل مستفتی نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے استفسار مرتب کیا ہے اور اسمیں سوال کا نہایت مدلل جواب موجود ہے۔ میں فاضل مستفتی کے اس جملے سے مکمل اتفاق کرتا ہوں

''لہٰذا غزالیٔ زماں کا ترجمہ بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی طرح قرینۂ ادب کے اندر ہے۔ ادب سے باہر ہرگز نہیں''۔

اب نہ تو اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر حرف زنی کی احتیاج ہے اور نہ حضرت علامہ کاظمی کے ترجمہ پر ردّ و قدح کی ضرورت۔ اس موضوع پر بہت سے ارباب علم نے خامہ فرسائی کی جس سے بحث و تمحیص کے دروازے کھلے اور عوامِ اہلسنت میں اضطراب پیدا ہوا۔ عوامِ اہلسنت یہ معلوم کرنے میں حق بجانب ہونگے کہ اس انداز میں دین کی کیا خدمت کی گئی۔ سوائے اس کے کہ ہمارے لائقِ احترام اسلاف کی علمی کاوشوں کو ہدفِ تنقید بنایا گیا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی بابت تو ذمہ دار افراد سے سنا لیکن غزالیٔ دوراں حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ سے تو شرف نیاز حاصل ہوا۔ حضرت موصوف کو فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں رطب اللسان پایا اور نہایت ادب و احترام سے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ ہمارے لیئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ذات سرمایۂ افتخار ہے تو علامہ کاظمی صاحب قدس سرہ کی ذات لائقِ صد احترام۔ غزالیٔ عصر علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ کے معتقدین و متوسلین سے میری دردمندانہ گزارش ہے کہ وہ حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لیں اور صبر و ضبط سے اس پُر خار وادی سے گزر جائیں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ رب کریم اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اہلسنت کو ان آویزشوں سے محفوظ فرمائے اور اسلاف پر تنقید اور ان کے خلافِ شان گفتگو سے احتراز کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

محمد اطہر نعیمی۔

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی،
خادم دار العلوم نعیمیہ، سابق چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث محمد شریف رضوی

بانی و مہتمم جامعہ سراجیہ رضویہ حسن آباد جھنگ روڈ بھکر

فون رہائش:411999 فون مدرسہ:410119

مخدوم و محترم حضرت قبلہ جانشین غزالی زماں نور اللہ مرقدہ صاحبزادہ مظہر سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ

سلام مسنون!

فقیر نے آپ کے ارسال فرمودہ سوال اور علماء کے جواب دیکھے عصمت رسول اکرم ﷺ پر علما نے کافی دلائل تحریر فرمائے ہیں میں صرف ان کی تائید میں اور آنجناب کے حکم کی تعمیل میں چند الفاظ پیش کر رہا ہوں۔ ورنہ اس قابل نہیں۔

لفظ ذنب بلاشک گناہ کے معنی میں مستعمل ہے اور قرآن کریم میں اس لفظ کی اضافت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے چونکہ انبیاء کرام علیھم الصلوۃ و السلام صغیرہ کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں اور یہی عقیدہ حق ہے۔ اس لیے علماء اہلسنت نے ذنب کی توجیہات کی ہیں تا کہ عصمت رسول ﷺ پر دھبہ نہ لگے عصمت انبیاء علیھم السلام پر تو علماء اہل سنت نے کافی و وافی دلائل علماء متقدمین کی تصریحات سے پیش فرمائے ہیں مزید دلائل پیش کرنے کی ضرورت تو نہیں سمجھتا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نور اللہ مرقدہ نے اس توجیہہ کو اختیار فرمایا جسے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے المراد ذنب المومنین لکھا اور پھر اس کے ساتھ ہی دوسری توجیہہ امام رازی نے المراد ترک الافضل بیان فرمائی۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے لیغفر لک ما تقدّمن ذنبک و ماتاخر کا معنی تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے گناہ کیا اور آیت میں اعلیٰ حضرت کا یہی معنی مختار ہے اور غزالی زماں نور اللہ مرقدہ نے امام رازی کی بیان کردہ دوسری توجیہہ کو اختیار فرمایا اور لکھا امت کی تعلیم استغفار کے لیے اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش کو تحریر فرمایا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اپنی تحریرات میں بھی متعدد مقامات پر ترک اولیٰ کو بیان کیا لہٰذا اعلیٰ حضرت اور غزالی زماں دونوں حضرات کی مراد ایک ہی ہے کہ عصمت نبی اکرم ﷺ اور مقام رسول ﷺ کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تا کہ عصمت رسول ﷺ کے پاک دامن پر داغ نہ لگے ان دونوں تراجم میں کوئی مغایرت نہیں بلکہ باہم موافق ہیں اور عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے آئینہ دار ہیں۔ غزالی زماں قدس سرہ کے ترجمے پر اعتراض اسی طرح ہے جس طرح اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ترجمے پر۔

دونوں حضرات نے اہلسنت پر احسان فرماتے ہوئے انہیں اندھیروں اور تاریکیوں سے نکالا ہے اور ان دونوں حضرات کے ذنب سے مراد وہ توجیہات ہیں جنہیں تفاسیر اور علم کلام کی معتبر کتب میں علماء سلف نے بیان کیا ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور غزالی زمان نور اللہ مرقدہ کے خلاف بازاری زبان استعمال کرنا اور ان کے تراجم کو صحیح نہ سمجھنا کوتاہ علمی اور بدباطنی کی دلیل ہے۔

فقیر محمد شریف غفرلہٗ

شیخ الحدیث محمد شریف رضوی

مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ سراجیہ رضویہ

حسن آباد جھنگ روڈ بھکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکران کنتم لاتعلمون ۝

دارا الافتاء

جامعہ انوار القرآن، مدنی مسجد، گلشن اقبال، بلاک 5، کراچی

فتویٰ نمبر (۵۵۱)

جلد نمبر (۱)

تاریخ اجراء ۴ اکتوبر ۲۰۰۳ء

فون نمبر
4961878
4990269

الاستفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وھوالموفق للصواب

محمد اقبال قادری صاحب کا جو استفتاء ہے اُس کا عنوان کنزالایمان اور البیان کے حوالے سے لفظ ذنب کا ترجمہ ہے۔ سائل نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس اللہ سرہٗ کے ترجمہ ذنب کے متعلق تین آیات کا حوالہ دیتے ہوئے دونوں واجب الاحترام شخصیات کا ترجمہ تحریر کیا ہے۔ اُن میں پہلی آیت کا تعلق سورۂ مومن سے ہے، دوسری کا سورۂ محمد سے اور تیسری کا سورۂ فتح سے ہے۔ سورۂ مؤمن کی آیت میں وارد لفظ ذنب کا ترجمہ جو امام اہل سنت نے کیا ہے وہ ہے: "اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو"۔ اور جو غزالیٔ زماں نے کیا ہے وہ ہے: "آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لیے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں"۔ پھر سورۂ محمد میں وارد لفظ ذنب کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے کیا ہے: "اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو"۔ اور غزالیٔ زماں نے ترجمہ کیا ہے: "آپ (اُمت کی تعلیم استغفار کے لیے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں"۔ پھر بہت ہی اہم اور معرکۃ الآراء آیت (لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر) سورۃ الفتح میں بھی امام اہل سنت اور غزالیٔ زماں کے ترجمہ میں بظاہر وہی اختلاف ہے جو گذشتہ آیات کے ترجمہ میں ہے لیکن امام اہل سنت نے اس کا جو ترجمہ کیا ہے وہ ہے: "تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے"۔ اور غزالیٔ زماں نے ترجمہ کیا ہے: "تاکہ اللہ آپ کے لیے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلافِ اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں۔)

مذکورہ تینوں تراجم میں غزالیٔ زماں کی جانب سے لفظ ذنب کا ترجمہ کسی نہ کسی طرح خلافِ اولیٰ ہی کیا گیا ہے جب کہ امام اہل سنت کی جانب سے ذنب کا معنی ایک مقام پر "اپنوں کے گناہ" ایک جگہ "اپنے خاصوں

(جاری ہے ......

اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ" اور ایک مقام پر "اگلوں اور پچھلوں کے گناہ" کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ گو الفاظ کے اعتبار سے امام اہل سنت کے ترجمہ میں کچھ تبدیلی ہے لیکن بہر حال لفظ ذنب کی نسبت کسی طور پر بھی اور کسی بھی حیثیت سے حضور کی ذات اقدس کی طرف نہیں ہے۔ جب کہ غزالی زماں کے ترجمہ میں تینوں مقامات پر لفظ ذنب کی نسبت کو (نظم قرآن کے مطابق) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی طرف برقرار رکھا گیا ہے لیکن ساتھ ہی آپ نے بہت ہی شائستگی اور متانت و فراست کے ساتھ "تعلیم امت" یا "محض صورۃً ذنب اور حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل" وغیرہ کا جو اضافہ فرمایا ہے وہ اس قدر شاندار ہے کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر قول اور عمل پر کسی بھی قسم کے وارد ہونے والے اعتراض کو دور کر دیا ہے۔

اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ اگر عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبردست حمیت کا حامل ہے تو غزالی زماں کا ترجمہ بھی عظمت و احترام مصطفیٰ اور محبت مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھرپور آئینہ دار ہے۔ اس لحاظ سے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ دونوں بزرگوں نے لفظ "ذنب" کی شاندار تاویل کر کے امت مسلمہ کو بہترین ترجمہ فراہم کیا ہے اور امت پر احسان عظیم کیا ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ مذکورہ دونوں تراجم کو اکابر علماءِ اسلام کی تائید حاصل ہے۔ امام فخر الدین رازی نے سورۂ فتح میں وارد لفظ ذنب کے بارے میں صراحت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کبھی کوئی ذنب (بمعنی گناہ) صادر ہی نہیں ہوا فماذا یغفر لہ؟ خود امام رازی جواب دیتے ہوئے لفظ "ذنب" کی مختلف توجیہات پیش کرتے ہیں کہ
۱۔ ذنب سے مراد "ذنب المؤمنین" ہے۔ (کنز الایمان میں اعلیٰ حضرت کا یہی مختار ہے۔) ۲۔ ذنب سے مراد ترک افضل ہے۔ (یہ غزالی زماں کا مختار ہے۔) ۳۔ ذنب سے صغائر مراد ہیں۔ (تفسیر کبیر، جزو ۲۷/ص ۷۸)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی لکھتے ہیں: المراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولی بالنسبۃ الی مقامہ علیہ الصلاۃ والسلام فھو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین۔ الخ (روح المعانی، جزو ۲۶/ص ۳۴۲)

اسی طرح علامہ سعد الدین تفتازانی نے لفظ ذنب کو لغزش اور ترک افضل پر محمول کیا ہے۔
(شرح مقاصد، ج ۲ ص ۱۹۲)

علماءِ اعلام کی ان تصریحات کی روشنی میں ہم یہی کہیں گے کہ امام اہل سنت اور غزالی زماں نے انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عصمت کو محفوظ رکھنے کے لیے جو اقدام کیا ہے اسے بنظر استحسان دیکھا جائیگا۔ اس بحث میں پڑنا کہ ہمارے ان دونوں بزرگوں میں سے کس کا ترجمہ درست ہے اور کس کا غلط، کون سی تاویل جائز ہے اور کون سی ناجائز؟ یہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو داغدار کرنے کے مترادف ہے۔ ہمیں دونوں تراجم کو وسعت نظری سے دیکھنا چاہیے کیونکہ خود امام اہل سنت نے بعض مقامات پر ذنب سے ترک افضل بھی مراد لیا ہے اور علامہ کاظمی صاحب نے ہر مقام پر ترک اولیٰ مراد لیا ہے۔ دونوں ہمارے محسنین ہیں۔ کم از کم میں دونوں عظیم شخصیات کے ناداِحسانات کے نیچے دبا ہوا ہوں۔ کہ اعلیٰ حضرت میرے امام اور مسلم امام ہیں اور علامہ کاظمی صاحب میرے استاذ اور مسلم استاذ ہیں۔ لہذا میں دونوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے امت مسلمہ پر اپنے علم کے جواہرات بکھیر کر امت کو تاریکی سے روشنی میں لاکر پرنور کر دیا۔ جزاھما اللہ خیر الجزاء عنی وعن جمیع المسلمین من اھل السنۃ والجماعۃ۔ آمین۔

فقیر [signature]
(محمد حسن حقانی) رکن متحدہ مجلس عمل و پرنسپل جامعہ انوار القرآن کراچی
۱۵/۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِاِنْ کُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ

دار الافتاء

جامعہ انوار القرآن، مدنی مسجد، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۵ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وھو الموفق للصواب

محمد اقبال قادری صاحب کا جو استفتاء ہے اس کا عنوان کنز الایمان اور البیان کے حوالہ سے لفظ ذنب کا ترجمہ ہے۔ سائل نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس اللہ سرہ کے ترجمہ ذنب کے متعلق تین آیات کا حوالہ دیتے ہوئے دونوں واجب الاحترام شخصیات کا ترجمہ تحریر کیا ہے۔ ان میں پہلی آیت کا تعلق سورۂ مومن سے ہے۔ دوسری کا سورۂ محمد سے اور تیسری کا سورۂ فتح سے ہے۔ سورۂ مومن کی آیت میں وارد لفظ ذنب کا ترجمہ جو امام اہلسنت نے کیا ہے وہ ہے: ''اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو'' اور جو غزالی زماں نے کیا ہے وہ ہے'' آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں''۔ پھر سورۂ محمد میں وارد لفظ ذنب کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے کیا ہے: ''اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو''۔ اور غزالی زماں نے ترجمہ کیا ہے: '' آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں'' پھر بہت ہی اہم اور معرکۃ الآراء آیت (لِیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ) سورۃ الفتح میں بھی امام اہلسنت اور غزالی زماں کے ترجمہ میں بظاہر وہی اختلاف ہے جو گذشتہ آیات کے ترجمہ میں ہے لیکن امام اہلسنت نے اس کا جو ترجمہ کیا ہے وہ ہے: تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے'' اور غزالی زماں نے ترجمہ کیا ہے: ''تا کہ اللہ آپ کے لئے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقتاً حسنات

الابرار سے افضل ہیں)

مذکورہ تینوں تراجم میں غزالی زماں کی جانب سے لفظ ذنب کا ترجمہ کسی نہ کسی طرح خلاف اولیٰ ہی کیا گیا ہے جبکہ امام اہلسنت کی جانب سے ذنب کا معنی ایک مقام پر "اپنوں کے گناہ" ایک جگہ "اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ" اور ایک مقام پر "اگلوں اور پچھلوں کے گناہ" کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ گو الفاظ کے اعتبار سے امام اہلسنت کے ترجمہ میں کچھ تبدیلی ہے لیکن بہرحال لفظ ذنب کی نسبت کسی طور پر بھی اور کسی بھی حیثیت سے حضور کی ذات اقدس کی طرف نہیں ہے۔ جبکہ غزالی زماں کے ترجمہ میں تینوں مقامات پر لفظ ذنب کی نسبت کو (نظم قرآن کے مطابق) نبی اکرم ﷺ ہی کی طرف برقرار رکھا گیا ہے لیکن ساتھ ہی آپ نے بہت ہی شائستگی اور متانت وفراست کے ساتھ "تعلیم امت" یا "محض صورۃً ذنب اور حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل" وغیرہ کا جو اضافہ فرمایا ہے وہ اس قدر شاندار ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے ہر قول اور عمل پر کسی بھی قسم کے وارد ہونے والے اعتراض کو دور کر دیا ہے۔

اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ اگر عشق مصطفیٰ ﷺ کی زبردست حمیت کا حامل ہے تو غزالی زماں کا ترجمہ بھی عظمت واحترام مصطفیٰ اور محبت مجتبیٰ ﷺ کا بھرپور آئینہ دار ہے۔ اس لحاظ سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دونوں بزرگوں نے لفظ "ذنب" کی شاندار تاویل کر کے امت مسلمہ کو بہترین ترجمہ فراہم کیا ہے اور امت پر احسان عظیم کیا ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ مذکورہ دونوں تراجم کو اکابر علماء اسلام کی تائید حاصل ہے۔ امام فخر الدین رازی نے سورۂ فتح میں وارد لفظ ذنب کے بارے میں صراحت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے کبھی کوئی ذنب (بمعنی گناہ) صادر ہی نہیں ہوا فماذا یغفر له ؟ خود امام رازی جواب دیتے ہوئے لفظ "ذنب" کی مختلف توجیہات پیش کرتے ہیں کہ (۱) ذنب سے مراد "ذنب المؤمنین" ہے۔ (کنز الایمان میں اعلیٰ حضرت کا یہی مختار ہے) (۲) ذنب سے مراد ترک افضل ہے (یہ غزالی زماں کا مختار ہے) (۳) ذنب سے صغائر مراد ہیں۔ (تفسیر کبیر جزء ۲۷، ص ۷۸)

علامہ سید محمود الوسی حنفی لکھتے ہیں: المراد بالذنب مافرط من خلاف الاولیٰ بالنسبة الی مقامه

علیه الصلاة والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین۔(الخ)(روح المعانی جزء۲۶ر ص۳۴۲)

اسی طرح علامہ سعد الدین تفتازانی نے لفظ ذنب کو لغزش اور ترک افضل پر محمول کیا ہے۔(شرح مقاصد، ج۲، ص۱۹۲)

علماء اعلام کی ان تصریحات کی روشنی میں ہم یہی کہیں گے کہ امام اہلسنت اور غزالی زماں نے انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً نبی اکرم ﷺ کی عصمت کو محفوظ رکھنے کے لئے جو اقدام کیا ہے اسے بنظر استحسان دیکھا جائے گا۔ اس بحث میں پڑنا کہ ہمارے ان دونوں بزرگوں میں سے کس کا ترجمہ درست ہے اور کس کا غلط، کون سی تاویل جائز ہے اور کون سی ناجائز؟ یہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو داغدار کرنے کے مترادف ہے۔ ہمیں دونوں تراجم کو وسعت نظر سے دیکھنا چاہئے، کیونکہ خود امام اہلسنت نے بعض مقامات پر ذنب سے ترک افضل بھی مراد لیا ہے اور علامہ کاظمی صاحب نے ہر مقام پر ترک اولیٰ مراد لیا ہے۔ دونوں ہمارے محسنین ہیں۔ کم از کم میں دونوں عظیم شخصیات کے نادر احسانات کے نیچے دبا ہوا ہوں کہ اعلیٰ حضرت میرے امام اور مسلم امام ہیں اور علامہ کاظمی صاحب میرے استاذ اور مسلم استاذ ہیں۔ لہذا میں دونوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے امت مسلمہ پر اپنے علم کے جواہرات بکھیر کرامت کو تاریکی سے روشنی میں لاکر پرنور کردیا۔ جزاهما اللّٰه خیر الجزاء عنی و عن جمیع المسلمین من اهل السنة والجماعة

فقیر محمد حسن حقانی
رکن فتاویٰ بورڈ
پرنسپل جامعہ انوار القرآن کراچی

4-10-03

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

"تصدیق و تصویب"

مولانا اقبال قادری کا استفتاء اور مندرجہ ذیل علمائے کرام کے جوابات نظر سے گزرے:۔

۱۔ مفتی محمد عز علی خاں نعمانی علیہ الرحمہ (کراچی)

۲۔ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی قادری رضوی علیہ الرحمہ (لاہور)

۳۔ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری (بریلی شریف)

۴۔ مفتی محمد صالح قادری بریلوی، صدر فتوٰی حضرت علامہ سبحان رضا خاں (بریلی شریف)

انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور تمام صغائر و کبائر سے پاک ہیں (فقہ اکبر، ص ۶۸۔ شرح فقہ اکبر، ص ۶۰۵)۔ قرآن کریم میں ان حضرات عالیہ کی طرف ذنب کی نسبت کی گئی ہے، شفا شریف میں جس کی بڑی نفیس تاویل کی ہے، فرماتے ہیں:۔

"انبیاء (علیہم السلام) امور مباحہ کے بارے میں خائف رہتے ہیں کیونکہ ان امور سے نہ روکا جاتا ہے نہ حکم دیا جاتا ہے (شفاء شریف، مطبوعہ ملتان، جلد ۲، ص ۱۴۹۔ ۱۵۰)

پیشِ نظر استفتاء میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور غزالیِ دوراں علیہ الرحمہ کے متعلق "ذنب" کی نسبت کے بارے میں سوالات کئے گئے ہیں جن کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں۔ جوابات سے واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا علمائے کرام کے نزدیک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور غزالیِ دوراں علیہ الرحمہ کے مسئولہ آیات کے تراجم درست اور صحیح ہیں۔ حقیقت یہ ہے ان دونوں حضرات نے اپنے دل سے ترجمہ نہیں کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حضرت عطاء بن عبداللہ خراسانی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م - ۱۳۵ھ) اور دیگر علماء و مفسرین کی تاویل کو پسند فرمایا اور حضرت غزالیِ دوراں علیہ الرحمہ نے حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ (م - ۶۰۶ھ) اور دیگر علماء و مفسرین کی تاویل کو پسند فرمایا، ہمارے لئے دونوں محترم ہیں۔ دونوں کا احترام لازم ہے۔

سورۂ مومن (آیت نمبر ۵۵) سورۂ محمد (آیت نمبر ۱۹) سورۂ فتح (آیت نمبر ۲) میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے "ذنب" کی نسبت امت کی طرف کی ہے۔ جب کہ غزالیِ دوراں علیہ الرحمہ نے "ذنب" کا ترجمہ "(بظاہر خلاف اولیٰ کرتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نسبت کی ہے) جیسا کہ عرض کیا گیا علمائے اہل سنت کے تراجم میں یہ

حضور کی نسبتیں پائی جاتی ہیں اس لئے ان دونوں ترجموں میں سے کسی ترجمے پر

حرف گیری سلف صالحین پر حرف گیری ہوگی۔

ذنب کی نسبت امت کی طرف ان تفاسیر میں موجود ہے

(مدارک التنزیل ج۔۴، ص۔۹۷)، روح البیان (ج ۸، ص ۱۹۵)،

روح المعانی (ج ۲۶، ص۔ ۷۷)، البحر المحیط (ج ۷، ص ۱۷۴)،

تفسیر کبیر (ج ۲۶، ص۔ ۷۸)، وغیرہ وغیرہ۔

اور ذنب کے معنی "خلاف اولیٰ" اور "ترک الافضل" کرتے ہوئے حضور انور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت ان کتابوں میں موجود ہے۔ تفسیر کبیر

(ج ۲۷، ص ۷۱، ۷۷) شرح مقاصد (ج ۲، ص ۱۹۲، ۱۹۷)

بحر الرائق (ج ۲، ص ۱۹) تفسیر صاوی (ج ۴، ص ۸۰) وغیرہ وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ میں "خلاف اولیٰ"

اور "ترک الافضل" کے بارے میں بھی یہ اظہار خیال فرمایا ہے فرماتے ہیں ہے

۱۔ ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل

ظہور رسالت ہو اور توسعاً خلاف اولیٰ کو بھی،

جو ہرگز منافی نبوت نہیں (فتاوی رضویہ، کراچی،

ج۔۹ ص ۷۸۔۷۹)

۲۔ ذنوب انبیاء علیہم السلام سے مراد صورۃً گناہ ہے۔ ورنہ حقیقتاً گناہ سے انبیاء علیہم السلام نہایت دور اور منزّہ و مبرّا ہیں۔ (ترجمہ عربی) (تعلیقات رضا بر تفسیر معالم التنزیل، لاہور، ص۔ ۲۵)

۳۔ نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وہاں "ترکِ اولیٰ" کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ "ترکِ اولیٰ" ہرگز گناہ نہیں (فتاویٰ رضویہ، کراچی، ج ۹، ص۔ ۷۷)

۴۔ ذنب کی اضافت ہے تو حضور کی طرف اُس سے مراد بھی آپ کے افعالِ واقعیّہ ہیں نہ کہ فرضیّہ۔ لیکن ان کا ذنب ہونا محض صورتاً اور بظاہر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۳۰۷ء۸۰ ملخصاً)

—— اگر بغور دیکھا جائے تو حضرت غزالیٔ دوراں علیہ الرحمہ نے "ذنب" کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تشریحات کو اپنے ترجمے میں سمو دیا ہے۔

حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ سے فقیر کے چالیس سال

مراسم رہے اور وہ فقیر کو اپنی بزرگانہ شفقتوں سے نوازتے رہے۔

وہ متبحر عالم، محدث، مفسر، متبع سنت اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تھے ۔ شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی

بھی ان کی طرف منسوب کی جا سکتی نہیں۔ "ذنب" کا ترجمہ گناہ ہونے کے باوجود

انھوں نے ترجمہ خلافِ اولیٰ کیا اور اس طرح "ذنب" کی شدت کو ختم

کر دیا پھر کسی بھی بدگمانی کو دور کرنے کیلئے "خلافِ اولیٰ" سے پہلے (بظاہر)

لگا دیا۔ اب کسی بھی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی ۔

ان حضراتِ عالیہ سے حسنِ ظن رکھنا چاہئے کیونکہ

بعض بدگمانیاں گناہِ کبیرہ ہیں۔ بدگمانیوں سے انتشار و افتراق

کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بدگمانی کرنے والا مستقل گناہ میں مبتلا

رہتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر و محسنین سے حسنِ ظن کی

توفیقِ خیر رفیق عطا فرمائے آمین ـــــ اہلِ سنت وجماعت میں

اتحاد واتفاق کی اہم ضرورت ہے، عالمی سطح پر مسلمانانِ عالم کے خلاف

جو کچھ ہو رہا ہے اس کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور نہایت ہی حزم و

احتیاط کے ساتھ قلم اٹھانا چاہیئے ــــ آخر میں پھر عرض کروں گا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور حضرت غزالیٔ دوراں علیہ الرحمہ نے مذکورہ آیات کے اپنے دل سے ترجمے نہیں کئے بلکہ وہی فرمایا جو سلف صالحین نے فرمایا۔ اُن پر کسی قسم کا اعتراض حقیقت میں سلف صالحین پر اعتراض ہوگا ــــ سیدھی راہ یہ ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کا احترام کریں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

"برکت تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہے ــــ" اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ــــ واللہ تعالیٰ اعلم

احقر
محمد مسعود
کراچی

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ
۱۹ فروری ۲۰۰۴ء

شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی
بن مسعود
محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی
کراچی ... اسلامی جمہوریہ پاکستان

ترجمان تعلیمات امام احمد رضا مسعود ملت حضرت علامہ

ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

''تصدیق وتصویب''

مولانا اقبال قادری کا استفتاء اور مندرجہ ذیل علمائے کرام کے جوابات نظر سے گزرے۔

۱) مفتی محمد ظفر علی خاں نعمانی علیہ الرحمہ (کراچی)

۲) مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی قادری رضوی علیہ الرحمہ (لاہور)

۳) علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری (بریلی شریف)

۴) مفتی محمد صالح قادری بریلوی، مصدقہ حضرت علامہ سبحان رضا خاں (بریلی شریف)

انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور تمام صغائر و کبائر سے پاک ہیں (فقہ اکبر، ص ۶۸۔ شرح فقہ اکبر۔ ص ۴۰۵)

قرآن کریم میں ان حضرات عالیہ کی طرف ''ذنب'' کی نسبت کی گئی ہے شفا شریف میں جس کی بڑی نفیس تاویل کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

''انبیاء (علیہم السلام) امور مباحہ کے بارے میں خائف رہتے ہیں کیونکہ ان امور سے نہ روکا جاتا ہے نہ حکم دیا جاتا ہے۔ (شفاء شریف، مطبوعہ ملتان، جلد ۲، ص ۱۴۹۔۱۵۰)

پیش نظر استفتاء میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور غزالی دوراں علیہ الرحمہ کے متعلق ''ذنب'' کی نسبت کے بارے میں سوالات کئے گئے ہیں جن کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں۔ جوابات سے واضح ہوتا ہے کہ متذکرہ بالا علمائے کرام کے نزدیک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور غزالی دوراں علیہ الرحمہ کے مسئولہ آیات کے تراجم درست اور صحیح ہیں۔ حقیقت یہ ہے ان دونوں حضرات نے اپنے دل سے ترجمہ نہیں کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حضرت عطاء بن عبداللہ خراسانی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔۱۳۵ھ) اور دیگر علماء ومفسرین کی تاویل کو پسند فرمایا اور حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ نے حضرت امام فخر الدین رازی علیہ (م۔۶۰۶ھ) اور دیگر علماء ومفسرین کی تاویل کو پسند فرمایا' ہمارے لئے دونوں محترم ہیں۔ دونوں کا احترام لازم ہے۔

سورۂ مؤمن (آیت نمبر ۵۵) سورۂ محمد (آیت نمبر ۱۹) سورۂ فتح (آیت نمبر ۲) میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ''ذنب'' کی نسبت امت کی طرف کی ہے۔ جبکہ غزالی دوراں علیہ الرحمہ نے ''ذنب'' کا ترجمہ (بظاہر) خلاف اولیٰ کرتے ہوئے حضور انور ﷺ کی طرف نسبت کی ہے۔۔۔ جیسا کہ عرض کیا گیا علمائے اہلسنت کے تراجم میں یہ دونوں نسبتیں پائی جاتی ہیں اس لئے ان دونوں ترجموں میں سے کسی ترجمے پر حرف گیری سلف صالحین پر حرف گیری ہوگی۔

ذنب کی نسبت امت کی طرف ان تفاسیر میں موجود ہے۔ (مدارک التنزیل' ج ۴' ص ۹۷) روح البیان (ج ۸' ص ۱۹۵) روح المعانی (ج ۲۴' ص ۷۷)' البحر المحیط (ج ۷' ص ۴۷۱) تفسیر کبیر (ج ۲۶' ص ۷۸) وغیرہ وغیرہ

اور ذنب کے معنیٰ ''خلاف اولیٰ'' اور ''ترک الافضل'' کرتے ہوئے حضور انور ﷺ کی طرف نسبت ان کتابوں میں موجود ہے۔ تفسیر کبیر (ج ۲۷' ص ۶۱' ۷۷) شرح مقاصد (ج ۲' ص ۱۹۲' ۱۹۷) بحر الرائق (ج ۲' ص ۱۹) تفسیر صاوی (ج ۴' ص ۸۰) وغیرہ وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ میں ''خلاف اولیٰ'' اور ''ترک الافضل'' کے بارے میں بھی یہ اظہار خیال فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

۱) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگر چہ قبل ظہور رسالت ہو اور توسعاً خلاف اولیٰ کو بھی جو ہرگز

منافی نبوت نہیں (فتاویٰ رضویہ، کراچی، ج ۹، ص ۷۸۔۷۹)

۲) ذنوب انبیاء علیہم السلام سے مراد صورۃً گناہ ہے۔ ورنہ حقیقتاً گناہ سے انبیاء علیہم السلام نہایت دور اور منزہ ومبرا ہیں۔ (ترجمہ عربی: تعلیقات رضا بر تفسیر معالم التنزیل، لاہور، ص ۲۵)

۳) نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں۔ وہاں ''ترک اولیٰ'' کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ''ترک اولیٰ'' ہرگز گناہ نہیں (فتاویٰ رضویہ، کراچی ج ۹، ص ۷۷)

۴) ذنب کی اضافت ہے تو حضور کی طرف اور اس سے مراد بھی آپ کے افعال واقعیہ ہیں نہ کہ فرضیہ۔ لیکن ان کا ذنب ہونا محض صورتاً اور بظاہر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۷۶، ۷۸) ملخصاً

اگر بغور دیکھا جائے تو حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ نے ''ذنب'' کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تشریحات کو اپنے ترجمے میں سمو دیا ہے۔

حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ سے فقیر کے چالیس سال مراسم رہے اور وہ فقیر کو اپنی بزرگانہ شفقتوں سے نوازتے رہے۔ وہ متبحر عالم، محدث، مفسر، متبع سنت اور عاشق رسول ﷺ تھے۔ شان رسالت ﷺ میں ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی بھی ان کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔ ''ذنب'' کا ترجمہ گناہ ہونے کے باوجود انہوں نے ترجمہ ''خلاف اولیٰ'' کیا اور اس طرح ذنب کی شدت کو ختم کر دیا پھر کسی بھی بدگمانی کو دور کرنے کے لئے ''خلاف اولیٰ'' سے پہلے (بظاہر) لگا دیا۔ اب کسی بھی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔

ان حضرت عالیہ سے حسن ظن رکھنا چاہئے کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ کبیرہ ہیں۔ بدگمانیوں سے انتشار و افتراق کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بدگمانی کرنے والا مستقل گناہ میں مبتلا رہتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرو محسنین سے حسن ظن کی توفیق خیر رفیق عطا فرمائے آمین۔۔۔ اہل سنت و جماعت میں اتحاد واتفاق کی اہم ضرورت ہے، عالم سطح پر مسلمانان عالم کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے اس کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور نہایت ہی حزم واحتیاط کے ساتھ قلم اٹھانا چاہئے۔ آخر میں پھر عرض کروں گا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ نے مذکورہ آیات کے اپنے دل سے ترجمے نہیں کئے بلکہ وہی فرمایا جو سلف صالحین نے فرمایا۔ ان پر کسی قسم کا اعتراض حقیقت میں سلف صالحین پر اعتراض ہوگا۔ سیدھی راہ یہ ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کا احترام کریں کیونکہ حضور انور

بقیہ حصہ صفحہ 145 پر ملاحظہ فرمائیں

۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

۹ مارچ ۲۰۰۴ء

محترم و مکرم پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے مزاج گرامی بفضلہٖ بخیر ہوں گے،

قرآن مجید فرقان حمید کی تین آیات کریمہ (سورۂ مومن آیت نمبر ۵۵، سورۂ محمد آیت نمبر ۱۹، اور سورۂ فتح آیت نمبر ۲) جن میں "مغفرت ذنب" کا ذکر ہے، اس کے حوالے سے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن للشیخ الامام احمد رضا خان والبیان للشیخ العلامۃ السید احمد سعید کاظمی قدس سرھما کے تراجم کے بارے میں (صحت و عدم صحت کا) استفسار اور بعض علمائے ذی وقار کے جوابات حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد حفظہ اللہ الاحد کی معرفت موصول ہوئے۔ ان سب کے ملاحظہ سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان تینوں آیات میں "ذنب" سے ظاہری معروف لغوی معنی یعنی گناہ مراد نہیں ہے، کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم عن الخطاء ہیں اور اس پر متعدد قرآنی آیات کریمہ نص ہیں مثلاً

(۱) اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ ط (بنی اسرائیل ۱۷/۶۵) "بیشک جو میرے (خاص) بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں"

(۲) وَمَا اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَا اَنْهٰکُمْ عَنْهُ ط (ھود: ۱۱/۸۸)

"اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں، آپ اس کا خلاف کرنے لگوں"

اس سے ظاہر ہوا کہ ابلیسِ لعین کی انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تک رسائی ممکن ہی نہیں اور نہ ہی ان کے قلوبِ مطہرہ میں کسی صغیرہ وکبیرہ گناہ کی نیت و ارادے کا کوئی گزر۔

قرآنِ مجید کی مذکورہ تینوں آیاتِ مبارکہ مؤوّل ہیں۔ یہاں ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ مرادی معنی لیئے جائیں گے۔ اصحاب علم وتفسیر قرونِ خیر سے عربی لسان ولغت کے قواعد کے اعتبار سے ان مؤوّل آیاتِ مبارکہ کی لائق مقام توجیہہ کرتے چلے آئے ہیں۔ "حذفِ مضاف" کا طریقۂ کار عربوں میں کثیر الاستعمال رہا ہے۔ یہ عربی لسان کی فصاحت وبلاغت کے اظہار کا ایک طریقہ رہا ہے اور قرآن حکیم چوں کہ افصح الکلام ہے اس میں بھی اس کے نمونے بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ سلف صالحین علمائے تفاسیر نے قرآن حکیم سے ایسے ایک ایک سو، تین تین سو، اور ہزار ہزار مقالات تک کی نشاندہی کی ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر معانی القرآن ج ۱، ص ۶۱، کتاب الخصائص ج ۲، ص ۳۶۲، ص ۴۵۲، نمبر ۳۱، ص ۴۵، بحوالہ مجلّہ فقہ اسلامی شمارہ اکتوبر۔نومبر ۲۰۰۳)

دفتر: ۲۵، دوسری منزل، جاپان مینشن، ریگل صدر کراچی، پوسٹ کوڈ ۷۴۴۰۰، پوسٹ بکس نمبر ۴۸۹، فون: ۷۲۵۱۵۰، اسلامی جمہوریہ پاکستان
25, Japan Mansion, Raza Chowk (Regal) Saddar Karachi, (PAKISTAN)

رہائش، ۶۳-بی-۱، اسٹریٹ نمبر ۲۱، خیابان بادبان، ڈیفنس فیز ۷، کراچی، پاکستان فون: ۵۸۰۵۲۲۹ / ۵۸۰۵۲۴۳-۰۲۱-۰۹۲
Res: 63-B-I Street No. 21 Khayaban-e-Badbadn, Defence, Phase VII, Karachi (Pakistan) Ph:092-021-5805229/5805243

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا

رجسٹرڈ

(2)

لہٰذا مذکورہ آیات شریفہ کا توجیہی ترجمہ عصمت و مقام مصطفیٰ علیہ السلام کے اعتبار سے ہی کیا جاتا تھا اور اس کا قرینہ موجود ہے کہ "لم تکن للنبی ﷺ ذنب" یعنی شفیع المذنبین ﷺ کے ذنب نہیں ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہ السامی نے سورۂ فتح کی آیات کریمہ "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر و یتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطاً مستقیما" کا توجیہی ترجمہ یہ فرمایا:

"تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے"

جبکہ امام اہلسنت، غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہٗ نے ایک دوسرا توجیہی ترجمہ تحریر فرمایا:

"تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں) اور اپنی نعمت آپ پر پوری کردے اور آپ کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھے"۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ بحمد اللہ یہ دونوں توجیہی تراجم اپنی اپنی جگہ درست، معتمد اور مستند ہیں، ائمہ تفاسیر رحمہم اللہ کی بیان کردہ توجیہات میں سے ہیں بلکہ ان کا عصیر ہیں۔ جس کو مزید تحقیق و مطالعہ کا شوق ہو وہ ان تفاسیر مثلاً تفسیر کبیر، شرح مقاصد، شرح مسلم امام نووی، تفسیر صاوی وغیرہم کا مطالعہ کرے۔

اب رہ گئی یہ بحث کہ کون سی توجیہ اصح ہے تو یہ محض کارعبث، وقت کا ضیاع ہے اور عوام میں انتشار و افتراق پیدا کرتا ہے، اور فتنہ و فساد کا موجب بنتا ہے، اور احقر کی ناچیز رائے میں جو قول یا تحریر یا عمل مسلمانوں میں فتنہ و فساد اور تفرقہ پیدا کردے وہ یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول مکرم شافع یوم النشور ﷺ کے حضور موجب عذاب و عتاب ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ نے اپنے ترجمۂ قرآن کریم کنزالایمان کے علاوہ اپنی دیگر تصانیف/ فتاویٰ میں حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمہ کی بیان کردہ توجیہ بلکہ اس کے علاوہ مزید ۱۳ر توجیہات احادیث و تفاسیر کی روشنی میں تحریر فرمائی ہیں اور یقیناً سب کی سب جائز اور مستحسن ہیں اور ان میں باہم بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ سب تاویلات ایسی ہیں جن سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سید الانبیاء شافع یوم جزا ﷺ کی عصمت و عظمت اور مقام اصطفیٰ واجتبیٰ محفوظ اور ثابت و برقرار ہے۔ پھر دور جدید میں ہمارے ان دونوں بزرگوں کا علم و تقویٰ، تفقہ فی الدین، عمل بالسنۃ، تدبر و فراست، تبلیغ دین و مسلک حقہ، فروغ عشق رسول ﷺ اور اصلاح و فلاح المسلمین میں ایک خاص امتیازی مقام و مرتبہ ہے۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ آج بعض بزعم خویش "ڈاکٹر" "محقق عصر" اور بسند خویش "سراج الامۃ" قسم کے مولوی حضرات اپنی تفسیر بالرائے اور "تحقیق انیق" کے پردے میں ہمارے ثقہ سلف و خلف صالحین کی تذلیل و تفسیق پر اتر آئے ہیں، دو دن کی فانی زندگی میں اپنی "علامیت" کی شہرت کی خاطر اہلسنت و جماعت کے اندر انتشار اور گروہ بندی کو ہوا دے رہے ہیں۔

ہمیں ایسے ناعاقبت اندیش افراد سے بچنا چاہیے اور اپنے مسلّم بزرگوں کے دامن سے وابستہ رہ کر اپنے لیئے اور اپنے تمام وابستگانِ جماعت

خط و کتابت: ۲۵۔ دوسری منزل، جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی۔ پوسٹ کوڈ ۷۴۴۰۰۔ پوسٹ بکس نمبر ۴۸۹، فون: ۷۷۲۵۱۵۰، ٹیلیگرام: المختار
اسلامی جمہوریہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا

رجسٹرڈ

(3)

اہلسنت کے لئے اسلاف کرام کے ادب اور ان سے نیازمندی کی توفیق اللہ تبارک وتعالیٰ سے چاہنا چاہیے۔ ہمیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہ ہمارے دونوں مذکورہ بزرگ ہمارے اسلاف کرام کی نشانی اور ان کی عظمت کے آئینہ ہیں اور ان سے اور ان جیسے دیگر بزرگوں کے دامنِ کرم سے وابستگی ہی ہماری صلاح وفلاح ونجات کی ضمانت ہے۔

آخر میں گفتگو کو سمیٹتے ہوئے عرض ہے کہ جن حضرات کو حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمۃ کے ترجمہ اور خصوصاً لفظ ''خلاف اولیٰ'' کے استعمال پر اعتراض ہے راقم کو ان کی ہوشمندی پر شبہ ہے۔ یہ حضرات اپنی ''ہمہ دانی'' کے زعم میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور حضرت غزالی دوراں علیہما الرحمۃ کے دلائل و براھین اور مرویات واسناد کو ''عقلاً مخدوش'' اور ''باطل'' کہہ کر رد کرتے ہیں، لیکن چند صفحات بعد اپنا ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں اور اسی طرز استدلال سے خود اپنا موقف ثابت کرتے ہیں تو ایسے حضرات کا کیا بھروسہ اور ان کی گفتگو میں کیا وزن رہ جاتا ہے کہ یہ تو اس منزل میں ہیں کہ ؎

بک رہا ہوں جنوں میں جانے کیا!

حضرت غزالی دوراں علیہ الرحمۃ نے لفظ ''خلاف اولیٰ'' کے استعمال کو جابجا ''بظاہر''، ''محض صورۃ'' اور ''حقیقۃ حسنات الابرار سے افضل'' کی قید لگا کر ترجمہ میں جو حسن پیدا کیا ہے اور سید عالم ﷺ کے حضور جس ادب واحترام کا اظہار کیا ہے اور آقا ومولیٰ سرور کائنات ﷺ کے مقام اعلیٰ اور مرتبۂ ارفع کا جس خوبصورتی سے تحفظ کیا ہے وہ کچھ اہل علم ونظر ہی جانتے ہیں اور وہی اس نفیس ترجمہ کی قدر پہچانتے ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ جہاں ان کا یہ ترجمہ علوم قرآن و حدیث وتفسیر میں ان کی مہارت کا غماز ہے وہیں عشق رسالتمآب ﷺ میں ان کے انہماک کا بھی مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں پر رحمت ورضوان کی بارش فرمائے، ہمیں ان کے دامن سے وابستہ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

والسلام مع الاکرام

آپکا مخلص

[دستخط]

خط وکتابت: ۲۵، دوسری منزل، جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی۔ پوسٹ کوڈ ۷۴۴۰۰۔ پوسٹ بکس نمبر ۴۸۹، فون: ۷۷۲۵۱۵۰، ٹیلیگرام: المختار

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Darul Uloom Naeemia

Block # 15, F. B. Area, Karachi-Pakistan.

: 92-21-6324236 - 6314508 Fax 6376888

دار العلوم نعیمیہ

بلاک نمبر ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی۔ پاکستان

مورخہ: ۳۱ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

حوالہ نمبر: ________

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید کی آیت مبارکہ "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتأخر" کا ایک محمل وہ ہے، جو امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملّت رضی اللہ عنہ نے اپنے ترجمہ "کنزالایمان" میں اختیار فرمایا ہے، کہ مغفرت ذنب کی نسبت براہِ راست رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں بلکہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کی طرف ہے۔ دوسرا محمل وہ ہے کہ یہ نسبت ہے تو آپ ﷺ کی طرف، لیکن اس کے محامل، محتملات، توجیہات اور تاویلات ہیں، جن کو اختیار کر کے عصمتِ نبوی ﷺ کا امت مسلمہ کا مسلّمہ عقیدہ اپنی جگہ قائم ودائم رہتا ہے۔ ان متعدد محامل ومحتملات کو اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ میں اور آپ کے والد ماجد علامہ مولانا نقی علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے "سرور القلوب بذکر المحبوب ﷺ" میں ذکر فرمایا ہے۔

غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہی محامل میں سے ایک محمل کو، جو اپنے ترجمۂ قرآن میں اختیار فرمایا ہے، وہ درست ہے۔ ہر صاحبِ علم کو اپنے دلائل کی روشنی میں اپنا راجح موقف اختیار کرنے کا حق حاصل ہے اور کسی بھی اہل علم کو اسے غلط قرار دینا اور ہدفِ طعن بنانا درست نہیں ہے۔ ویسے بھی ہمارے لئے احسن طریقہ یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف محاذ کھولنے کے بجائے متحد ومنظم ہو کر عقائد ومسالک باطلہ کا مقابلہ کریں اور اپنے اکابر کی تعظیم وتکریم کو اپنا شعار بنائیں۔

منیب الرحمٰن

(مفتی منیب الرحمٰن)

مہتمم دار العلوم نعیمیہ، کراچی

صدر تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان

نوٹ: میں اس تحریر کی مکمل تائید وتوثیق کرتا ہوں

(مولانا جمیل احمد نعیمی)

استاذ الحدیث وناظم تعلیمات

دار العلوم نعیمیہ، کراچی

www: darululoom-naeemia.com ★ E-mail:mufti@darululoom-naeemia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ
بگھار شریف
کہوٹہ، ضلع راولپنڈی

تاریخ ۔۔۔۔۔۔۔ ۱-۷-۲۰۰۳ء

گرامی مرتبت عزت مآب اُستاذ مکرم حضرت صاحبزادہ سیّد مظہر سعید کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، مزاج گرامی!

جناب کا شفقت نامہ صادر ہوا۔ جناب والا نے اپنے مکتوب گرامی میں اعلیٰحضرت فاضل بریلویؒ کے ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' اور غزالی زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ کے ترجمۂ قرآن ''البیان'' میں لفظ ''ذنب'' کے معانی و مفہوم سے متعلق ناچیز کو اپنی رائے کے اظہار کے لئے حکم ارشاد فرمایا ہے۔ ناچیز ہیچ مداں جو علوم دینیہ کے ساتھ نسبت و تعلق رکھتا ہے تو اس کا وافر حصہ گزشتہ صدی کی نابغہ روزگار ہستی حضرت غزالی زماں مولانا سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا مرہون منت ہے۔ مجھے یہ رقم کرنے میں ذرہ برابر تأمل نہیں کہ صدیاں گزرنے کے بعد چمن میں ایسے دیدہ ور پیدا ہوتے ہیں۔ زبان و بیان پر قدرت اور خطابت کی دلآویزی سے جس طرح رب العزت نے میرے اُستاذ گرامی کو سرفراز فرمایا تھا وہ اہلسنت کے لئے کل بھی باعث فخر تھا آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ آپ نے جس حُسن و خوبی، طمطراق اور جرأت رندانہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو عوام و خواص تک پہنچایا وہ اہل حق کے لئے روشن مثال اور قابل تقلید نمونہ ہے۔ آپ کا فلسفہ، منطق، کلام، قرآن و حدیث کے معانی و مفاہیم کی عقدہ کشائیاں سب کا مرکز و محور ایک ہی تھا۔

عقل قربان کن بپیش مصطفیٰ

لفظ ''ذنب'' کی اضافت کمال احتیاط کی متقاضی ہے۔ اِسی پُل صراط کو عبور کرنے کے لئے اعلیٰحضرتؒ نے بھی فکر کی جولانگاہ میں بلندئ پرواز کا نادر مظاہرہ فرمایا اور اعلیٰحضرت کی فکر کے ترجمان حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان کے قواعد و ضوابط کو پوری طرح ملحوظ رکھ کر سرکار علیہ السلام کے مقامِ رفیع کو جس انداز سے بیان فرمایا قافلہ عشق و مستی کا ہر مسافر اُسے پڑھ کر وجد میں آ جاتا ہے۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت غزالی زماںؒ براہِ راست نور نبوت سے مستنیر ہونے والے طبقۂ علماء میں سے تھے۔ ہر دو شخصیات نے برصغیر میں عشقِ رسول ﷺ کی ایسی شمع فروزاں فرمائی ہے کہ مسلسل ریشہ دوانیوں کے باوجود اُس شمع کی لو ہر آنے والے لمحہ تیز تر ہو رہی ہے۔ اللہ جل مجدہ آپ کے مزارات پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

والسلام مع غایت الاحترام

نیاز مند

ساجد الرحمٰن

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن

حضرت صاحبزادہ سیّد مظہر سعید کاظمی صاحب
سجادہ نشین آستانہ عالیہ سعیدیہ کاظمیہ،
امیر جماعت اہلسنت پاکستان،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعہ فریدیہ (رجسٹرڈ) ساہیوال

فون ۰۴۴۱۔۶۶۶۸۵
۰۴۴۱۔۶۶۹۸۵
0441-226285
فیکس: 0441-60985

حوالہ نمبر
تاریخ

الجواب اللھم اجعل لی الصدق و الصواب

☆ ملت اسلامیہ میں یہ عقیدہ بڑا راسخ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسیہ ہر قسم کے صغیرہ کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں (1)۔

☆ انبیاء علیہم السلام کی عصمت اعلان نبوت سے قبل اور بعد دونوں زمانوں میں ثابت ہے (2)

☆ انبیاء علیہم السلام کی طرف کسی ایسے کلمہ کا انتساب نہ کیا جائے جس سے عصمت متاثر ہوتی ہو۔

☆ قرآن مقدس یا احادیث مبارکہ میں جہاں کہیں ایسے کلمہ کا استعمال ہوا ہے وہ بہر حال قابل تاویل ہوگا۔

☆ قرآن مقدس کی آیہ مبارکہ "لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" (3) میں ذنب کی نسبت میں بہر حال تاویل کرنا ہوگی، اور بہت سے اہل فکر ونظر نے تاویلات کی ہیں۔

☆ امام محمد فخر الدین رازی نے وضاحت فرمائی ہے جو مطالعہ سے تعلق رکھتی ہے (4)

☆ متعدد تاویلات میں ایک تاویل "ترک اولی" بھی ہے جسے درج ذیل جید علماء نے بھی بیان کیا ہے۔ امام محمد فخر الدین رازی، علامہ سعد الدین تفتازانی (5) امام نووی (6) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اس آیۃ کا ترجمہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے یہ کیا ہے "تاکہ اللہ تمھارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے" مگر آپکی متعدد تحریروں سے ترک اولی کا ذکر بھی واضح ہے (7) یہی ترجمہ "ترک اولیٰ" غزالی زماں سیدی مولانا سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے نہ معلوم غزالی زماں کے اس ترجمہ پر ہنگامہ آرائی کیوں؟ دعا ہے رب قدوس ہم سب کو ٹھنڈے دل سے غور وفکر کی توفیق بخشے اور جماعت اہلسنت کو انتشار وافتراق سے بچائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم

ابو النصر منظور احمد
خادم الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

(مہر: جامعہ فریدیہ)

(1) شرح فقہ اکبر ص 68
(2) شرح فقہ اکبر ص 605
(3) الفتح 2:48
(4) تفسیر کبیر، ص 27
(5) شرح مقاصد ص 192/2
(6) شرح الجامع الصحیح ص 109/1
(7) العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ص 79/9

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

خادم الغوثیہ سید محمد محفوظ الحق چشتی صابری قادری

خطیب جامع مسجد اکبر غلہ منڈی بوریوالہ ضلع وہاڑی

کوڈ نمبر: ۰۴۴۷ —— فون نمبر: ۵۳۴۹۴

تاریخ: چہاردہم رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
۱۰ نومبر ۲۰۰۳ء

مخدوم اہل سنت۔ امیر جماعت اہل سنت۔ جانشین امام اہل سنت حضرت علامہ
پروفیسر سید مظہر سعید صاحب کاظمی! لازلتم ودمتم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عافیت طرفین مطلوب۔ نخبۃ المرام آنکہ
اصل مسئلہ تو مفصل استفتاء سے ہی مبرہن اور واضح ہو گیا ہے گزارش
یہ ہے کہ آپ نے بصورت استفتاء ایک منظم علماء کی فتوی مجھ جیسے
بے بضاعت کے لئے ارسال فرمایا۔ ورنہ ایسے مرکزی اور عمیق مسئلہ پر
مجھ جیسا بے صلاحیت کیا قلم اٹھا سکتا ہے۔
بہرحال تعمیل ارشاد کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اور
احباب کی نظریاتی رفاقت وموافقت کی خاطر تاثیر کے طور پر چند
تذکیرات پیش خدمت ہیں۔
حلقۂ نسب ونسبت سے تحیۂ مسنونہ اور آپ سے
اور سب سے درخواست دعا
والسلام مع الف الاکرام

خویدم گم
محمد محفوظ الحق غفرلہ

ﷺ نے فرمایا۔ ''برکت تمہارے بزرگوں کے ساتھ ہے۔۔۔'' اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. واللّٰہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی

کراچی سندھ اسلامی جمہوریہ پاکستان

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

۱۹ فروری ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ بہار شریعت حصہ اول میں فرماتے ہیں کہ نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے۔ ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے۔ جو قبل حصول نبوت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم، قول و فعل اور حرکات و سکنات میں ہر قابل نفرت بات سے منزہ ہوتا ہے۔ اسے عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہوتی ہے۔ کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اس کے لاکھویں تک نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم۔

نیز فرماتے ہیں کہ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ اور یہ عصمت نبی اور فرشتہ کا خاصہ ہے .... عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہو لیا جس کے سبب ان سے صدور گناہ محال ہے۔ انتہی۔

شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنے مکاتیب میں ایک مقام پر منصب پیغمبری کی وضاحت میں رقم طراز ہیں "پیغمبر از اول عمر تا آخر از گناہاں معصوم بود۔ بعالم قدس و ملکوت متصل" - پیغمبر اپنے اول عمر سے لے کر آخر تک گناہوں سے معصوم ہوتا ہے اور اس کا عالم قدس و ملکوت کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے"۔ ازاں بعد اس کی برکات کے بیان میں فرماتے ہیں "پیغمبر شریعتے بنہد و عالم را بنور علم و ایمان منور گرداند۔ کافراں را از کفر و جاہلاں را از جہل بیروں آرد و دوراں را نزدیک گرداند و گمراہاں را براہ راست برد و در تمامہ خوبیہائے ظاہر و باطن و صورت و سیرت از ہمہ کس فزوں تر و بالاتر باشد و ہیچ کس در ہیچ خوبی مانند وے نبود" - یعنی پیغمبر ایک عظیم شریعت عطا کرتا ہے۔ جہان کو علم و ایمان کے نور سے منور کرتا ہے۔ کافروں کو کفر سے اور جاہلوں کو ان کی جہالت سے باہر نکالتا ہے۔ جو دور ہیں انہیں نزدیک اور جو گمراہ ہیں انہیں راہ راست پر لاتا ہے۔ اور خود ظاہر و باطن اور صورت و سیرت کی تمام خوبیوں میں ساری کائنات سے زیادہ اور بالاتر ہوتا ہے۔ اور کوئی بھی کسی خوبی میں اس کی مثل نہیں ہوتا۔ انتہی۔

شیخ کی مندرجہ بالا وضاحت سے یہ بات نکھر کر سامنے آگئی کہ امتی سے صادر ہونے والی کوتاہیوں اور گناہوں کا اطلاق نبی پر نہیں ہو سکتا۔ یعنی جس کیفیت کے ساتھ امتی خطاکار، گنہگار ہوتا ہے دامان نبوت اس سے قطعاً مبرا ہے کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے دامان پاک سے وابستہ ہونے والوں کو ان آلودگیوں سے پاک کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ نہ کہ وہ معاذ اللہ خود آلودہ ہوں۔ چنانچہ شیخ محقق قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں "پیغامبر را امتے بود بصلاح و فلاح آراستہ و بتجلیۂ محبت و اعتقاد پیراستہ۔ نزدیکان وے در علم و عمل و زہد و تقویٰ و نورانیت از ہمہ بیشتر و پیشتر و بتابعت وے جامع کمالات و خوارق و کرامات گشتہ۔" یعنی پیغمبر کی امت اصلاح و فلاح سے مزین اور محبت و عقیدت کے زیور سے منور ہوتی ہے۔ اس کی بارگاہ کے حاضر باش خدام علم و عمل، زہد و تقویٰ اور نورانیت میں سب سے زیادہ اور سب سے مقدم ہوتے ہیں۔ اور اس کی پیروی کی برکت سے کمالات کے جامع اور خوارق و کرامات کا مظہر ہوتے ہیں۔ انتہی۔

مندرجہ بالا تصریحات کے بعد یہ حقیقت بھی نکھر کر سامنے آگئی کہ قرآن و سنت میں جہاں کہیں ذنب یا ظلم وغیرہ کا اطلاق ان نفوس قدسیہ کی طرف ہوا ہے اس کی ایسی تاویل ضروری ہے جو کہ منصب نبوت کے شایان ہو۔ ایسے اطلاقات یا تو ذات حق کی طرف سے ہیں یا پھر ان حضرات نے بطور تواضع اپنے متعلق یہ الفاظ فرمائے۔ ان کے متعلق صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا جامع اور پر مغز تبصرہ پیش نظر ہے "اوروں کو ان سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال۔ مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے۔ وہ اس کے پیارے بندے ہیں اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا۔ اور خود ان کا اطلاق کرے گا تو مردود بارگاہ ہوگا۔" انتہی

استفتاء میں جن تین آیات کے ترجمہ کے متعلق سوال ہے سو گزارش ہے کہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ اور حضور غزالی زماں امام اہل سنت مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی قدسنا اللہ بسرہ العزیز

دونوں حضرات اپنے ترجمہ میں مصنفین عالم اسلام ہیں کہ اس انداز محبت اور معیار تحقیق کے ساتھ نوازا ہے کہ منصب عصمت نبوت کا تحفظ بھی ہے اور اہل اسلام کو کسی بھی ظنون و تشویش زلت سے بھی بچا لیا۔ اور دونوں ترجمے مؤید من الاکابر قدیماً و حدیثاً ہیں۔

چنانچہ چند ایک توجیہات کے نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ صاحب روح المعانی علامہ محمود آلوسی بغدادی واستغفر لذنبک الخ کے تحت فرماتے ہیں: والذنب بالنسبۃ الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ترک ما ہو الاولیٰ بمنصبہ الجلیل ورب شئی حسنۃ من شخص سیئۃ من آخر کما قیل حسنات الابرار سیئات المقربین۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کی طرف منسوب ذنب سے مراد کسی ایسے کام کو چھوڑنا ہے جو کہ آپ کے رتبہ عالی کے زیادہ لائق ہے۔ اور کئی چیزیں ہیں جو کہ ایک شخص سے نیکی ہیں جبکہ دوسرے سے اچھی نہیں ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔

پھر فرمایا: وقد ذکروا ان نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی کل لحظۃ عروجاً الی مقام اعلیٰ مما کان فیہ فیکون ما عرج منہ فی نظرہ الشریف ذنباً بالنسبۃ الی ما عرج الیہ فیستغفر منہ۔ یعنی علماء ربانیین فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہر لمحہ و لحظہ اس مقام کی طرف عروج حاصل ہے جو کہ پہلے سے کہیں اعلیٰ ہے۔ پس آپ کی نگاہ پاک میں وہ مقام جس سے آپ عروج فرماتے ہیں اس مقام کے مقابلے میں ذنب نظر آتا ہے جس کی طرف عروج فرمایا۔ پس اس سے استغفار کرتے ہیں۔ یعنی حقیقت میں وہ ذنب نہیں ایک مقام قرب ہی ہے۔ اصل میں یہ حاصل شدہ مقام کی عظمت کا اظہار ہے نہ کہ پہلے مقام کے فی الواقع حقیر ہونے کا اقرار۔

صاحب روح المعانی نے یہاں ایک اور تفسیری نکتہ بیان فرمایا ہے: واعید الجار لان ذنوبہم جنس آخر غیر ذنبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانہا معاصی کبائر و صغائر وذنبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترک الاولیٰ بالنسبۃ الی منصبہ الجلیل ولا یبعد ان یکون بالنسبۃ الیہم من اجل حسناتہم۔ یعنی حرف جار دوبارہ اس لئے لایا گیا کیونکہ جس چیز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے ذنب کہا گیا اس کے مقابلے میں ایمان والوں کے ذنوب دوسری چیز ہیں۔ اس لئے کہ وہ تو صغیرہ کبیرہ گناہ ہیں جبکہ حضور علیہ السلام کے مقام بلند کے اعتبار سے آپ کا ذنب ترک اولیٰ ہے۔ اور کوئی بعید نہیں کہ مسلمانوں کی نسبت سے وہ کام ان کی عظیم دینی نیکیوں میں سے ہو۔

صاحب تفسیر روح البیان آیت واستغفر لذنبک الخ کے تحت اسی سے ملتا جلتا مفہوم پیش فرماتے ہیں: لذنبک وہو کل مقام عال ارتفع علیہ السلام عنہ الی اعلیٰ وما صدر عنہ علیہ السلام من ترک الاولیٰ وعبر عنہ بالذنب نظراً الی منصبہ الجلیل کیف لا وحسنات الابرار سیئات المقربین۔ مفہوم وہی ہے جو روح المعانی کی مذکورہ بالا عبارت کا ہے۔

سید المکاشفین سند المحققین شیخ محی الدین ابن عربی اپنی شہرۂ آفاق کتاب الفتوحات المکیہ میں فرماتے ہیں: استغفار الانبیاء لا یکون عن ذنب حقیقۃ کذنوبنا وانما ہو من امر یدق عن عقولنا لانہ لا ذوق لنا فی مقاماتہم فلا یجوز حمل ذنوبہم علی ما نتعقلہ نحن من الذنب۔ یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام کا استغفار ہمارے گناہوں کی طرح کسی حقیقی گناہ سے نہیں ہوتا۔ وہ تو کسی ایسے دقیق امر کے متعلق ہوتا ہے جس کا ادراک ہماری عقلیں نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ ہمیں ان کے مقام بلند کی چاشنی ہی حاصل نہیں۔ تو ان کے ذنوب کا وہ معنی ہرگز جائز نہیں جو ہماری عقلیں [illegible]

اسی لئے اکابر اسلام اور ارباب احوال و مکاشفہ خلاف اولیٰ اور وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب جلیل کی نسبت سے اور حسنات الابرار سیئات المقربین کے سہارے بات کرتے ہیں۔ اور جب سید الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین علیہ وعلیہم من الصلوات اتمہا ومن التسلیمات اکملہا کے مقام رفیع کی بابت وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ اور بفحوائے ورفعنا لک ذکرک اور بمقتضائے انک لعلیٰ خلق عظیم کوئی درجہ نہیں تو آپ کی نسبت سے خلاف اولیٰ کی حقیقت کون بیان کر سکتا ہے جبکہ علامہ محمود آلوسی بغدادی صاحب تفسیر روح المعانی کی مذکورۃ الصدر وضاحت کے مطابق وہ بھی قرب خداوندی ہی کی ایک صورت ہے۔

نیز شیخ عبدالرؤف مناوی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر میں انہ لیغان علی قلبی پر گفتگو فرماتے ہوئے امام الوفاء شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ناقل ہیں آپ فرماتے ہیں ہذا غین انوار لا غین اغیار لانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم الترقی فکلما توالت انوار المعارف علی قلبہ ارتقی الی رتبۃ اعلی منہا فیعد ما قبلہا کالذنب۔ یعنی شیخ شاذلی نے فرمایا کہ یہ انوار کا پردہ ہے غیریت کا نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات ہمیشہ ترقی پذیر ہیں۔ تو جب آپ کے قلب اقدس پر انوار معرفت کی مسلسل بارش ہوتی ہے تو آپ پہلے کی نسبت کہیں اعلیٰ درجہ پر فائز ہوتے ہیں تو پہلا مقام قیاس نہیں لگتا تو اس گذشتہ مقام سے استغفار فرماتے ہیں۔

مذکورالصدر چند ایک تشریحات اکابر نقل کئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ سب اس امر پر متفق ہیں کہ قرآن پاک میں ذنب کا اطلاق آ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر ہوا ہے اس سے انکار ممکن نہیں لیکن اس ذنب سے مراد مشہور و معروف معنی نہیں جسے معصیت کہتے ہیں۔ بنابریں تمام اکابر نے تاویل و توجیہ سے کام لیا ہے کہ ذنب بمعنٰی معصیت سیدالخلق علی الاطلاق وحبیب الحق بالاتفاق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور انکی شان کے منافی ہے۔ بنابریں قرآن کریم کے دونوں ترجمے کنزالایمان اور البیان انکی محبت و تعظیم بارگاہ خیرالانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تسلسل ہے اور منشاء قرآن کریم کی صحیح تکمیل ہے۔ اہل اسلام کی راست راہنمائی کے لئے دونوں آفتاب و ماہتاب ہیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بے شمار نوازشات و برکات ہوں اعلیٰ حضرت فیضدرجت مجدد دین وملت فنا فی المصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اللہ تعالیٰ بسرہ العزیز پر اور بے پناہ عنایات و نوازشات شامل حال ہوں امام اہلسنت غزالی زماں۔ بحرالعلوم القرآنیہ حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی نوراللہ مرقدہ کے جنہوں نے متاخرین میں سے ہونے کے باوجود ائمہ متقدمین کی سی راہنمائی فرمائی اور یوں پوری ملت اسلامیہ ان کے زیر بار احسان ہے۔

خویدم جماعۃ اہل السنۃ
محمد محفوظ الحق غفرلہ
جامع مسجد غلہ منڈی۔ بوریوالہ
ضلع وہاڑی
سینزدہم رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
۹۔ نومبر ۲۰۰۳ء
بروز اتوار

خادم الغوثیہ **سید محمد محفوظ الحق** چشتی صابری قادری

خطیب جامع مسجد اکبر غلہ منڈی بوریوالا ضلع وہاڑی

فون نمبر:-53494 چہاردھم رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ ۱۰ نومبر ۲۰۰۳ء

مخدوم اہل سنت - امیر جماعت اہلسنت - جانشین امام اہلسنت حضرت علامہ پروفیسر سید مظہر سعید صاحب کاظمی لازلتم و دمتم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عافیت طرفین مطلوب - نخبۃ المرام آنکہ اصل مسئلہ تو مفصل استفتاء سے ہی مبرہن اور واضح، سپاس گزار ہوں کہ آپ نے بصورت استفتاء ایک عظیم معلوماتی فتویٰ مجھ جیسے بے بضاعت کے لئے ارسال فرمایا۔ ورنہ ایسے مرکزی اور عمیق مسئلہ پر میرے جیسا بے صلاحیت کیا قلم اٹھا سکتا ہے۔

بہرحال تعمیل ارشاد کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اور اخیار کی نظریاتی رفاقت و موافقت کی خاطر ماتیسر کے طور پر چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔

حلقہ نسب ونسبت سے تحیہ مسنونہ اور آپ سے اور سب سے درخواست دعا

والسلام

مع الوف الاحترام

خویدکم

محمد محفوظ الحق غفرلہ

خطیب اہل سنت حضرت علامہ

سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب چشتی صابری

خطیب اعظم بورے والا ضلع وہاڑی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ بہار شریعت حصہ اول میں فرماتے ہیں کہ نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے۔ ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے جو قبل حصول نبوت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکا ہے اور اپنے نسب و جسم' قول و فعل اور حرکات و سکنات میں ہر قابل نفرت بات سے منزہ ہوتا ہے۔ اسے عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہوتی ہے۔ کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اس کے لاکھویں تک نہیں پہنچ سکتی۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ. ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

نیز فرماتے ہیں کہ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت' نبی اور فرشتے کا خاصہ ہے۔۔۔ عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہو چکا جس کے سبب ان سے صدور گناہ محال ہے۔ انتہیٰ

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے مکاتیب میں ایک مقام پر منصب پیغمبری کی وضاحت میں رقم طراز ہیں۔ پیغمبر از اول عمر تا آخر از گناہاں معصوم بود و بعالم قدس وملکوت متصل۔ پیغمبر اپنے اوائل سے لے کر آخر تک گناہوں سے معصوم ہوتا ہے اور اس کا عالم قدس وملکوت کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے'' ازاں بعد اس کی برکات کے بیان میں فرماتے ہیں ''پیغمبر شریعت بنہد و عالم را بنور علم و ایمان منور گرداند۔ کافراں را از کفر و جاہلاں را از جہل بیروں آرد و دوراں را نزدیک گرداند و گمراہاں را براہ راست برد و در تمامہ خوبیہائے ظاہر و باطن و صورت و سیرت از ہمہ کس فزوں تر و بالاتر باشد و ہیچ کس در ہیچ خوبی مانند وے نبود۔ یعنی پیغمبر ایک عظیم شریعت عطا کرتا ہے۔ جہان کو علم و ایمان کے نور سے منور کرتا ہے۔ کافروں کو کفر سے اور جاہلوں کو ان کی جہالت سے باہر نکالتا ہے جو دور ہیں

انہیں نزدیک اور جو گمراہ ہیں انہیں راہ راست پر لاتا ہے اور خود ظاہر و باطن اور صورت و سیرت کی تمام خوبیوں میں ساری کائنات سے زیادہ اور بالاتر ہوتا ہے اور کوئی بھی کسی خوبی میں اس کی مثل نہیں ہوتا۔ انتہیٰ

شیخ کی مندرجہ بالا وضاحت سے یہ بات نکھر کر سامنے آگئی کہ امتی سے صادر ہونے والی کوتاہیوں اور گناہوں کا اطلاق نبی پر نہیں ہوسکتا۔ یعنی جس کیفیت کے ساتھ امتی خطا کار، گناہگار ہوتا ہے دامان نبوت اس سے قطعاً مبرا ہے کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے دامان پاک سے وابستگان کو ان آلودگیوں سے پاک کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ نہ کہ وہ معاذ اللہ خود آلودہ ہوں۔ چنانچہ شیخ محقق قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں پیغامبر را امت بود بصلاح وفلاح آراستہ و بحلیہ محبت و اعتقاد پیراستہ۔ نزدیکان وے در علم و عمل و زہد و تقویٰ و نورانیت از ہمہ بیشتر و پیشتر و بمتابعت وے جامع کمالات و خوارق و کرامات گشتہ۔ یعنی پیغمبر کی امت اصلاح وفلاح سے مزین اور محبت و عقیدت کے زیور سے منور ہوتی ہے۔ اس کی بارگاہ کے حاضر باش غلام علم و عمل۔ زہد و تقویٰ اور نورانیت میں سب سے زیادہ اور سب سے مقدم ہوتے ہیں اور اس کی پیروی کی برکت سے کمالات کے جامع اور خوارق و کرامات کا مظہر ہوتے ہیں۔ انتہیٰ

مندرجہ بالا تصریحات کے بعد یہ حقیقت بھی نکھر کر سامنے آگئی کہ قرآن وسنت میں جہاں کہیں ذنب یا ظلم وغیرہ کا اطلاق ان نفوس قدسیہ کے حوالے سے ہوا ہے اس کی ایسی تاویل ضروری ہے جو کہ منصب نبوت کے شایاں ہو۔ ایسے اطلاقات یا تو ذات حق کی طرف سے ہیں یا پھر ان حضرات نے بطور تواضع اپنے متعلق یہ الفاظ خود کہے۔ ان کے متعلق صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا جامع اور پر مغز تبصرہ پیش نظر رہے ''اوروں کو ان سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال۔ مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے۔ وہ اس کے پیارے بندے ہیں اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود ان کا اطلاق کرے گا تو مردود بارگاہ ہوگا''۔ انتہیٰ

استفتاء میں جن تین آیات کے ترجمہ کے متعلق سوال ہے سو گزارش ہے کہ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ اور حضور غزالی زماں امام اہلسنت مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی قدسنا اللہ بسرہ العزیز دونوں حضرات اپنے اپنے ترجمہ میں محسنین عالم اسلام ہیں کہ اس انداز محبت اور معیار تحقیق

کے ساتھ نوازا ہے کہ منصب عصمت نبوت کا تحفظ بھی ہے اور اہل اسلام کو کسی بھی مظنون ومتوقع زلت سے بھی بچا لیا۔ اور دونوں ترجمے مؤید من الاکابر قدیماً وحدیثاً ہیں۔

چنانچہ چند ایک توجیہات کے نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ صاحب روح المعانی علامہ محمود الوسی بغدادی وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ الخ کے تحت فرماتے ہیں۔ **والذنب بالنسبة اليه عليه الصلوٰة والسلام ترک ماهو الاولی بمنصبه الجليل و رب شئ حسنة من شخص سيئة من آخر كما قيل حسنات الابرار سيئات المقربين.** یعنی حضور ﷺ کی ذات پاک کی طرف منسوب ذنب سے مراد کسی ایسے کام کو چھوڑنا ہے جو کہ آپ کے رتبہ عالی کے زیادہ لائق ہے۔ اور کئی چیزیں ہیں جو کہ ایک شخص سے نیکی ہیں جبکہ دوسرے سے اچھی نہیں ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے **حسنات الابرار سيئات المقربين**

پھر فرمایا **وقد ذكروا ان لنبينا ﷺ فی كل لحظة عروجا الی مقام اعلیٰ مما كان فيه فيكون ماعرج منه فی نظره الشريف ذنبا بالنسبة الی باعرج اليه فيستغفر منه** ۔ یعنی علماء ربانین فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے ہر لحہ ولحظہ اس مقام کی طرف عروج حاصل ہے جو کہ پہلے سے کہیں اعلیٰ ہے۔ پس آپ کی نگاہ پاک میں وہ مقام جس سے آپ عروج فرماتے ہیں اس مقام کے مقابلے میں ذنب نظر آتا ہے جس کی طرف عروج فرمایا۔ پس اس سے استغفار کرتے ہیں۔ یعنی حقیقت میں وہ ذنب نہیں ایک مقام قرب ہی ہے۔ اصل میں یہ حاصل شدہ مقام کی عظمت کا اظہار ہے نہ کہ پہلے مقام کے فی الواقع حقیر ہونے کا اقرار۔

صاحب روح المعانی نے یہاں ایک اور تفسیری نکتہ بیان فرمایا ہے: **واعيد الجار لان ذنوبهم جنس آخر غير ذنبه ﷺ فانها معاص كبائر و صغائر و ذنبه ﷺ ترک الاولیٰ بالنسبة الی منصبه الجليل ولا يبعد ان يكون بالنسبة اليهم من اجل حسناتهم** ۔ یعنی حرف جار دوبارہ اس لئے لایا گیا کیونکہ جس چیز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے ذنب کہا گیا اس کے مقابلے میں ایمان والوں کے ذنوب دوسری چیز ہیں۔ اس لئے کہ وہ تو صغیرہ کبیرہ گناہ ہیں جبکہ حضور علیہ السلام کے مقام بلند کے اعتبار سے آپ کا ذنب ترک اولی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ مسلمانوں کی نسبت وہ کام ان کی عظیم وجلیل نیکیوں میں سے ہو۔

صاحب تفسیر روح البیان آیت واستغفر لذنبک الخ کے تحت اسی سے ملتا جلتا مفہوم پیش فرماتے ہیں۔ لذنبک وھو کل مقام عال ارتفع علیه السلام عنه الی اعلیٰ وما صدر عنه علیه السلام من ترک الاولی و عبر عنه بالذنب نظر االی منصبه الجلیل کیف لما' حسنات الابرار سیئات المقربین۔ مفہوم وہی ہے جو روح المعانی کی مذکورہ بالا عبارت کا ہے۔

سید المکاشفین سند المحققین شیخ محی الدین ابن عربی اپنی شہرہ آفاق کتاب الفتوحات المکیہ میں فرماتے ہیں: استغفار الانبیاء لا یکون عن ذنب حقیقةً کذنوبناوانما ھو عن امریدق عن عقولنا لانه لاذوق لنا فی مقامھم فلایجوز حمل ذنوبھم علی مانتعقله نحن من الذنب یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام کا استغفار ہمارے گناہوں کی طرح کسی حقیقی گناہ سے نہیں ہوتا۔ وہ تو کسی ایسے دقیق امر کے متعلق ہوتا ہے جس کا ادراک ہماری عقلیں نہیں کر سکتیں کیونکہ ہمیں ان کے مقام بلند کی چاشنی ہی حاصل نہیں۔ تو ان کے ذنوب کا وہ معنی ہرگز جائز نہیں جو ہماری عقلیں کرتی ہیں۔ انتہیٰ

اسی لئے اکابر اسلام اور ارباب احوال و مکاشفہ خلاف اولیٰ اور وہ بھی حضور ﷺ کے منصب جلیل کی نسبت سے اور حسنات الابرار سیئات المقربین کے سہارے سے بات کرتے ہیں اور جب سید الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین علیه و علیھم من الصلوٰة اتمھا ومن التسلیمات اکملھا کے مقام رفیع کی بموجب وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی اور بمجوائے وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ اور بمقتضائے وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کوئی حد نہیں تو آپ کی نسبت سے خلاف اولیٰ کی حقیقت کون بیان کر سکتا ہے جبکہ علامہ محمود الوسی بغدادی صاحب تفسیر روح المعانی کی مذکور الصدر وضاحت کے مطابق وہ بھی قرب خداوندی ہی کی ایک صورت ہے۔ نیز شیخ عبدالروٴف مناوی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر میں' انه لیغان علی قلبی پر گفتگو فرماتے ہوئے امام العرفاء شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ناقل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ھذا غین انوار لا غین اغیار لانه ﷺ دائم الترقی فکلماتوالت انوار المعارف علی قلبه ارتقی الی رتبة اعلی منھا فیعد ما قبلھا کالذنب یعنی شیخ شاذلی نے فرمایا کہ یہ انوار کا پردہ ہے غیرت کا نہیں کیونکہ حضور ﷺ کے درجات ہمیشہ ترقی پذیر ہیں تو جب آپ کے قلب اقدس پر انوار معرفت کی مسلسل بارش ہوتی ہے تو آپ پہلے کی نسبت کہیں اعلیٰ درجہ پر فائز

ہوتے ہیں تو پہلا مقام معیاری نہیں لگتا تو اس گذشتہ مقام سے استغفار فرماتے ہیں۔

مذکور الصدر چند ایک ترشحات اکابر نقل کئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ سب اس امر پر متفق ہیں کہ قرآن پاک میں ذنب کا اطلاق تو حضور ﷺ کی ذات پاک پر ہوا ہے اس سے انکار نہیں لیکن اس ذنب سے مراد مشہور و معروف معنی نہیں جسے معصیت کہتے ہیں۔ بنابریں تمام اکابر نے تاویل وتوجیہ سے کام لیا ہے کہ یہی منشاء ایمان اور سید الخلق علی الاطلاق وحبیب الحق بالاتفاق ﷺ کی عظمت اس کی متقاضی ہے۔ بنابریں قرآن کریم کے دونوں ترجمے کنز الایمان اور البیان اسی ذوق محبت وتعظیم بارگاہ خیر الانام ﷺ کا تسلسل ہے اور منشاء قرآن کریم کی صحیح تعمیل ہے۔ اہل اسلام کی راست راہنمائی کے لئے دونوں آفتاب وماہتاب ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بے شمار نوازشات و برکات ہوں۔ اعلیٰ حضرت فیض رحمت، مجدد دین وملت، فنا فی المصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) امام احمد رضا بریلوی قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ العزیز اور بے پناہ عنایات ونعمات شامل حال ہوں امام اہلسنت غزالی زماں۔ بحر العلوم القرآنیہ حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ کے جنہوں نے متاخرین میں سے ہونے کے باوجود ائمہ متقدمین کی سی راہنمائی فرمائی اور یوں پوری ملت اسلامیہ ان کے زیر بار احسان ہے۔

خویدم جماعت اہلسنت

محمد محفوظ الحق غفرلہ

جامع مسجد غلہ منڈی۔ بورے والا ضلع وہاڑی

سیزدھم رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

۹ نومبر ۲۰۰۳ء بروز اتوار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

خادم الغوثیہ سید محمد محفوظ الحق چشتی صابری قادری

خطیب جامع مسجد اکبر غلہ منڈی بوریوالہ ضلع وہاڑی

کوڈ نمبر: ۰۴۴۷ — فون نمبر: ۵۳۴۹۴

تاریخ: ۲ جمادی الآخر ۱۴۲۲ھ

بحضور مظہر غزالی زماں، مقتدائے جماعت اہل سنت حضرت صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی! دام برکاتہم العالیہ

تحیۂ مسنونہ۔ عافیت جانبین مطلوب۔ باعث تصدیع امر آنکہ فقیر حقیر کی درخواست پر آپ نے بریلی شریف کے مرکز اہل سنت سے موصولہ افادات مرحمت فرمائے، خیر بخش کرم۔ منت علی واحسنت فجزاکم اللہ تعالیٰ عنّا احسن الجزاء۔

ازیں پیشتر آپ نے پاکستان کے علمائے کرام کے گراں قدر ارشادات در تائید ترجمہ حضور غزالی زماں زوائد ثانی مرتبہ مسمی بہ "البیان" ارسال فرمائے تھے آفتاب و ماہتاب ہے مگر خاندان رضا کے ایک منظور نظر علمی فیض یافتہ روحانی شخصیت کے یہ الفاظ کس قدر حقیقت پر مبنی ہیں "بحمدہ تعالیٰ دونوں کی توجیہیں صحیح و معتمد ہیں" نیز ان الفاظ میں یہ بات صاف طور پر حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کی تائید و تصدیق کہ کسی امتیاز کے بغیر حضرت نے

دونوں ترجموں کو صحیح و معتمد قرار دے کر بتا دیا کہ دونوں ترجمے بیان مفہوم قرآن کریم میں مترادف اور ہم وزن ہیں بلکہ مجیب معظم مدظلہ العالی اقدس نے تو البیان شریف کے ان مورد آیات کے ترجمہ کی ارجحیت کا بین درجہ اشارہ دیا ہے جو کہ دیگر تصنیفات کے مقابلہ ایک نادر آمد ہے" اور یہ کہنا بھی حق اور صحیح ہے کہ احتمال اول (ترجمہ اعلیٰ حضرت) سے احتمال ثانی (ترجمہ کاظمی) کم قوی یا کم مؤید نہیں بلکہ اکثریت کے رجحان کے لحاظ سے اور سیاق و سباق اور اقتضاء عربیت وغیرہ کی روشنی میں تو احتمال ثانی کو زیادہ تقویت حاصل ہونا معلوم و ظاہر ہے حتیٰ کہ اس کا اوثق و اقوی ہونا خود اعلیٰ حضرت کی دیگر عبارات سے بھی ظاہر ہوتا ہے حتیٰ کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی بعض کتابوں سے بھی۔

خاندان رضویت کا یہ عظیم تحفہ اس خاندان کی موروثی حقیقت پسندی اور بارگاہ سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وابستگی اور شاہ خوبان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا مینارۂ نور ہے اور حضرت امام اہل سنت غزالی زماں قدس سرہ

کی کرامت اور فضیلت ہے۔ یہاں سے بر انصاف سند
بلکہ حقیقت میں مسلمان بخوبی دیکھ سکتا ہے کہ
مرکز اہل سنت بریلی شریف میں حضرت کے
علم و فضیلت اور معارف قرآن و سنت کے متعلق
آپ کے سینہ شل بصیرت کو کتنا مقام رفیع حاصل ہے
اور یہ تسلیم جاتا ہے۔ فالحمد علی ذالک جزاکم اللہ کبیرا
برادر عزیز سید ارشد سعید صاحب کاظمی کی
صحت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے صدقہ استحکام و استقامت بخشے۔ آمین
تمام برادران گرامی کی خدمت میں تحیہ مسنونہ۔ اور دعا
والسلام مع الاکرام

نیازمند
محمد محفوظ الحق غفرلہ

خادم الغوثیہ **سید محمد محفوظ الحق** چشتی صابری قادری

خطیب جامع مسجد اکبر غلہ منڈی بوریوالا ضلع وہاڑی

فون نمبر:-53494 تاریخ ۶ رذوالحجہ ۱۴۲۴ھ

بحضور مظہر غزالی زماں ۔ مقتدائے جماعت اہلسنت حضرت صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی! دام مجدکم العالی تحیہ مسنونہ ۔ عافیت جانبین مطلوب باعث تصدیع امر آنکہ فقیر حقیر کی درخواست پر آپ نے بریلی شریف کے مرکز اہلسنت سے موصولہ افادات مرحمت فرمائے خیلے متشکرم ۔ **مننت علی و احسنت فجزاکم اللّٰہ تعالیٰ علی ذالک احسن الجزاء**

ازیں پیشتر آپ نے پاکستان کے علماء کرام کے گراں قدر ارشادات' تائید ترجمہ حضور غزالی زماں نور اللہ تعالیٰ مرقدہ مسمی بہ ''البیان'' ارسال فرمائے سب ہی آفتاب و ماہتاب ہیں مگر خاندان رضا کے ایک عظیم وجلیل فیض یافتہ رجل رشید کے یہ الفاظ کس قدر حقیقت پر مبنی ہیں ''بحمدہ تعالیٰ دونوں کی توجیہیں صحیح ومعتمد ہیں'' نیز ان الفاظ میں یہ بات صاف طور پر حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کی تائید وتصدیق کہ کسی امتیاز کے بغیر حضرت نے دونوں ترجموں کو صحیح ومعتمد قرار دے کر بتا دیا کہ دونوں ترجمے بیان مفہوم قرآن کریم میں مترادف اور ہم وزن ہیں بلکہ مجیب معظم مدظلہ الاقدس نے تو البیان شریف کے ان محولہ آیات کے ترجمہ کی ارجحیت کا بھی من وجہ اشارہ دیا ہے جو کہ دیگر تصدیقات کے مقابلے میں ایک نادر تصریح ہے۔ ''اور یہ کہنا بھی حق اور سچ ہے کہ احتمال اول (مختار رضوی) سے احتمال ثانی (مختار کاظمی) کم قوی یا کم موید نہیں بلکہ اکثریت کے رجحان کے لحاظ سے اور سیاق وسباق اور اقتضاء عربیت وغیرہ کی روشنی میں تو احتمال ثانی کو زیادہ تقویت حاصل ہونا معلوم وظاہر ہے حتی کہ اس کا اوثق و اقویٰ ہونا خود اعلیٰ حضرت کی دیگر عبارات سے بھی ظاہر ہوتا ہے حتی کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی بعض کتابوں سے بھی''

خاندان رضویت کا یہ عظیم تحفہ اس خاندان کی موروثی حقیقت پسندی اور بارگاہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستگی اور شاہ خوبان عالم ﷺ کی محبت کا مینارہ نور ہے اور حضور امام اہل سنت غزالی زماں قدس سرہ کی

کرامت اور فضیلت' یہاں سے ہر انصاف پسند بلکہ حقیقت بین مسلمان بخوبی دیکھ سکتا ہے کہ مرکز اہل سنت بریلی شریف میں حضرت کے علم وفضیلت اور معارف قرآن وسنت کے متعلق آپ کی بے مثل بصیرت کو کتنا مقام رفیع حاصل ہے اور اسے تسلیم کیا جاتا ہے۔ **فالحمدللہ علی ذالک حمداً کثیراً**

برادر عزیز سید ارشد سعید صاحب کاظمی کی صحت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کا صدقہ استحکام و استقامت بخشے۔ آمین تمام برادران گرامی کی خدمت میں تحیہ مسنونہ اور درخواست دعا

والسلام مع الاحترام

نیاز مند

محمد محفوظ الحق غفرلہ

۶ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حوالہ نمبر ---------- ح-ف ۲۰۰۴/۲۹ء

تاریخ ---------- ۲۹-ذوالقعدۃ المبارکہ ۱۴۲۴ھ

محترم حضرت صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی حفظہ اللہ القوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ-----

مکتوب گرامی مع استفتاء موصول ہوا، یادفرمائی کا شکریہ-----

معذرت خواہ ہوں کہ آپ کی کئی مرتبہ یاددہانی کے باوجود جواب میں تاخیر ہوگئی------ دراصل جب استفتاء موصول ہوا تو احقر حرمین شریفین روانگی کے لیے تیار تھا----- کم و بیش ایک ماہ وہاں حاضری رہی-----واپسی پر نئے تعلیمی سال کے آغاز کی مصروفیات کے ساتھ راقم کے بہنوئی حضرت علامہ محمد عبدالرحمٰن نوری کے وصال کا سانحہ پیش آیا، جس کی وجہ سے میرا شہر حویلی لکھا آنا جانا رہا-----تعزیت کے لیے آنے والے احباب اور دیگر مصروفیات کی بنا پر جواب میں تاخیر ہوئی، جواب حاضر ہے-----

دعاؤں میں یاد رکھیں-----

والسلام

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری

مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑا)
فون نمبر: ۷۱۰۱۴(۰۴۴۴۹)
فیکس نمبر: ۷۲۲۱۴(۰۴۴۴۹)

Darul Oloom Hanfia Faridia Baseer Pur (Okara) Pakistan.
Ph: +92-4449-71014 Fax: +92-4449-72214

استفتاء مرسلہ حضرت صاحب زادہ سید مظہر سعید کاظمی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارہ میں کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور غزالیٔ عصر حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن مجید کے تراجم تحریر فرمائے ہیں، ان میں سورۃ مومن کی آیت **و استغفر لذنبک و سبح بحمد ربک بالعشی و الابکار** اور سورۃ محمد کی آیت کریمہ **و استغفر لذنبک و للمؤمنین و المؤمنات** اور سورۃ فتح کی آیت کریمہ **لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر و یتم نعمته علیک و یھدیک صراطا مستقیما** میں ان دونوں اکابر کے تراجم کے بارے میں سوال ہے کہ ہر دو تراجم صحیح ہیں یا کوئی ایک؟

اس سلسلے میں دونوں تراجم کی عبارات اور دیگر درج ذیل امور بھی پیش نظر رہیں:

1 **و استغفر لذنبک و سبح بحمد ربک بالعشی و الابکار** -----[سورۃ مومن، آیت ۵۵]

''اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اس کی پاکی بولو'' -----[کنز الایمان]

''اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لیے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام و صبح اس کی تسبیح کرتے رہیں'' -----[البیان]

2 **و استغفر لذنبک و للمؤمنین و المؤمنات** -----[سورۃ محمد، آیت ۱۹]

''اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو'' -----[کنز الایمان]

''اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لیے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (کے گناہوں) کے لیے (معافی طلب کریں)'' -----[البیان]

3 **لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر و یتم نعمته علیک و یھدیک صراطا مستقیما** -----[سورۃ فتح، آیت ۲]

''تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے'' -----[کنز الایمان]

''تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں، حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں) اور اپنی نعمت آپ پر پوری کردے اور آپ کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھے'' -----[البیان]

(کم و بیش دس صفحات میں اعلیٰ حضرت کی تصانیف سے حوالہ جات پیش کرنے کے بعد فاضل مستفتی لکھتے ہیں:)

بہر حال ہماری گزارش ہے کہ آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ کے نزدیک دونوں ترجمے صحیح ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

محمد اقبال قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب اللّٰھم اجعل لی النور و الصواب

حضور سید المرسلین ﷺ اور دیگر جملہ انبیاء کرام و مرسلین عظام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں-----اعلان و اظہار نبوت سے قبل اور بعد ان کا دامن گناہوں سے ہمیشہ پاک رہا ہے-----سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الانبیاء علیهم الصلوٰة و السلام کلهم منزهون عن الصغائر و الکبائر و الکفر و القبائح-----[فقہ اکبر، مطبوعہ مصر، صفحہ ۵۴]

اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ الباری لکھتے ہیں:

ثم هذه العصمة ثابتة للانبیاء قبل النبوة و بعدها علی الاصح-----[شرح فقہ اکبر، صفحہ ۵۵]

علامہ عینی رقم طراز ہیں:

مذهبی ان الانبیاء معصومون من الکبائر و الصغائر قبل النبوة و بعدها و الذی وقع من بعضهم شیئ یشبه الصغیرة لا یقال فیه الا انه ترک الافضل و ذهب الی الفاضل-----[عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد ۱۸، صفحہ ۹]

قرآن کریم کی وہ آیات جن کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے، مفسرین کرام نے مختلف توجیہات پیش کی ہیں، تاکہ عصمت نبوی پر کسی کو طعن کی جرأت نہ ہو-----امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک کے بارے میں لکھتے ہیں:

لم یکن للنبی ﷺ ذنب فما ذا یغفر له؟ قلنا (الجواب) عنه قد تقدم مرارا من وجوه (احدها) المراد ذنب المؤمنین (ثانیها) المراد ترک الافضل......الخ-----[تفسیر کبیر، جز ۲۸، صفحہ ۷۸]

''جب نبی کریم ﷺ کے لیے ذنب نہیں تو معافی کس بات کی؟-----اس سوال کا جواب پہلے بھی متعدد وجوہ سے کئی بار گزر چکا ہے-----اول یہ کہ مراد مؤمنین کا گناہ ہے (اعلیٰ حضرت نے کنز الایمان میں اس کو اختیار فرمایا) دوم یہ کہ ترک افضل مراد ہے (البیان کا ترجمہ اس کے قریب بلکہ مزید محتاط ہے)......الخ-----

علامہ صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں:

ان اسناد الذنب له ﷺ مؤول اما بان المراد ذنوب امتک او هو من باب حسنات الابرار سیئات المقربین-----[صاوی، جلد ۴، صفحہ ۸۰]

مفسرین کرام کے اقوال کی روشنی میں ''کنز الایمان'' اور ''البیان'' دونوں تراجم کا درست ہونا عیاں ہے-----

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی اور غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدست اسرارہم، اہل سنت کے مقتدا و رہنما ہیں، انہوں نے اپنی تقریر و تحریر سے عظمت و رفعت مصطفیٰ کا اظہار کیا، محبت مصطفیٰ کا درس دیا اور عمر بھر تحفظ ناموس رسالت کا مقدس فریضہ سرانجام دیا-----ان کا قلم حق رقم اعداء دین اور منکرین عصمت نبوت کے لیے شمشیر برہنہ اور تیر و سنان کا کردار ادا کرتا رہا-----فجزاهم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فتاویٰ رضویہ اور آپ کی بعض دیگر تصانیف منیفہ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ حضرت غزالیٔ زماں کا ترجمہ بھی فیض رضا کا مظہر اور آپ کی رقم کردہ توجیہات کے عین مطابق ہے-----

و اللّٰہ تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده و اتم و احکم و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد و علیٰ آله و اصحابه و بارک و سلم

(صاحب زادہ) محمد محب اللہ نوری

خادم دار الافتاء

دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف (اوکاڑا)

۲۹/ ذی القعدۃ ۱۴۲۴ھ

۲۲/ جنوری ۲۰۰۴ء

۱۰۰۷

افیدونا متفضلین بحوالہ الکتب

بہرحال ہماری گزارش ہے کہ آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کے نزدیک دونوں ترجمے صحیح ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

محمد اقبال قادری

الجواب وھو الموفق للصواب

استفتاء میں سورہ مومن، سورہ محمد اور سورہ فتح کی مذکورہ آیات مبارکہ میں سے ہر ایک کا مجدد دین وملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ اور غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو جو ترجمہ توجیہا فرمایا ہے بندہ کے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے اور ان دونوں بزرگوں کے توجیہا تراجم کا مآل در حقیقت یعنی حضور سیر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گناہوں سے پاک ہونا اور یہی اہلسنت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ونظریہ ہے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حررہ ادنیٰ خادم اہلسنت

ابو الظفر غلام محمد

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

ابو الظفر غلام محمد سیالوی الناظم الاعلیٰ
شمس العلوم جامع رضویہ (ٹرسٹ) کراچی

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا

ابو الظفر غلام محمد صاحب سیالوی

ناظم اعلیٰ شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی و ناظم شعبہ امتحانات تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

الجواب وھو الموفق للصواب

استفتاء میں سورۂ مومن، سورۂ محمد اور سورۂ فتح کی مذکورہ آیات مبارکہ میں سے ہر ایک کا مجدد دین وملت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ اور غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو جو ترجمہ توجیہاً فرمایا ہے بندہ کے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے اور ہمارے ان دونوں بزرگوں کے توجیہاً تراجم کا مال واحد ہے یعنی حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ کا گناہوں سے پاک ہونا اور یہی اہلسنت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ونظریہ ہے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه بجاه النبی الامین الکریم ﷺ

حررہ

ادنیٰ خادم اہلسنت

ابو الظفر غلام محمد سیالوی

۴؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

حضرت علامہ

ڈاکٹر محمد سرفراز صاحب نعیمی

ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ لاہور و ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلام الٰہی ''القرآن الکریم'' اپنے احکامات وتعلیمات کے اعتبار سے تا قیامت اہل تدبر وتفکر وتشعر اور تعقل کو سامان ہدایت عطا فرماتا رہے گا۔ قرآن مجید میں کہیں ہدایت کا انداز واضح اور صریح احکامات کی شکل میں ہے اور کہیں کنایات واستعارات سے، کہیں متشابہات ومؤولات سے، کہیں اشارات وعبارات کے اعتبار سے غرضیکہ سیاق وسباق اور غرض حال کے مطابق جس انداز سے چاہا اس نے خطاب کیا۔ اب یہ اہل علم حضرات پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسے کس انداز سے سمجھتے اور سمجھاتے ہیں تاکہ قرآن فہمی کا ملکہ حاصل ہو جائے۔

لفظ ''ذنب'' بالاجماع مؤول ہے جس کے معنی، ترجمہ اور توجیہ کے اندر علماء اہلسنت والجماعت کے اختلاف کو اس وقت جس انداز سے ابھارا جا رہا ہے وہ اہل فکر ودانش کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ ''اختلاف امتی رحمة'' کے ہوتے ہوئے مؤولات کی توجیہات کو حق وباطل کی فتح وشکست کا رنگ دینا کسی بھی اعتبار سے مناسب نہیں۔

لفظ ''ذنب'' میں توجیہات وترجیحات کا یہ اختلاف عصر حاضر میں پیدا نہیں ہوا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین کرام اور سلف صالحین متقدمین ومتاخرین سے چلا آ رہا ہے۔

''اُم الکتاب'' میں موجود علوم وفنون کے آئمہ مفسرین، محدثین، محققین، مدققین، متکلمین، لغوین نے مؤولات کی توجیہات کو اپنے اپنے ذوق علمی وآگہی کی روشنی میں بیان کیا، اور ان توجیہاتی وترجیہاتی اختلافات کے باوجود نہ اُن کے علمی مقام ومرتبے میں کوئی فرق پڑا اور نہ ان کی تفاسیر کی اہمیت کم ہوئی۔ چنانچہ جلیل القدر مفسرین ومحدثین کرام ومتکلمین حضرات میں سے رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ المتوفی ۶۸ھ ، سفیان الثوری ۱۲۶ھ ، عطاء الخراسانی ۱۳۵ھ ، ابوحاتم السجستانی ۲۵۵ھ ، الترمذی ۲۹۷ھ ، ابن الانباری ۳۰۴ھ ، ابن المنذر ۳۱۰ھ ، الطبری ۳۱۰ھ ، ابوبکر جصاص حنفی ۳۷۰ھ ، ابوعلی الروذباری ۴۰۳ھ ، الواحدی ۴۸۷ھ ، الزمخشری ۵۳۸ھ ، فخر الرازی ۶۰۶ھ

،القرطبی ۶۷۱ھ ، النووی ۶۷۶ھ ، البیضاوی ۶۸۵ھ ، النسفی ۷۱۰ھ ، ابن کثیر ۷۷۴ھ ، التفتازانی ۷۹۲ھ
، السیوطی ۹۱۱ھ ، الخفاجی ۱۰۶۹ھ ، اسماعیل الحقی ۱۱۳۷ھ ، الجمل ۱۲۰۴ھ ، الشوکانی ۱۲۵۰ھ ،محمود آلوسی ۱۲۷۰ھ۔
میں سے کسی نے ذنب کے تقدم وتاخر زمانی کی توجیہ کی،کسی نے ذنب المؤمنین کوترجیحااور ترک الاولی کوعتاباً بیان کیا،کسی
نے ترک الاولی کوترجیحااور ذنب المؤمنین کوثانیاً ذکر کیا جس سے علماء کرام کے مابین اختلافی نوعیت نظر آرہی ہے۔

منبع رشد وہدایت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی التوفی ۱۳۴۰ھ رحمۃ اللہ علیہ صاحب ''کنزالایمان'' اور
غزالی دوراں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۱۴۰۶ھ صاحب ''البیان'' کے مابین عظمت مصطفیٰ کے اقرار اور عشق
مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اظہار کے پیمانہ آرائی میں دورائے نہیں ہوسکتیں،ان میں سے ہرایک،ایک سے بڑھ کر
عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تحفظ کا امین ہے۔

غزالی دوراں نے ''البیان'' میں لفظ ذنب کے ترجمہ میں انتہائی ادب کوملحوظ رکھتے ہوئے لکھا ''وہ ترک اولیٰ جوآپ
کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہے'' اس میں صورۃ اور ظاہر کے الفاظ سید المرسلین ،خاتم النبیین ، نبی کون
ومکاں،آقائے دوجہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عظمت ونبوت کا اظہار کررہے ہیں۔

الفقیر ،خادم العلماء

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ازہری

جامعہ نعیمیہ،لاہور

NAZIM
JAMIA NAEEMIA
ALLAMA IQBAL ROAD LAHORE

جناب مفتی صاحب دار العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ..

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی عصر حضرت العلام سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کے تراجم تحریر فرمائے ہیں ان میں سورہ مومن کی آیت واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار اور سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت کریمہ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات اور سورۃ فتح کی آیات کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر ویتم نعمتہ علیک ویہدیک صراطا مستقیما میں ان دونوں اکابر کے تراجم کے بارے میں سوال یہ کہ یہ دو ترجمے صحیح ہیں یا کوئی فرق ہے ؟ .

سائل ۔ محمد اقبال قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

مذکورہ فی السوال (تینوں) آیات میں ذنب کا ذکر ہے اور ان تینوں آیات میں ذنب کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا کی طرف ہے اور ذنب کا حقیقی معنی جرم و گناہ ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں فقہ اکبر میں ہے والانبیاء علیہم السلام کلہم منزھون عن الصغائر والکبائر ص ۵۶ قدیمی کتب خانہ کراچی ۔

اسی میں ص ۵۹ تا ص ۶۱ پر ہے وحبیبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیہ وعبدہ و رسولہ وصفیہ لم یعبد الصنم ولم یشرک باللہ طرفۃ عین قط ولم یرتکب صغیرۃ ولا کبیرۃ قط ۔

تفسیر صاوی جلد ۵ ص ۱۸۲۸ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور میں ہے فرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معصوم من الذنوب جمیعا صغائرہ وکبائرہ قبل النبوۃ وبعدھا علی التحقیق کجمیع الانبیاء اس لئے علماء نے ان آیات کو واجب التاویل قرار دیا ۔ جلالین میں آیت فتح کی تفسیر میں کہا وھو مؤول لعصمۃ الانبیاء علیھم السلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب ۔ علماء نے یوں تو ان کی توجیہہ میں بہت کلام کیا ہے مگر بالعموم تین وجوہ تاویل پر اعتماد کیا گیا اور انہیں توجیہات کو سامنے رکھتے ہوئے ان آیات کا ترجمہ کیا گیا ۔ وہ وجوہ تاویل یہ ہیں ۔ (۱) مغفرت میں تاویل (۲) ذنب میں تاویل (۳) ذنب کی اضافت میں تاویل ۔

مغفرت میں تاویل :۔ مغفرت ذنوب کا حقیقی معنی گناہوں کی بخشش و معافی ہے مگر یہاں مغفرت سے مراد عصمت ہے کیونکہ غفر کا معنی ستر یعنی پردہ ڈالنا ہے اور پردہ ڈالنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بندے اور گناہ کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے یوں کہ بندہ گناہ کا ارتکاب نہ کر سکے اسی کو عصمت و حفاظت کہتے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ گناہ اور عذاب کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے یعنی بندے کو معاف کر دیا جائے پہلی صورت انبیاء علیہم السلام کے شایان شان اور دوسری صورت امت کے لائق ہے لہٰذا جہاں مغفرت ذنب کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف کی گئی وہاں

مراد عصمت ہے اور جہاں اسکی نسبت امت کی طرف کی گئی وہاں گناہوں کی بخشش مراد لیے۔
جلالین میں آیت فتح کی بحث تھا وھو مؤول اس پر علامہ احمد صاوی علیہ الرحمۃ نے تحریر
فرمایا اي ان اسناد الذنب له مؤول اما بان المراد ذنوب امتك او هو من باب
حسنات الابرار سيئات المقربين او بان المراد بالغفران الاحالة بينه وبين الذنوب
فلا تصدر منه لان الغفر هو الستر والستر اما بين العبد والذنب او بين الذنب و
عقوبته فاللائق بالانبياء الاول وبالامم الثاني (تفسیر صاوی ج ۴ ص ۱۹۶)
اور تفسیر صاوی ہی میں سورۂ محمد کی آیت واستغفر لذنبك کی تفسیر میں ہے قيل معناه
اسأل الله العصمة من الذنوب وصف المعلوم انه دعاءه مستجاب - ج ۴ ص ۱۹۷
اس توجیہ کی رو سے آیات مذکورہ فی السوال کا بالترتیب ترجمہ اس طرح ہوگا ۔
(۱) محبوب آپ گناہوں سے عصمت وحفاظت کی دعا کیجئے اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح وشام اسکی پاکی بیان کیجئے (سورۂ مومن)
(۲) محبوب اپنے لئے گناہوں سے عصمت کی دعا کیجئے اور مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی بخشش مانگئے (سورۂ محمد)
(۳) تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی اور پچھلی زندگی کو گناہوں سے محفوظ فرمائے (سورۃ الفتح)
ذنب میں تاویل - یعنی تو ذنب کا حقیقی معنی گناہ ہے مگر یہاں ذنب سے مراد بظاہر خلاف اولی کام ہیں - آپ کے علو مرتبہ کے اعتبار سے انہیں ذنب سے تعبیر کیا گیا
اس توجیہ کی رو سے ان آیات کا ترجمہ اس طرح ہوگا ۔
(۱) اور آپ اپنے بظاہر خلاف اولی کاموں کی بخشش چاہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح وشام اسکی پاکی بیان کریں ۔ (سورۂ مومن)
(۲) اور آپ اپنے بظاہر خلاف اولی کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی طلب کریں ۔ (سورۂ محمد)
(۳) تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے معاف فرمائے آپ کے اگلے اور پچھلے بظاہر خلاف اولی سب کام
حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے اسی تاویل کو اختیار فرماکر
ان آیات کا ترجمہ فرمایا اور ان آیات میں ذنب کا معنی خلاف اولی کرتے ہوئے
لفظ بظاہر کا اضافہ فرمایا اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جن کاموں کو خلاف
اولی کہا گیا ہے وہ امت کے اعتبار سے کہا گیا ہے آپ کی ذات کے اعتبار سے نہیں
یعنی اگر وہ کام امت کرے تو وہ کام خلاف اولی کہلاتا لیکن اور آپ چونکہ شارع و معلم امت
ہیں اسلئے اختیار فرمائے تاکہ جو تبلیغ دین کا درجہ رکھتا ہے لہذا آپ کے لئے موجب اجر وثواب
ہے اسلئے وہ کام آپ کے حق میں بظاہر خلاف اولی ہیں - تفسیر کبیر جلد ۹ ص ۲۲۵ مطبوعہ لبنان
میں ہے والطاعنون في عصمة الانبياء عليهم السلام يتمسكون به ونحن نحمله على التوبة
عن ترك الاولى والافضل - تفسیر صاوی میں واستغفر لذنبك کے تحت ہے وقيل
المراد بذنبه خلاف الاولى [illegible] فهو ذنب بحسب مقامه ورتبته

تفسیر ابی السعود میں ہے واستغفر لذنبک وللمؤمنین الآیۃ کی تفسیر میں ہے (واستغفر لذنبک) وھو الذی ربما
یصدر عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ترک الاولیٰ عبر عنہ بالذنب نظرا الی منصبہ الجلیل۔۔۔
کیف لا وحسنات الابرار سیئات المقربین (ص ۹۷ جز ۸ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اضافت میں تاویل: بعض علماء اسلام نے مغفرت اور ذنب کو حقیقی معنی پر محمول کرتے ہوئے
ذنب کی اضافت میں تاویل سے کام لیا ان کے نزدیک کاف خطاب کا مضاف محذوف ہے جو ذنب
کا مضاف الیہ ہے یہ حذف شدہ مضاف میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض نے نفظ امت بعض نے اہل بیت
اور بعض نے مومنین وغیرہ کو محذوف مانا اعلیٰحضرت امام اہل سنت سیدی امام احمد رضا بریلوی
رضی اللہ عنہ نے اس تاویل کو پسند فرماتے ہوئے ان آیات کا ترجمہ فرمایا۔
اجلۂ علماء کی تصریحات پیش خدمت ان کے تناظر میں اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔
سورۃ المومن کی آیت مبارکہ واستغفر لذنبک کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے قیل لذنب امتک
حذف المضاف واقیم المضاف الیہ مقامہ ص ۳۲۴ جز ۱۵ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔
علماء کے اس قول کے مطابق ذنب کی اضافت آنجناب کی طرف نہیں بلکہ آپ کی امت کی طرف ہے
اب اعلیٰحضرت کا ترجمہ ملاحظہ۔ اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو اور اپنے رب کی تعریف
کرتے ہوئے صبح و شام اس کی پاکی بولو۔
سورۂ محمد کی آیت کریمہ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات کے تحت تفسیر خازن میں ہے
قیل المراد بذنبہ ذنب اھل بیتہ ص ۱۹۵ ج ۵۔
اس تفسیر کو سامنے رکھتے ہوئے اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔
اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی چاہو مانگو۔
سورۃ الفتح کی پہلی آیت کی تفسیر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں لم یکن للنبی ذنب
فماذا یغفر لہ قلنا الجواب عنہ قد تقدم مرارا من وجوہ احدھا المراد ذنب المؤمنین۔۔۔
تفسیر کبیر جلد ۱۰ ص ۶۶
اس آیت کے تحت جلالین میں تھا وھو مؤول لعصمۃ الانبیاء علیہم السلام۔ اس کی توضیح میں علامہ
احمد صاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اى اسناد الذنب لہ مؤول اما بان المراد ذنوب امتہ
ص ۱۹۶ ج ۵۔
اس آیت کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے قال عطاء الخراسانی ما تقدم من ذنبک یعنی من
ذنب ابویک آدم وحواء وما تاخر من ذنوب امتک ص ۲۶۳ ج ۱۶۔
امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تفاسیر کو سامنے رکھتے ہوئے ما تقدم
سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء و امہات باستثناء انبیاء علیہم السلام کے
گناہ ~~[illegible]~~ اور وما تاخر سے اہل بیت کرام اور امت مرحومہ ~~[illegible]~~
~~[illegible]~~ کے گناہ مراد لیتے ہوئے ترجمہ فرمایا۔ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ
بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔
ان سطور سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ

کا ترجمہ ہو یا غزالیِ عصر علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ہو ۔ یہ دونوں ترجمے
اسلاف کی فکر کے ترجمان اور ناموسِ رسالت کے نقیب و پاسبان ہیں ۔
جزاھما اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنا وعن جمیع المومنین ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مفتی محمد ابراہیم القادری الرضوی غفرلہ
خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
۶ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
۲ نومبر ۲۰۰۳ء

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم القادری

جناب مفتی صاحب دار العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی عصر حضرت علامہ سید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے تراجم تحریر فرمائے ہیں ان میں سورۃ مومن کی آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ اور سورۃ محمد ﷺ کی آیت کریمہ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور سورۃ فتح کی آیت کریمہ لِيَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْکَ وَيَهْدِيَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا میں ان دونوں اکابر کے تراجم کے بارے میں سوال ہے کہ ہر دو ترجمے صحیح ہیں یا کوئی ایک؟

سائل: محمد اقبال قادری

الجواب

مذکورہ فی السوال تینوں آیات میں ذنب کا ذکر ہے اور ان تینوں آیات میں ذنب کی نسبت حضور سید عالم ﷺ کی ذات والا کی طرف ہے اور ذنب کا حقیقی معنی جرم وگناہ ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوئے فقہ اکبر میں ہے والانبیاء علیهم السلام کلهم منزهون عن الصغائر والکبائر ص۵۶ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

اسی میں ص ۵۹ تا ص ۶۱ پر ہے۔ ومحمد رسول اللہ ﷺ نبیه وعبده ورسوله وصفیه لم یعبد الصنم ولم یشرک باللّٰہ طرفة عین قط ولم یرتکب صغیرة ولا کبیرة قط

تفسیر صاوی جلد ۵ ص ۱۸۲۸ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور میں ہے۔ فرسول اللّٰہ ﷺ معصوم عن الذنوب جمیعا صغائر وکبائر قبل النبوة وبعدها علی التحقیق کجمیع الانبیاء۔ اسی لئے علماء نے ان آیات کو واجب التاویل قرار دیا۔ جلالین میں آیت فتح کی تفسیر میں فرمایا۔ وهو مؤول لعصمة الانبیاء علیهم السلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب۔ علماء نے یوں تو ان کی توجیہ میں بہت کلام فرمایا مگر

بالعموم تین وجوہ تاویل پر اعتماد کیا گیا اور انہیں توجیہات کو سامنے رکھتے ہوئے ان آیات کا ترجمہ کیا گیا وہ وجوہ تاویل یہ ہیں۔(۱) مغفرت میں تاویل (۲) ذنب میں تاویل (۳) ذنب کی اضافت میں تاویل۔

مغفرت میں تاویل

مغفرت ذنوب کا حقیقی معنی گناہوں کی بخشش و معافی ہے مگر یہاں مغفرت سے مراد عصمت ہے کیونکہ غفر کا معنی ستر یعنی پردہ ڈالنا ہے اور پردہ ڈالنے کی دوصورتیں ایک یہ کہ بندے اور گناہ کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے۔ یوں کہ بندہ گناہ کا ارتکاب نہ کر سکے اسی کو عصمت وحفاظت کہتے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ گناہ اور عذاب کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے یعنی بندے کو معاف کر دیا جائے پہلی صورت انبیاء علیہم السلام کے شایان شان اور دوسری صورت امت کے لائق ہے لہذا جہاں مغفرت ذنب کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف کی گئی وہاں مراد عصمت ہے اور جہاں اس کی نسبت امت کی طرف کی گئی وہاں گناہوں کی بخشش مراد ہے۔ جلالین میں آیت فتح کے تحت تھا وھو مؤول . اس پر علامہ احمد صاوی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا۔ ای ان اسناد الذنب له مؤوّل امابان المراد ذنوب امتک اوھو من باب حسنات الابرار سيئات المقربين او بان المراد بالغفران الا حالة بينه و بين الذنوب فلا تصدر منه لان الغفر هو الستر والسترا مابين العبد والذنب اوبين الذنب و عذابه فاللائق بالانبياء الاول و بالامم الثانی (تفسیر صاوی ج۵ ص۱۹۶۶)

اور تفسیر صاوی ہی میں سورۃ محمد کی آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ کی تفسیر میں ہے۔ قيل معناه اسئال الله العصمة من الذنوب و من المعلوم انه دعاء ہ مستجاب (ج۵ ص۱۹۵۷)

اس توجیہ کی رو سے آیات مذکورہ فی السوال کا بالترتیب ترجمہ اس طرح ہوگا۔

(۱) محبوب آپ گناہوں سے عصمت وحفاظت کی دعا کیجئے اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح وشام اس کی پاکی بیان کیجئے۔ (سورۂ مومن)

(۲) محبوب اپنے لئے گناہوں سے عصمت کی دعا کیجئے اور مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی بخشش مانگئے (سورۂ محمد)

(۳) تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی اور پچھلی زندگی کو گناہوں سے محفوظ فرمائے (سورۃ الفتح)

ذنب میں تاویل

یوں تو ذنب کا حقیقی معنی گناہ ہے مگر یہاں ذنب سے مراد بظاہر خلاف اولیٰ کام ہیں۔ آپ کے علو مرتبہ کے اعتبار سے انہیں ذنب سے تعبیر کیا گیا اس توجیہ کے رو سے ان آیات کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔

(۱) اور آپ اپنے بظاہر خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح و شام اس کی پاکی بیان کریں۔ (سورۃ مومن)

(۲) اور آپ اپنے بظاہر خلاف اولیٰ کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی طلب کریں۔ (سورۃ محمد)

(۳) تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے بظاہر خلاف اولیٰ سب کام

حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے اسی تاویل کو اختیار فرما کر ان آیات کا ترجمہ فرمایا اور ان آیات میں ذنب کا معنی خلاف اولیٰ کر کے لفظ بظاہر کا اضافہ فرمایا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے جن کاموں کو خلاف اولیٰ کہا گیا ہے وہ امت کے اعتبار سے کہا گیا ہے۔ آپ کی ذات کے اعتبار سے نہیں یعنی اگر وہ کام امت کرے تو وہ کام خلاف اولیٰ کہلائیں اور آپ نے چونکہ وہ کام تعلیم امت کے لئے اختیار فرمائے جو تبلیغ دین کا درجہ رکھتا ہے اور آپ کے لئے موجب اجر وثواب ہے اس لئے وہ کام آپ کے حق میں بظاہر خلاف اولیٰ ہیں۔ تفسیر کبیر جلد ۹ ص ۵۲۵ مطبوعہ لبنان میں ہے۔ **والطاعنون فی عصمۃ الانبیاء علیھم السلام یتمسکون بہ ونحن نحملہ علی التوبۃ عن ترک الاولیٰ والافضل** تفسیر صاوی میں وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ کے تحت ہے **وقیل المراد بذنبہ خلاف الاولیٰ** پھر ایک سطر بعد فرمایا **فھو ذنب بحسب مقامہ و رتبتہ**

تفسیر ابی السعود میں **واستغفر لذنبک وللمؤمنین** الایۃ کی تفسیر میں ہے۔ **(واستغفر لذنبک) وھو الذی ربما یصدر عنہ ﷺ من ترک الاولیٰ عبر عنہ بالذنب نظرا الی منصبہ الجلیل کیف و حسنات الابرار سیئات المقربین** (ص ۹۷ جز ۸ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اضافت میں تاویل

بعض علماء اعلام نے مغفرت اور ذنب کو حقیقی معنی پر محمول کرتے ہوئے ذنب کی اضافت میں تاویل سے کام لیا ان کے نزدیک کاف خطاب کا مضاف محذوف ہے جو ذنب کا مضاف الیہ ہے پھر حذفیت مضاف میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض نے لفظ امت بعض نے ابوین اور بعض نے مومنین وغیرہ کو محذوف مانا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سیدی امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس تاویل کو پسند فرماتے ہوئے ان آیات کا ترجمہ فرمایا:

اجلہ علماء کی تصریحات پھر ان کے تناظر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ سورۃ المومن کی آیت مبارکہ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے۔ **قیل لذنب امتک حذف المضاف و اقیم المضاف الیہ مقامہ** (ص ۳۲۴ جز ۱۵ داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

علماء کے اس قول کے مطابق ذنب کی اضافت آنجناب کی طرف نہیں بلکہ آپ کی امت کی طرف ہے۔ اب اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ ہو اور اپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح و شام اس کی پاکی بولو۔

سورۂ محمد کی آیت کریمہ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کے تحت تفسیر صاوی میں ہے۔ **قیل المراد بذنبہ ذنب اهل بیتہ** ص ۱۹۵۷ھ ج ۵)

اس تفسیر کو سامنے رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا ترجمہ ملاحظہ ہو

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

سورۃ الفتح کی پہلی آیت کی تفسیر امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ **لم یکن للنبی ذنب فماذا یغفر لہ؟ قلنا الجواب عنہ قد تقدم مرارا من وجوہ احدھا المراد ذنب المؤمنین** (تفسیر کبیر جلد ۱۰، ص ۶۶)

اس آیت کے تحت جلالین میں تھا **وھو مؤول لعصمۃ الانبیاء علیھم السلام**۔ اس کی توضیح میں علامہ احمد صاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ای **ان اسناد الذنب لہ** صلی اللہ علیہ وسلم **مؤول اما بان المراد ذنوب امتک** الخ، ص ۱۹۶۶، ج ۵)

اس آیت کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے۔ قال عطاء الخراسانی ماتقدم من ذنبک یعنی من ذنب ابویک ادم و حواء وماتاخر من ذنوب امتک (ص۲۶۳' ج۱۶)

امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تفاسیر کو سامنے رکھتے ہوئے ماتقدم سے حضور سید عالم ﷺ کے اباء وامہات باستثناء انبیاء علیہم السلام کے گناہ اور وما تاخر سے اہل بیت کرام اور امت مرحومہ کے گناہ مراد لیتے ہوئے ترجمہ فرمایا۔ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

ان سطور سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کا ترجمہ ہو یا غزالی عصر علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ ہو۔ ہر دو ترجمے اسلاف کی فکر کے ترجمان اور ناموس رسالت کے نقیب و پاسبان ہیں۔

فجزاھما اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزاء عنا و عن جمیع المؤمنین واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مفتی محمد ابراہیم القادری الرضوی غفرلہ

خادم جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر

۶۔ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

۲؍نومبر ۲۰۰۳ء

جانشین غزالیٔ زماں صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے کافی صفحات پر مشتمل ایک تفصیلی سوالنامہ بغرض ارسال جواب موصول ہوا جس میں تین ایسی آیات کریمہ کا ذکر تھا جہاں ذنب کی نسبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے۔

عصمت انبیا کے عقیدہ کے اعتبار سے ان کے ترجمہ میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ترجمہ کنز الایمان میں ذنب کی نسبت آپکی امت کی جانب فرمادی۔ اور غزالیٔ زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے پیش فرمودہ ترجمہ البیان میں ذنب کا معنی (بظاہر) خلاف اولیٰ فرمایا اب قابل دریافت یہ امر ہے کہ مذکورہ دونوں تراجم صحیح ہیں یا نہیں۔ فوری جواب تحریر کرنے کی تاکید اور قلت وقت کے پیش نظر جواب میں نہایت قلت سے کام لیا

الجواب

بحوالہ عصمت انبیا قرآن و حدیث کی روشنی اور اصول و محاورہ کے اعتبار سے دونوں تراجم صحیح معتبر ہیں محققین و مفسرین اور اسلاف کے پیش فرمودہ توجیہات کے عین مطابق ہیں کسی ایک ترجمہ کو غلط کہنا درست نہیں جسکی تفصیل کیلئے طویل تحریر چونکہ عصمت انبیا ایک مسلم اور متفق عقیدہ ہے جس پر قرآن و حدیث کی روشنی میں محققین کے اقوال اور تصانیف موجود ہیں الانبیاء معصومون عن الذنوب کبیرها وصغیرها عمدها وسهوها۔ شارح بخاری ص ارشاد الساری اور مواہب اللدنیا اور ص تفسیر کبیر اور ص شرح عقائد نسفی اور ص شرح فقہ اکبر وغیرہ محققین نے اپنی تصانیف میں عصمت انبیا کا ذکر صراحۃً فرمایا۔ اسپر مزید دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

بنابریں جن آیات میں ذنب کی نسبت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی جانب ہے اسکے صحیح مطلب سمجھانے کیلئے محققین مفسرین علماء نے ہر دو پیش کردہ توجیہات کا ذکر فرمایا۔ انہیں سے چند تفاسیر کا ذکر پیش ناظرین ہے

۱۔ توجیہ اول کا ذکر امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر ص ۹۸/۱۴۹ جلد ۲۶ پر فرماتے ہیں المراد ذنب المؤمن۔ یعنی الیسی ذنب سے مراد ذنب مومن ہے
۲۔ معالم التنزیل ص ۹۳ ۳۔ روح البیان ج ۹ ص ۹ ۴۔ تفسیر حسینی ص ۸۱۹ ۵۔ حاشیہ صاوی ج ۴ ص ۹۰ ۶۔ تفسیر خازن ص ۱۵۶
۷۔ تفسیر مظہری ج ۹ ص ۳ ۸۔ قرطبی ص ۲۶۳ ان تمام مفسرین نے بھی ذنب کی نسبت نبی علیہ السلام کی جانب نہیں بلکہ امت کی جانب فرمائی

توجیہ ثانی جسکو غزالیٔ زماں نے ترجمہ البیان میں ذکر فرمایا اس توجیہ کا ذکر بھی امام فخر الدین رازی نے صفحہ مذکور پر یوں فرمایا
ثانیها المراد ذنبک الا فضل۔ ۲۔ تفسیر روح المعانی ص ۹۱/۱۴۹ پر اس توجیہ کا ذکر فرمایا المراد من الذنب ما فرط من خلاف الاولیٰ بالنسبۃ الی مقامہ علیہ السلام من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین۔ اس ذنب سے مراد وہ اعمال جو بہ نسبت مقام النبی خلاف اولیٰ ہیں لیا از قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین سے ہے۔

۳۔ اسی توجیہ کا ذکر صاحب تفسیر روح البیان نے ص ۹/۹ پر فرمایا

۴ے صاحب حاشیہ صاوی نے بھی اس توجیہ کو ص۸۰ ج۴ پر فرمایا

۵ے صاحب تفسیر خازن نے بھی ص۱۵۷ ج۴ پر اس توجیہ ثانی کا ذکر فرمایا

جب دونوں توجیہات کا ذکر محققین مفسرین نے ثبت فرمایا پھر دونوں تراجم کی صحت کی تصدیق مسلمہ ہو گی متعلقہ عصمت انبیا کے اثبات پر ہیں دونوں۔ تراجم متحد فی الغرض ہیں انہیں تضاد اس لئے نہیں کہ غرض (اثبات عصمت انبیاء) کا وجود دونوں میں ایک ہی ہے۔ ہر دونوں اکابر کی فکر اور نقطہ عصمت انبیاء کے اثبات کے حوالے سے متحد ہے مختلف نہیں ہے

ان دونوں توجیہات کا مقصد ادب اور تعلیم نبوت کا درس ہے۔ تقاضائے تمام رسول کو تسلیم کر لینے کی تعلیم ہے

البتہ فرق فقط اتنا ہے تقاضائے وقت کے اعتبار سے جبکہ کافرین آریہ عصمت انبیا پر حملہ آور تھے تو امام اہلسنت نے توجیہ اول کو اپنے ترجمہ میں ذکر کرنا مناسب سمجھا تاکہ سرے سے ذنب کی نسبت نبی علیہ السلام کی جانب نہ ہی کی جائے انکو ساکت اور لاجواب کرنے کیلئے مفسرین کرام کی پیش کردہ توجیہ اول کا ذکر فرما دیا۔ مگر توجیہ ثانی کا انکار تو نہیں فرمایا بلکہ اپنی دیگر تصانیف میں توجیہ ثانی کو جواباً منکرین عصمت انبیاء کیلئے ذکر فرمایا تاکہ وہ نسبت ذنب الی النبی کے مفہوم کو بھول جائیں

جب امام اہلسنت نے خود توجیہ ثانی کو تسلیم فرمایا تو محبین اہلسنت حضرات سے کلمہ انکار یا اس توجیہ کو خلاف شان نبوت وغیرہ کہنا اچھا نہیں لگتا ہے

پھر غزالی زماں نے تکمیل توجیہات کی غرض سے مفسرین حضرات کی پیش کردہ توجیہ ثانی یعنی ذنب سے مراد خلاف اولیٰ تاکہ تمام توجیہات کے ذکر کی تکمیل فرما دی تاکہ مفہوم عصمت انبیاء مطابقۃً اہل سنت کے اذہان میں جانشین ہو جائے نقط تفصیلاً نہ ہو تاکہ کبھی کسی منزل پر خدشات جنم نہ لیں۔ ادب مصطفےٰ عصمت انبیاء پر تمام توجیہات واضح ہو جائیں

پھر نہایت محتاط انداز میں قوسین (بظاہر) بھی تحریر فرما کر خدشہ یا غلطی وغیرہ کہنے کی گنجائش بھی نہ چھوڑی

فقیر کے نزدیک دونوں اکابرین کے تراجم صحیح اور مفسرین کرام کی پیش کردہ توجیہات کے عین مطابق ہیں ادب و تعظیم کے ترجمان عصمت انبیاء کی عقیدت کے پاسبان ہیں۔ کسی ترجمہ کو غلط کہنا حسد یا کم علمی یا کسی دوسری غرض فاسدہ کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ تحقیقی نکتہ نظر سے نہیں۔ البتہ منکرین یا تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں یا جہالت حقیقی سے

ہذا ما عندی من الجواب

واللہ اعلم والحکم بالصواب

المجیب المفتقر الی اللہ الولی

محمد اکرم الشاہ جہانی۔ غفر لہ اللہ تعالیٰ ذنوبہ الخفی والجلی

مبلغ عصمت النبی العربی والمدنی۔ تبسم عفی

استاذ العلماء پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ

محمد اکرم صاحب شاہ جمالی

جانشین غزالی زماں صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے کافی صفحات پر مشتمل ایک تفصیلی سوالنامہ بغرض ارسال جواب موصول ہوا جس میں تین ایسی آیات کریمہ کا ذکر تھا جہاں ذنب کی نسبت سرکار دو عالم ﷺ کی جانب ہے۔

عصمت انبیاء کے عقیدہ کے اعتبار سے اس کے ترجمہ میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ترجمہ کنز الایمان میں ذنب کی نسبت آپ کی امت کی جانب فرمادی۔ اور غزالی زماں سیدی و سندی حضرت کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پیش فرمودہ ترجمہ البیان میں ذنب کا معنی (بظاہر) خلاف اولیٰ فرمایا اب قابل دریافت یہ امر ہے کہ مذکورہ دونوں تراجم صحیح ہیں یا نہیں۔ فوری جواب تحریر کرنے کی تاکید اور قلت وقت کے پیش نظر جواب میں نہایت قلت سے کام لیا۔

الجواب:

بحوالہ عصمت انبیاء قرآن و حدیث کی روشنی اور اصول و محاورہ کے اعتبار سے دونوں تراجم صحیح معتبر ہیں محققین و مفسرین اور اسلاف کے پیش فرمودہ توجیہات کے عین مطابق ہیں کسی ایک ترجمہ کو غلط کہنا درست نہیں جس کی تفصیل کے لئے طویل تحریر کی ضرورت ہے چونکہ عصمت انبیاء ایک مسلم اور محقق عقیدہ ہے جس پر قرآن و حدیث کی روشنی میں محققین کے اقوال اور تصانیف موجود ہیں۔ **الانبیاء معصومون عن الذنوب کبیرھا و صغیرھا عمدھا و سھوھا** ۔ شارح بخاری صاحب ارشاد الساری اور صاحب مواہب اللدنیہ اور صاحب تفسیر کبیر اور صاحب شرح عقائد نسفی اور صاحب شرح فقہ اکبر وغیرہ محققین نے اپنی تصانیف میں عصمت انبیاء کا ذکر صراحۃً فرمایا۔ اس پر مزید دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

بنا بریں جن آیات میں ذنب کی نسبت سرکار دو عالم ﷺ کی ذات گرامی کی جانب ہے اس کے صحیح مطلب سمجھانے کے لئے محققین مفسرین علماء نے ہر دونوں پیش کردہ توجیہات کا ذکر فرمایا۔ ان میں سے چند تفاسیر

کاذکر پیش ناظرین ہے۔

۱)　توجیہ اول کا ذکر امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر ج ۱۴، ص ۸۷، پ ۲۶ پر فرماتے ہیں المراد ذنب المؤمن، یعنی ایسی ذنب سے مراد ذنب مومن ہے۔

۲)　معالم التنزیل ص ۸۳　　۳)　روح البیان ج ۹، ص ۸

۴)　تفسیر حسینی ص ۸۱۹　　۵)　حاشیہ صاوی ج ۴، ص ۸۰

۶)　تفسیر خازن جلد ۶، ص ۱۵۷　　۷)　تفسیر مظہری ص ۳، ج ۹

۸)　قرطبی ص ۲۶۳

ان تمام مفسرین نے بھی ذنب کی نسبت نبی علیہ السلام کی جانب نہیں بلکہ غیر النبی کی جانب فرمائی۔

توجیہ ثانی جس کو غزالی زماں نے ترجمہ البیان میں ذکر فرمایا اس توجیہ کا ذکر بھی امام فخر الدین رازی نے صفحہ مذکور پر یوں فرمایا ثانیھا المراد ترک الافضل۔ نمبر ۲ تفسیر روح المعانی ج ۱۲، ص ۹۱ پر اس توجیہ کا ذکر فرمایا المراد من الذنب مافرط من خلاف الاولیٰ بالنسبۃ الی مقامہ علیہ السلام من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین۔ اس ذنب سے مراد وہ اعمال جو بہ نسبت مقام النبی خلاف اولیٰ ہیں لینا از قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین سے ہے۔

۳)　اسی توجیہ کا ذکر صاحب تفسیر روح البیان نے ج ۹، ص ۸ پر فرمایا۔

۴)　صاحب حاشیہ صاوی نے بھی اس توجیہ کو ص ۸۰، ج ۴ پر فرمایا

۵)　صاحب تفسیر خازن نے بھی ج ۶، ص ۱۵۷ پر اس توجیہ ثانی کا ذکر فرمایا۔

جب دونوں توجیہات کا ذکر محققین مفسرین نے ثبت فرمایا پھر دونوں تراجم کی صحت کی تصدیق مسلمہ ہوگی۔ مقصد عصمت انبیاء کے اثبات پر یہ دونوں تراجم متحد فی الغرض ہیں ان میں تضاد اس لئے نہیں کہ غرض (اثبات عصمت انبیاء) کا وجود دونوں میں ایک ہی ہے۔ ہر دونوں اکابر کی فکر اور نظر عصمت انبیاء کے اثبات کے حوالہ سے متحد ہے مختلف نہیں ہے۔ ان دونوں توجیہات کا مقصد ادب اور تعظیم نبوت کا درس ہے۔ تقاضائے مقام رسول کو تسلیم کر لینے کی تعلیم ہے۔

البتہ فرق فقط اتنا ہے تقاضائے وقت کے اعتبار سے جبکہ کافرین آریہ عصمت انبیاء پر حملہ آور تھے تو امام اہلسنت نے توجیہ اول کو اپنے ترجمہ میں ذکر کرنا مناسب سمجھا تا کہ سرے سے ذنب کی نسبت نبی علیہ السلام کی جانب نہ ہی کی جائے ان کو ساکت اور لاجواب کرنے کے لئے مفسرین کرام کی پیش کردہ توجیہ اول کا ذکر فرما دیا۔ مگر توجیہ ثانی کا انکار تو نہیں فرمایا بلکہ اپنی دیگر تصانیف میں توجیہ ثانی کو جواباً منکرین عصمت انبیاء کے لئے ذکر فرمایا تا کہ وہ نسبت ذنب الی النبی کے مفہوم کو بھول جائیں جب امام اہلسنت نے خود توجیہ ثانی کو تسلیم فرمایا تو محبین اعلیٰ حضرت سے کلمہ انکار یا اس توجیہ کو خلاف شان نبوت وغیرہ کہنا اچھا نہیں لگتا ہے۔ پھر غزالی زماں نے تکمیل توجیہات کی غرض سے مفسرین حضرات کی پیش کردہ توجیہ ثانی یعنی ذنب سے مراد خلاف اولیٰ بتا کر تمام توجیہات کے ذکر کی تکمیل فرما دی تا کہ مفہوم عصمت انبیاء مطابقۃً۔ اہل سنت کے اذہان میں جانشین ہو جائے فقط تضمناً نہ ہو تا کہ کبھی کسی منزل پر خدشات جنم نہ لیں۔ ادب مصطفیٰ عصمت انبیاء پر تمام توجیہات واضح ہو جائیں پھر نہایت محتاط انداز میں بین قوسین (بظاہر) بھی تحریر فرما کر خدشہ یا غلطی وغیرہ کہنے کی گنجائش بھی نہ چھوڑی۔

فقیر کے نزدیک دونوں اکابرین کے تراجم صحیح اور مفسرین کرام کے پیش کردہ توجیہات کے عین مطابق ہیں ادب و تعظیم کے ترجمان عصمت انبیاء کی عقیدت کے پاسبان ہیں۔ کسی ترجمہ کو غلط کہنا حسد یا کم علمی یا کسی دوسری غرض فاسدہ کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ تحقیقی نکتہ نظر سے نہیں۔ البتہ منکرین یا تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں یا جہالت حقیقی سے

هذا ماعندی من الجواب

واللّٰه اعلم واحکم بالصواب

المجیب افقرالی اللّٰه الولی

محمد اکرم الشاہ جمالی

غفرله اللّٰه ذنوبه الخفی والجلی

بحق عصمة النبی العربی والمدنی

Muhammad Saeed Ahmad Asad
(President Pakistan Suni Ittehad)
Nazam-i-Aala Jamia Aminia Rizvia Sheikh Colony-Faisalabad.

محمد سعید احمد اسعد صدر پاکستان سنی اتحاد
ناظم اعلیٰ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد ✆653829

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ اور امام اہل سنت
غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ نے اپنے اپنے زمانہ میں
دین متین کی بہترین خدمت فرمائی ہے۔ علاوہ دیگر دینی خدمات کے ان دونوں بزرگوں نے
قرآن مجید کا ترجمہ بھی لکھا ہے۔ جس میں اللہ رب العالمین اور اس کے محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
کی عظمت وشان کا خوب اظہار فرمایا ہے۔ عربی زبان چونکہ بہت وسیع ہے۔ ایک ہی لفظ
کئی کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات لفظ کا ظاہری معنی مراد نہیں ہوتا
اسی لیئے بعض کم علم اور کم فہم لوگوں نے قرآن حکیم کی صحیح مراد کو نہ سمجھ کر غلط ترجمے کر دیئے
لیکن اللہ کریم ان دونوں بزرگوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے اپنے اپنے تراجم
یعنی "کنز الایمان" اور "البیان" میں عربی قواعد کو بھی ملحوظ خاطر رکھا، سلف صالحین کی گرانقدر
تحقیقات کا نچوڑ پیش فرمایا اور صحیح چیز قوم کے سامنے پیش فرمائی فجزاھما اللہ خیر الجزاء
لفظ ذنب کی نسبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہاں بھی قرآن حکیم میں ہوئی ہے وہاں
تاویل واجب ہے۔ اس لیئے دونوں بزرگوں نے جو جو تاویل ان مقامات پر فرمائی ہے اور قرآن حکیم کی
مراد ظاہر فرمائی ہے درست ہے۔ بلکہ بعض دیگر بزرگوں نے عقیدہ عصمت کے پیش نظر جو دیگر

صحیح تاویلات فرمائی ہیں ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیے۔ فاضل سائل نے جس محنت سے سوالنامہ مرتب فرمایا ہے وہ بھی لائق تحسین ہے اور جس بزرگ نے پوری عرق ریزی سے اس کا جواب تحریر فرمایا ہے وہ قابل قدر ہے۔ مجھ جیسا نالائق اس پر کچھ اضافہ نہیں کر سکتا۔

ھذا ما عندی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد سعید احمد اسعد غفرلہ الاحد

خادم جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی

جھنگ روڈ۔ فیصل آباد

محمد سعید احمد اسعد
صدر پاکستان سنی اتحاد
ناظم اعلیٰ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی
فیصل آباد فون نمبر 653829

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ اور امام اہلسنت غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ نے اپنے اپنے زمانہ میں دین متین کی بہترین خدمت فرمائی ہے۔ علاوہ دیگر دینی خدمات کے ان دونوں بزرگوں نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی لکھا ہے۔ جس میں اللہ رب العالمین اور اس کے محبوب رحمۃ للعالمین ﷺ کی عظمت وشان کا خوب اظہار فرمایا ہے۔ عربی زبان چونکہ بہت وسیع ہے ایک ہی لفظ کئی کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور بعض اوقات لفظ کا ظاہری معنی مراد نہیں ہوتا اسی لئے بعض کم علم اور کم فہم لوگوں نے قرآن حکیم کی صحیح مراد کو نہ سمجھ کر غلط ترجمے کر دیئے لیکن اللہ کریم ان دونوں بزرگوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے اپنے اپنے تراجم یعنی "کنز الایمان" اور "البیان" میں عربی قواعد کو بھی ملحوظ خاطر رکھا سلف صالحین کی گرانقدر تحقیقات کا نچوڑ پیش فرمایا اور صحیح چیز قوم کے سامنے پیش فرمائی۔ فجزاھما اللہ خیر الجزاء لفظ ذنب کی نسبت سرکار دوعالم ﷺ کی طرف جہاں بھی قرآن حکیم میں ہوئی ہے وہاں تاویل واجب ہے۔ اس لئے دونوں بزرگوں نے جو جو تاویل ان مقامات پر فرمائی ہے اور قرآن حکیم کی مراد ظاہر فرمائی ہے درست ہے۔ بلکہ بعض دیگر بزرگوں نے عقیدہ عصمت کے پیش نظر جو دیگر صحیح تاویلات فرمائی ہیں ان پر بھی نکتہ چینی نہیں کرنی چاہئے۔ فاضل سائل نے جس محنت سے سوالنامہ مرتب فرمایا ہے وہ بھی لائق تحسین ہے اور جن بزرگوں نے پوری عرق ریزی سے اس کا جواب تحریر فرمایا ہے وہ قابل قدر ہے۔ مجھ جیسا نالائق اس پر کچھ اضافہ نہیں کرسکتا۔

هذا ما عندی. واللہ تعالیٰ اعلم

محمد سعید احمد اسعد غفرلہ الاحد
خادم جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی
جھنگ روڈ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم علامہ محمد اقبال قادری صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپکا استفتاء موصول ہوا جس کا عنوان ہے -

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس بارہ میں کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور غزالی عصر، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے

قرآن مجید کے تراجم تحریر فرمائے ہیں اُن میں

سورۂ مؤمن کی آیت ۵۵ اور سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت ۱۹ اور

سورۂ فتح کی آیت ۲

میں ان دونوں اکابر کے تراجم کے بارے میں -

سوال ہے

کہ یہ دو ترجمے صحیح ہیں یا کوئی ایک ؟

اس سلسلے میں دونوں تراجم کی عبارات .... پیشِ نظر رہیں -

الجواب

میرے نزدیک دونوں تراجم صحیح ہیں جس کی دلیل اول

تو ان تراجم کے بارہ میں ان اکابر کی تصنیفات، تحریرات اور (صفحہ ۲ پر)

فتاوے ہیں جن میں ان تراجم کے صحیح ہونے کے شواہد موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو

(۱) غزالئ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ترجمہ "البیان" میں سورۂ فتح کی آیت ۲

لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔

کا ترجمہ کرتے ہیں = تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرما دے آپکے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلافِ اولیٰ سب کام۔

نوٹ = ترجمہ صرف یہاں تک ہی ہے۔ آگے قوسین کے درمیان کی عبارت = (جو آپ کے کمالِ قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار (افضل) ہیں) عبارت جنکی وضاحت ہوئی تھی اضافی ہے۔ ترجمہ نہیں۔ حضرت غزالئ زماں رحمۃ اللہ علیہ اپنے ترجمہ "البیان" کے مقدمہ میں خصوصیاتِ ترجمہ ص ۲ پر فرماتے ہیں

(۱) اس ترجمہ میں ہم نے الفاظِ قرآن کی ترتیب کو حتی الامکان ملحوظ رکھا ہے اور مفہومِ قرآن کو عام فہم کرنے کیلئے سلیس اور سادہ زبان اختیار کی ہے۔

(۲) اس ترجمہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ بعض مقامات پر مضمونِ آیت کی وضاحت یا کچھ شکوک و شبہات کے ازالے کیلئے ترجمہ کے دوران قوسین لگا کر دلائلِ شرعیہ اور تفاسیرِ معتبرہ کے مطابق مناسب الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام (مضمونِ آیت کو سمجھ لیں اور انکے ذہن الجھن سے محفوظ رہیں۔

(صفحہ ۳ پر)

حضرت غزالئ زماں رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ اور اضافی عبارت
کے تمام الفاظ کو ایک ایک کر کے اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حق اور صحیح ثابت کرتے ہوئے اپنے فتاویٰ
اور دیگر کتب میں ایسے دلائلِ ساطعہ اور براہینِ قاطعہ قائم کئے

جنہیں آپ نے اس استفتاء کے ہمراہ لف فرما کر ارسال کیا تھا
جس محنت، کاوش، تندہی، عرق ریزی، دقتِ نظر اور اپنی خداداد
علمی وعملی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر آپ نے غزالئ زماں رازئ دوراں
حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ علم وعمل سے صحیح
فیضیاب ہوکر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وتحقیقی
بحرِ بیکنار میں غوطہ زن ہوکر ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے گوہر ہائے
نایاب لائے جنکی چمک دمک اور روشنی نے نہ فقط غزالئ زماں
رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ و اضافی عبارت میانِ قوسین کو حق و صحیح
کر دکھایا بلکہ یہ مبین و واضح کر دکھایا کہ اگرچہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے
قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلوں پچھلوں کے گناہ کا مرادی معنی لیا تھا
مگر آپ کی محققانہ، مدققانہ اصل تحقیق اس مسئلہ میں وہی تھی جو
غزالئ زماں رحمۃ اللہ علیہ کی تھی - جیسا کہ جناب مستفتی صاحب آپ نے دونوں شخصیتوں کو
اپنے جمع کردہ دلائل میں متفق، متحد ثابت کر دیا تھا جو انکا ہی حصہ تھا جزاک اللہ خیرا -

ترجمہ "البیان" سے صحیح ہوئے پر دیگر با حوالہ دلائل ملاحظہ ہوں

ذنب سے جو "البیان" میں خلاف اولیٰ مراد لگایا تھا یہ تمام تفاسیر معتبرہ سے لیا گیا تھا ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی ص ۳۴۲ ج ۲۶ تحت آیت ۲ سورۃ فتح - لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر والمراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولیٰ بالنسبۃ الی مقامہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فھو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین

اور اسی طرح تفسیر کبیر ص ۷۶ ج ۱۰ تفسیر خازن ص ۱۵۳ ج ۴ تفسیر المنار ص ۸۱ ج ۱۰

اور اللباب فی علوم الکتاب میں ص ۴۷۷ ج ۱۷ پر ہے المراد ترک الافضل -

اور شرح المقاصد ص ۳۰۹ ج ۳ بیروت تا ص ۳۱۶ ج ۳ وغایتہ ترک الاولیٰ

اور یہی تفسیر مراغی ص ۶۲ ج ۲۶ پر ہے -

اور تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص ۱۲۱ ج ۹ زیر آیت ۲ سورۃ فتح المراد بالذنب بعد الرسالۃ ترک ما ھو الاولیٰ وسُمّی فی حقہ ذنباً لجلالۃ قدرہ وان لم یکن ذنباً فی حق غیرہ

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے صحیح
ہونے کی دلیل حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کا وہ ارشاد ہے جو آپ
نے اپنے ترجمۂ قرآن "البیان" میں کے مقدمہ میں

(اس ترجمہ کی ضرورت)

کے عنوان کے تحت فرمایا ہے کہ "اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت الامام
احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ایک عظیم شاہکار اور اپنے نہج میں
وہ ایک ہی ترجمہ ہے" حضرت غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ
کا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو شاہکار
اور یکتا فرمانا ہی اسکے صحیح ہونے کی دلیل کافی ہے۔

دیگر جو آپ نے ترجمہ کنز الایمان میں اگلوں پچھلوں کے گناہ کا لکھا ہے اسکا ثبوت:
تفسیر بغوی ج۴ ص۱۷۱ پر ہے "قال عطاء الخراسانی۔ ما تقدم من ذنبک یعنی
ذنب ابویک آدم وحوّا ببرکتک وما تاخر ذنوب امتک بدعوتک
اسی طرح تفسیر قرطبی ج۴ ص۱۷ اور عمدۃ القاری شرح بخاری ج۱۹ ص۲۵۳ اور
نووی شرح مسلم ج۱ ص۱۰۹ پر ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محمد عبد الغفور الوری نقشبندی سعیدی
خادم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم منڈی [illegible]
۹ شوال ۱۴۲۴ھ

معروف نہیں بلکہ لازمہ بشریت ہے۔ نعمہائے الٰہیہ ہر وقت، ہر لحہ، ہر آن، ہر حال متزائد ہیں۔ خصوصاً خاصوں پر، خصوصاً ان پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے، پینے اور سونے میں مشغولی، ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہی ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا، آپ مزید فرماتے ہیں۔

''تو ذنبک، سے مراد اہلبیت کرام کی لغزشیں اور اس کے بعد وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، تعمیم، بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اہل بیت کرام اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے'' پھر فرمایا

''تو حاصل آیت کریمہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے، تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ و الحمدللّٰہ رب العالمین ۔ نیز فرماتے ہیں

''ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں، اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور وسعاً خلاف اولیٰ کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں''

ان عبارات پر غور کرنے کے بعد، غزالی دوراں علیہ الرحمہ اور دیگر علماء اہلسنت کے تراجم پر کسی اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے یہ ارشادات دیگر تراجم کے مؤید ہیں۔

معترضین کو چاہئے کہ وہ عقیدت میں ایسی شدت اور تعصب اختیار نہ کریں جو انہیں بدگمانی کے گناہ میں مبتلا کردے بلکہ ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ''فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُوْنَ'' پر عمل پیرا ہوں کہ اپنی عقیدت کے اظہار کے لئے دوسروں کی عقیدت کو مجروح کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اللہ ہر قسم کی بدگمانی اور بدعقیدگی سے محفوظ رکھے، آمین بجاہ رحمۃ للعلمین ﷺ

طالب دعا خادم العلماء

فقیر سید سعادت علی قادری

۶ رشوال المکرّم ۱۴۲۴ھ

یکم دسمبر ۲۰۰۳ء

سفیر اسلام حضرت علامہ مولانا

سید سعادت علی قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز گرامی جناب پروفیسر سید مظہر سعید صاحب زید اقبالکم

السلام علیکم، مزاج گرامی!

گرامی نامہ نظر نواز ہوا، نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ اور استاد گرامی غزالی دوراں علیہ الرحمہ کے ''قرآنی لفظ'' ''ذنب'' میں ظاہری اختلاف پر کچھ لکھنے کا موقع فراہم کیا۔

اس عنوان پر جناب محمد اقبال قادری کا مرتبہ استفتاء نہایت مفصل ہے جس میں معترضین کے لئے اطمینان بخش جواب بھی موجود ہے۔ نیز علماء کرام نے نہایت تفصیل سے عنوان زیر بحث کو مع حوالہ جات واضح کر دیا ہے جس کے بعد کسی اضافہ کی گنجائش نظر نہیں آ رہی، بس اتنا ہی کافی ہوگا کہ ''میں ان اکابر علماء کرام کی مکمل تائید و تصدیق کرتا ہوں''

امر واقعہ یہ ہے کہ ترجمہ لفظ ''ذنب'' ایک علمی عنوان ہے، اعلیٰ حضرت اور غزالی دوراں علیہما الرحمۃ والرضوان نیز دیگر علماء کرام نے اس کا ترجمہ پوری بصیرت اور نہایت احتیاط کے ساتھ کیا ہے کہ ظاہری اور لفظی اختلاف کے باوجود مقصد و مفہوم، سب کا ایک ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی عالم نے اس سے نہ تو اختلاف کیا اور نہ ہی اس پر کوئی تنقید کی جبکہ افراط و تفریط میں مبتلا عقیدتمندوں کی طرف سے اعتراض، قابل توجہ نہیں۔ بس ان حضرات کی اصلاح و ہدایت کے لئے دعا ضروری ہے، کاش یہ حضرات اپنے اکابر کے علمی انداز تحریر و گفتگو کو سمجھ پاتے تو کبھی تنقید کی جرات نہ کرتے، ان حضرات کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی درج ذیل عبارات پر غور کرنا چاہئے جو استفتاء میں موجود ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز گرامی جناب پروفیسر سید مظہر سعید صاحب زید اقبالکم

السلام علیکم، مزاج گرامی،

گرامی نامہ نظر نواز ہوا، نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اور استاذ گرامی غزالیٔ دوراں علیہ الرحمہ کے "ترجمۂ لفظ" ذنب" میں طائفہ اختلاف پر کچھ لکھنے کا موقع فراہم کیا،

اس عنوان پر جناب محمد اقبال قادری کا مرتبہ استفتاء نہایت مفصل ہے، جس میں معترضین کے لئے اطمینان بخش جواب موجود ہے، نیز علماء کرام نے نہایت تفصیل سے، عنوان زیرِ بحث کو مع حوالہ جات واضح کر دیا ہے، جس کے بعد کسی اضافہ کی گنجائش نظر نہیں آرہی، بس اتنا ہی کافی ہوگا کہ "میں ان اکابر علماء کرام کی مکمل تائید و تصدیق کرتا ہوں"

امر واقعہ یہ ہے، کہ ترجمہ لفظ" ذنب" ایک علمی عنوان ہے، اعلیٰ حضرت اور غزالیٔ دوراں علیہما الرحمۃ والرضوان نیز دیگر علماء کرام نے اس کا ترجمہ پوری بصیرت اور نہایت احتیاط کے ساتھ کیا ہے، کہ ان دونوں لفظی اختلاف کے باوجود مقصود و مفہوم، سب کا ایک ہی ہے، یہی وجہ ہے، کہ آج تک کسی عالم نے اس سے نہ تو اختلاف کیا اور نہ ہی اس پر کوئی تنقید کی، جبکہ افراط و تفریط میں مبتلا معتقد مخلصوں کی طرف سے اعتراض، قابلِ توجہ نہیں، بس ان حضرات کی اصلاح و ہدایت کے لئے دعا ضروری ہے، کاش یہ حضرات اپنے اکابر کے علمی انداز تحریر و گفتگو کو سمجھ پاتے، تو کبھی تنقید کی جراُت نہ کرتے، ان حضرات کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی درج ذیل عبارات پر غور کرنا چاہیے جو استفتاء میں موجود ہیں،

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ، ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ، "شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں، بلکہ لازمہ بشریت منہائے الٰہیہ ہر وقت، ہر لمحہ، ہر آن، ہر حال متزاید ہیں، خصوصاً خاصوں پر، خصوصاً ان پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں، اور بشر کو کسی وقت کھانے، پینے اور سونے میں مشغولی، ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں، مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہی ہیں، اسی کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا" آپ مزید فرماتے ہیں،

" تو ذنبک، سے مراد، اہلبیت کرام کی لغزشیں اور اس کے بعد وللمؤمنین والمؤمنٰت، تعمیم، بعد تخصیص ہے، یعنی شفاعت فرمایئے اپنے اہلبیت کرام اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے" پھر فرمایا،

" تو حاصل آیتِ کریمہ یہ ہوا کہ، ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخش دے، تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ، والحمد للہ رب العٰلمین" نیز فرماتے ہیں،

" ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں، اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو، اور توسعاً خلافِ اولیٰ کو بھی، جو ہرگز منافی نبوت نہیں"،

ان عبارات پر غور کرنے کے بعد، غزالیٔ دوراں علیہ الرحمہ اور دیگر علماء اہلسنت کے تراجم پر کسی اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی، کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے یہ ارشادات دیگر تراجم کے مؤید ہیں،

معترضین کو چاہیئے کہ وہ عقیدت میں ایسی شدت اور تعصب اختیار نہ کریں جو انہیں بد گمانی کے گناہ میں مبتلا کر دے، بلکہ ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے، "فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" پر عمل پیرا ہوں، کہ اپنی عقیدت کے اظہار کے لئے دوسروں کی عقیدت کو مجروح کرنا کسی طرح مناسب نہیں،

اللہ ہر قسم کی بد گمانی اور بد عقیدگی سے محفوظ رکھے، آمین بجاہ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم

طالبِ دعا خادم العلماء

فقیر سید شجاعت علی قادری

۷ر شوال المکرم ۱۴۲۴ھ، یکم دسمبر ۲۰۰۳ء

الی مقامه علیه الصلوٰة والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین اوراسی طرح تفسیر کبیر ج ۱۰، ص ۶۶ تفسیر خازن ج ۴، ص ۱۵۳، تفسیر المنار۔ ج ۱۰، ص ۸۱ اور اللباب فی علوم الکتاب میں ج ۱۷، ص ۴۷۷ پر ہے المراد ترک الافضل اور شرح المقاصد ج ۳، ص ۳۰۹، بیروت ج ۳، ص ۳۱۶، وغایته ترک الاولیٰ اور یہی تفسیر مراغی ج ۲۶، ص ۶۲ پر ہے۔

اور تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج ۹، ص ۱۴۱ زیر آیت نمبر ۲ سورۃ فتح المراد بالذنب بعد الرسالة ترک ماهو الاولیٰ وسمی فی حقه ذنبا لجلالة قدره وان لم یکن ذنبا فی حق غیره

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے صحیح ہونے کی دلیل حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کا وہ ارشاد ہے جو آپ نے اپنے ترجمہ قرآن ''البیان'' کے مقدمہ میں (اس ترجمہ کی ضرورت) کے عنوان کے تحت فرمایا ہے کہ ''اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ایک عظیم شاہکار اور اپنے نہج میں وہ ایک ہی ترجمہ ہے'' حضرت غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو شاہکار اور یکتا فرمانا ہی اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

دیگر جو آپ نے ترجمہ کنزالایمان میں اگلوں پچھلوں کے گناہ کا کیا ہے اس کا ثبوت تفسیر بغوی کی ج ۴، ص ۱۷۱ پر ہے۔ قال عطاء الخراسانی ماتقدم من ذنبک یعنی ذنب ابویک آدم و حواء ببر کتک وما تاخر ذنوب امتک بدعوتک اسی طرح تفسیر قرطبی ج ۴، ص ۱۷۰ اور عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱۹، ص ۲۵۳ اور نووی شرح مسلم ج ۱، ص ۱۰۹ پر ہے۔

هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

محمد عبدالغفور الوری نقشبندی سعیدی

خادم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم منڈی لاہور

۹ رشوال ۱۴۲۴ھ

محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں) یہ عبارت اضافی ہے۔ترجمہ نہیں۔جس کی وضاحت خود غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ اپنے ترجمہ ''البیان'' کے مقدمہ میں خصوصیات ترجمہ ص ۲ پر فرماتے ہیں۔

(۱) اس ترجمہ میں ہم نے الفاظ قرآن کی ترتیب کو حتی الامکان ملحوظ رکھا ہے اور مفہوم قرآن کو عام فہم کرنے کے لئے سلیس اور سادہ زبان اختیار کی ہے۔

(۲) اس ترجمہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ بعض مقامات پر مضمون آیت کی وضاحت یا کچھ شکوک وشبہات کے ازالے کے لئے ترجمہ کے دوران قوسین لگا کر دلائل شرعیہ اور تفاسیر معتبرہ کے مطابق مناسب الفاظ کا اضافہ کردیا گیا ہے تا کہ قارئین کرام مضمون آیت کو سمجھ لیں اور ان کے ذہن الجھن سے محفوظ رہیں۔

حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ اور اضافی عبارت کے تمام الفاظ کو ایک ایک کر کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حق اور صحیح ثابت کرتے ہوئے اپنے فتاویٰ اور دیگر کتب میں اس پر دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ قائم کئے جنہیں آپ نے اس استفتاء کے ہمراہ لف فرما کر ارسال کیا ہے جس محنت' کاوش' تندہی' عرق ریزی' دقت نظر اور اپنی خداداد علمی وعملی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر آپ نے غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض علم وعمل سے صحیح فیضیاب ہو کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وتحقیقی بحر بے کنار میں غوطہ زن ہو کر ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے گوہر ہائے نایاب لائے جن کی چمک ودمک اور روشنی نے نہ فقط غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ واضافی عبارت بیان قوسین کو حق وصحیح کر دکھایا بلکہ یہ بھی واضح کر دکھایا کہ اگرچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن میں نبی کریم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ کا مرادی معنی لیا ہے مگر آپ کی محققانہ' مدققانہ اصل تحقیق اس مسئلہ میں وہی ہے جو غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔جیسا کہ جناب مستفتی صاحب آپ نے دونوں شخصیتوں کو اپنے جمع کردہ دلائل میں متفق' متحد ثابت کردیا ہے جو آپ کا ہی حصہ ہے جزاک اللہ خیراً

ترجمہ ''البیان'' کے صحیح ہونے پر دیگر باحوالہ دلائل ملاحظہ ہوں۔ذنب سے جو ''البیان'' میں خلاف اولیٰ مراد لیا گیا ہے تفاسیر معتبرہ سے لیا گیا ہے۔ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی ج ۲۶' ص ۳۴۲ کے تحت آیت نمبر ۲ سورۃ فتح لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ والمراد بالذنب مافرط من خلاف الاولی بالنسبة

استاذ العلماء شیخ الحدیث

حضرت علامہ محمد عبد الغفور الوری نقشبندی سعیدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم علامہ محمد اقبال قادری صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کا استفتاء موصول ہوا جس کا عنوان ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارہ میں کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی عصرہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے تراجم تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں سورۂ مومن کی آیت نمبر ۵۵ اور سورۂ محمد ﷺ کی آیت نمبر ۱۹ اور سورۂ فتح کی آیت نمبر ۲ میں ان دونوں اکابر کے تراجم کے بارے میں سوال ہے۔

کہ ہر دو ترجمے صحیح ہیں یا کوئی ایک؟

اس سلسلے میں دونوں تراجم کی عبارات۔۔۔پیش نظر رہیں۔

الجواب:

میرے نزدیک دونوں تراجم صحیح ہیں جس کی دلیل اول تو ان تراجم کے بارہ میں ان اکابر کی تصنیفات' تحریرات اور فتاوے ہیں جن میں ان تراجم کے صحیح ہونے کے شواہد موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ترجمہ ''البیان'' میں سورہ فتح کی آیت نمبر ۲' لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام۔

نوٹ: ترجمہ صرف یہاں تک ہی ہے۔ آگے قوسین کے درمیان کی عبارت (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر ابوالرضا

اللہ بخش نیر

مجددی چشتی قادری رضوی سعیدی

ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

(0694-460004)

بخدمت اقدس قبلہ مظہر غزالی زماں مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مکتوب گرامی نظر نواز ہوا۔ معصومین کے لئے خلاف اولیٰ کے الفاظ تمام تفاسیر معتبرہ میں موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کنزالایمان کے حاشیہ خزائن العرفان میں صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے پارہ میں معصوم نبی کے لئے خلاف اولیٰ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ فقیر نے کافی حوالے جمع کئے ہیں جو حضور کی خدمت میں ارسال کر دیئے ہیں۔

باقی مواد تلاش کر کے ارسال کر دوں گا انشاء اللہ تفاسیر معتبرہ میں غالباً ۷۰ مقامات پر معصومین کے لئے خلاف اولیٰ کے الفاظ موجود ہیں۔

ترجمہ البیان و کنزالایمان صحیح اور قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ فقط والسلام مع العزو الاکرام

سگ درگاہ غزالی زماں نیر مجددی السعیدی

۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ

قرۃ عین الاکابر :- درۃ تاج الاصاغر - ذوالمجد والکرم

صاحبزادہ والاشان، سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتکم العالیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ

ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی

یادآوری کا کما حقہ شکریہ تو کجا الفاظ کی تنگی داماں کے پیش نظر اس کا عشر عشیر بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

عالی جاہ! قرآن پاک کی آیات سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مطاع ہیں۔ وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ اور اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سمیت متعدد آیات مقدسہ اس امر پر شاہد عدل ہیں۔ اطاعت رسول ﷺ کا امت پہ واجب ہونا اس بات کا متقضی ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم و پاک ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ دامن نبوت میں کسی گناہ کا تصور قائم کیا جائے تو اطاعت نبی کے وجوب کی روشنی میں امت کو گناہ کرنا بھی واجب ہوگا۔ جس کا کوئی بھی صاحب ہوش و عقل قائل نہیں۔ اس لیے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے واضح الفاظ میں "فقہ اکبر" میں ارشاد فرمایا۔

"الانبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کُلُّھُم مُنَزَّھُوْنَ عَنِ الصَّغَائِرِ وَ الْکَبَائِرِ" (فقہ اکبر)

"(تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں)

مفسرین و مترجمین اہلسنت نے تفسیر و ترجمہ میں اس عقیدہ مبارکہ کو سامنے رکھا۔ "اِسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ" لفظ "ذنب" کا معنی گناہ اور پھر اسکی اضافت سرکار دو عالم ﷺ کی طرف اس میں مفسرین نے متعدد تاویلیں کی ہیں۔ ایک یہ کہ "ذنب" کو اپنے معنی گناہ پر باقی رکھا جائے اضافت اگرچہ بظاہر رسول ﷺ کی طرف ہے مگر فی الحقیقت اس سے مراد "امت رسول ﷺ" ہے۔ گویا عبارت یوں ہے۔ "لِذَنْبِ اُمَّتِکَ" دوسری یہ کہ اضافت کو رسول ﷺ کی طرف قائم رکھا جائے اور "ذنب" کا معنی "ترک اولیٰ" ہو۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد تاویلیں کی گئیں۔ جن سے سردست بحث نہیں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر کبیر" میں فرمایا "احدھما اَلْمُرَادُ ذَنْبُ الْمُؤمِنِیْنَ و ثانیھما ترکُ الافضل الخ"۔

نمبر 04653-414092 تاریخ 1/3/2004

اعلیٰحضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں ان دونوں تاویلات کو پسند فرمایا۔ جیسا کہ ترجمہ "کنز الایمان" اور "فتاویٰ رضویہ" سے واضح ہے۔ امام اہلسنت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے "ذنب" کا معنی "ترک اولیٰ" فرمایا۔ اور نسبت الی الرسول کو قائم رکھا۔ مگر "ترک اولیٰ" میں لفظ "بظاہر" تحریر فرما کر اسے امت کے "ترک اولیٰ" سے ممتاز فرمایا۔ پھر یہ کہ "ترک اولیٰ" پر استغفار کا مقصد (امت کی تعلیم استغفار) قرار دے کر معنی کو چار چاند لگا دیئے ہیں کہ میرے آقا ﷺ کی شان ہے۔ "انما بعثت معلما"۔ اور معنی یوں فرمایا "آپ ﷺ (امت کی تعلیم استغفار کے لیے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں۔

ع آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے "ذنب" کا معنی "ترک اولیٰ" کر کے اس پہ لفظ "بظاہر" اور "استغفر" میں (امت کی تعلیم استغفار کے لیے) تحریر فرما کر دامن نبوت کو معصوم قرار دیتے ہوئے آنے والی نسلوں پر احسان عظیم فرمایا۔

سرکار دو عالم ﷺ کے عشاق و محبین اس حسین انداز تحریر سے ہمیشہ ہمیشہ لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اگر خدانخواستہ ان معانی کے سبب اعلیٰحضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے گا، تو ان مفسرین متقدمین کو بھی تنقید کا نشانہ بنانا پڑے گا جنہوں نے یہ تمام تاویلیں اپنی کتب میں درج فرمائیں۔

والسلام مع الاکرام

ناکارہ خلائق

یکے از کفش برداران کاظمی

نور سلطان القادری

آستانہ عالیہ جمعہ شریف۔ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

خادم جامعہ انوار باہو ضلع بھکر

الجواب وباللہ التوفیق والتسدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ وعلیٰ آلہ الاتقیاء واصحابہ اولی الصدق والصفاء واتباعہ وعلینا معھم الی یوم الجزاء۔ اما بعد۔

پیشِ نظر تحریر منیف جسے کسی وجہ سے استفتاء کے نام سے بصورت سؤال منصۂ شہود پر لایا گیا ہے، بذات خود مسئلہ ہٰذا کا، کافی، شافی، وافی حل اور جامع جواب ہے جو "لا عطر بعد عروس" کی مصداق کامل، گاگر میں ساگر اور کوزے میں دریا کی شان کی حامل اور بلا مبالغہ مسئلہ ہٰذا کا مکمل دائرۃ المعارف اور انسائیکلو پیڈیا (Incyclo Paedia) ہے فللہ در من حررہ حیث اجاد وافاد واصاب ومتعنا اللہ تعالیٰ وصحبنا بافاضۃ برکاتہ علینا۔ آمین۔

جس پر مزید کچھ اضافہ کرنے کی گنجائش نہیں الا الحمایۃ للحق والتعمیل للارشاد۔

فاقول :۔ آیات متذکرہ فی المذکور کے تحت کئے گئے مذکورہ دونوں ترجمے بلاشبہ درست، صحیح، برحق، سلفاً خلفاً وقدیماً حدیثاً اہل سنت کے مذاہب اربعہ کے متعدد ائمۂ شان (جلیل القدر مفسرین ومحدثین اور فقہاء ومتکلمین کے جم غفیر جیسے شیوخ الاسلام نسفی عینی میر سید اور سعد تفتازانی وغیرھم رحمہم اجمعین کی (شرح العقائد، شرح المقاصد اور شرح المواقف وغیرھا میں) بے شمار تصریحات وتوجیہات کے عین مطابق اور عقیدۂ اہل سنت کے خوب محافظ وترجمان اور اپنی اپنی نہج پر اپنی مثال آپ ہیں جنہیں سے ہر ایک پہنچنے کے ایک اہم مسئلہ میں تجدید کا وصف پایا جاتا ہے۔ دونوں کا مقصد منکرین عصمت کا بھرپور رد اور عقیدۂ عصمت کو ٹھوس طریقہ سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے محض ظاہراً توجیہ کا اختلاف کہا جاسکتا ہے جس میں شرعاً کچھ مضائقہ نہیں کہ قرآن مجید ذو وجوہ ہے جو اس کی امتیازی شان ہے۔ ولا یخفیٰ علیٰ احد من اھل العلم۔ جبکہ انہیں سے کسی کے غلط یا بے محل ہونے کی بھی قطعاً کوئی صحیح معیاری شرعی دلیل نہیں (ومن ادعیٰ فعلیہ البیان بالبرھان وما ادعاہ بعضھم فلیس بشیٔ بل ھو باضلال الشیطٰن نعوذ باللہ الرحمٰن)۔ پس انہیں سے کسی کی تغلیط کرنا یا اسے خلاف اہل سنت قرار دینا حسب درجہ معترضین کی کج فہمی، کم علمی، سوء ادبی، نادانی وجہالت اور حماقت وضلالت ہے۔ فقیر راقم الحروف بفضلہ تعالیٰ ان دونوں تراجم جلیلہ کے خلاف کھڑے کئے گئے فتنات کی تحقیق وتردید میں کم وبیش سات برس قبل سے تاحال مسلسل کتب ورسائل اور مضامین لکھ کر ترجمتین کے صحیح وبرحق ہونے کی تصدیق وتصویب کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے جنہیں سے بعض مطبوع صورت میں منظر عام پر آچکی ہیں جیسے کتاب "احوال البیان المعروف کنز الایمان پر اعتراضات کا ایمان افروز تحقیقی جائزہ" نیز "مؤاخذہ معرکۃ الذنب"۔ اوّل الذکر تقریباً تین سو صفحات اور ثانی الذکر کم وبیش چار سو صفحات پر مشتمل ہے اول میں کنز الایمان شریف کے خلاف زبان درازی کا محاسبہ جبکہ دوم میں البیان شریف کے متعلق کی گئی یاوہ گوئی کا مؤاخذہ کیا گیا ہے اور دیگر بے شمار دلائل وبراہین کے علاوہ خود شیخین جلیلین (اعلیٰ حضرت اور غزالی زماں) علیہما الرحمۃ والرضوان کی متعدد تصریحات سے ترجمتین کو صحیح ثابت کیا گیا ہے وللہ الحمد۔ فھٰذا ھو الحق الصریح بلا ارتیاب وماذا بعد الحق الا الضلال والحق احق ان یتبع وما علینا الا البلاغ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل فقط

کتبہٗ العبد مفتی عبد المجید سعیدی رضوی نقشبندی صدر المدرسین ومہتمم
دار العلوم جامعہ غوث اعظم و دار العلوم جامعہ سعیدیہ
رحیم یار خاں (دہم محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۰۴ء)

عبد المجید السعیدی غفرلہ

مناظر اہل سنت استاذ العلماء حضرت علامہ

مفتی عبدالمجید سعیدی

مہتمم دارالعلوم جامعہ غوث اعظم

ودارالعلوم جامعہ سعیدیہ رحیم یارخان

الجواب وباللّٰہ التوفیق السدید

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الحمدللّٰہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ و علیٰ الہ الاتقیاء و اصحابہ اولی الصدق والصفاء و اتباعہ و علینا معھم الیٰ یوم الجزاء. اما بعد

پیش نظرتحریرمنیف جسے کسی وجہ سے استفتاء کے نام سے بصورت سوال منصۂ شہود پرلایا گیا ہے' بذات خود مسئلہ ہذا کا' کافی' شافی' وافی حل اور جامع جواب ہے جو''**لاعطر بعد عروس**'' کی مصداق کامل' گاگر میں ساگر اور کوزے میں دریا کی شان کا حامل اور بلا مبالغہ مسئلہ ہذا کا مکمل دائرۃ المعارف اور انسائیکلوپیڈیا (Incyclopaedia) ہے **فللّٰہ درمن حررہ حیث اجاد وافاد و اصاب و مدظلہ العالی ومنّ بافاضۃ برکاتہ علینا. امین**

جس پر مزید کچھ اضافہ کرنے کی گنجائش نہیں **الا الحمایۃ للحق و التعمیل للارشاد**

فاقول: آیات متذکرہ فی المذکور کے تحت کئے گئے مذکورہ دونوں ترجمے بلا شبہ درست' صحیح' برحق' سلفاً خلفاً وقدیماً حدیثاً اہل سنت کے مذاہب اربعہ کے متعدد ائمہ شان (جلیل القدر مفسرین ومحدثین) اور فقہاء و متکلمین کے جم غفیر جیسے شیوخ الاسلام نسفی عینی میرسید اور سعد تفتازانی وغیرھم رحمہم اجمعین کی (شرح العقائد' شرح المقاصد اور شرح المواقف وغیرھا میں) بے شمار تصریحات وتوجیہات کے عین مطابق اور عقیدہ اہل سنت کے خوب محافظ وترجمان اور اپنی اپنی نہج پر اپنی مثال آپ ہیں جن میں سے ہر ایک میں دین کے ایک اہم مسئلہ میں تجدید کا وصف پایا جاتا ہے۔ دونوں کا مقصد منکرین عصمت کا بھرپور رد اور عقیدہ عصمت کوٹھوس طریقہ سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔ زیادہ سے

زیادہ اسے محض ظاہراً توجیہ کا اختلاف کہا جا سکتا ہے جس میں شرعاً کچھ مضائقہ نہیں کہ قرآن مجید ذو وجوہ ہے جو اس کی امتیازی شان ہے۔ ولا یخفی علیٰ احد من اھل العلم۔ جبکہ ان میں سے کسی کے غلط یا بے محل ہونے کی بھی قطعاً کوئی صحیح معیاری شرعی دلیل نہیں (ومن ادعیٰ فعلیہ البیان بالبرھان وما ادعاہ بعضھم فلیس بشیء بل ھو باضلال الشیطن نعوذ باللہ الرحمن) پس ان میں سے کسی کی تغلیط کرنا یا اسے خلاف اہل سنت قرار دینا حسب درجہ معترضین کی کج فہمی، کم علمی، سوء ادبی، نادانی و جہالت اور حماقت و ضلالت ہے۔ فقیر راقم الحروف بفضلہ تعالیٰ ان دونوں تراجم جلیلہ کے خلاف کھڑے کئے گئے فتنات کی تحقیق و تردید میں کم و بیش سات برس قبل سے تا حال مسلسل کتب و رسائل اور مضامین لکھ کر ترجمتین کے صحیح و برحق ہونے کی تصدیق و تصویب کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ جن میں سے بعض مطبوع صورت میں منظر عام پر آ چکی ہیں جیسے کتاب احمد البیان المعروف کنز الایمان پر اعتراضات کا آپریشن'' نیز مؤاخذۃ معرکۃ الذنب۔ اول الذکر تقریباً تین سو صفحات اور ثانی الذکر کم و بیش چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اول میں کنز الایمان شریف کے خلاف زبان درازی کا محاسبہ جبکہ دوم میں البیان شریف کے متعلق کی گئی یاوہ گوئی کا مواخذہ کیا گیا ہے اور دیگر بے شمار دلائل و براہین کے علاوہ خود شیخین جلیلین (اعلیٰ حضرت اور غزالی زماں) علیھما الرحمۃ والرضوان کی متعدد تصریحات سے ترجمتین کو صحیح ثابت کیا گیا ہے۔ وللہ الحمد۔ فھذا ھو الحق الصریح بلا ارتیاب وما ذا بعد الحق الا الضلال والحق احق ان یتبع وما علینا الا البلاغ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل فقط

کتبہ الفقیر مفتی عبدالمجید سعیدی رضوی بقلمہ
صدر مدرس و مہتمم دارالعلوم جامعہ غوث اعظم و
دارالعلوم جامعہ سعیدیہ رحیم یار خان
(یکم محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد یا ایہا الذین امنوا
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و لا تبطلوا اعمالکم سورۃ محمد آیت ۳۳
اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو (کنز الایمان)

جناب حضرت پیر طریقت سید السادات مظہر سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت موجود، عافیت مطلوب (دعوات صالحہ)

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن جو اعلیٰحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
کا مشہور ترجمہ ہے اور ترجمۃ القرآن "البیان" جو غزالی دوراں رحمۃ اللہ علیہ کا شاہکار ہے
یہ دونوں تراجم اہلسنت و جماعت کے لئے باعث فخر و تقویت ایمان اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا
خزانہ ہیں۔ کنز الایمان سے پیش کردہ ترجمہ آیات تو حق اور سچ پر مبنی ہے ہی لیکن
غزالی دوراں رازی زماں امام اہلسنت العلامہ احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ "البیان"
بھی حق اور صداقت کا آئینہ دار ہے۔ جس پر آپ کے پیش کردہ علمائے اہلسنت کے
فتاوی شاہد عادل ہیں اور خصوصی طور پر حضرت علامہ مفتی ابو داؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تقریظ نامہ
بھی "البیان" کے صحیح ہونے پر دال ہے۔ تمام علمائے اہلسنت کی تصدیقات کی تائید کی جاتی ہے
اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اہلسنت و جماعت کو پیر طریقت کو غزالی دوراں اور
مجدد دین و ملت جیسے عظیم پیشواؤں کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور
نفس و شیطان کے مکر و فریب سے اور ناپسندیدہ افکار سے محفوظ فرمائے (آمین)

سچ فرمایا ہے میرے رب کریم نے
واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم (البقرۃ ۲۱۳)

سید محمد لطف اللہ [illegible]
مفتی جامعہ قادریہ رضویہ
سرگودھا روڈ فیصل آباد
2-11-03

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی سید محمد ظفر اللہ شرقپوری

جامعہ قادریہ رضویہ سرگودھا روڈ فیصل آباد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم☆ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ☆اما بعد یاَایُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ (سورۃ محمد آیت ۳۳)

اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو (کنز الایمان)

جناب حضرت پیر طریقت سید السادات مظہر سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خیریت موجود عافیت مطلوب (دعوات صالح)

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ ہے اور ترجمۃ القرآن "البیان" جو غزالی دوراں رحمۃ اللہ علیہ کا شاہکار ہے۔ یہ دونوں تراجم اہلسنت و جماعت کے لئے باعث فخر وتقویت ایمان اور حب رسول ﷺ کا خزانہ ہیں۔ کنز الایمان سے پیش کردہ ترجمہ آیات تو حق اور سچ پر مبنی ہے ہی لیکن غزالی دوراں رازی زماں امام اہلسنت الشاہ احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ "البیان" بھی حق اور صداقت کا آئینہ دار ہے۔ جس پر آپ کے پیش کردہ علمائے اہلسنت کے فتاویٰ شاہد ہیں اور خصوصی طور پر حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تصدیق نامہ بھی "البیان" کے صحیح ہونے پر دال ہے۔ تمام علمائے اہلسنت کی تصدیقات کی تائید کی جاتی ہے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اہلسنت و جماعت کے ہر ہر فرد کو غزالی دوراں اور مجدد دین وملت جیسے عظیم پیشواؤں کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور نفس وشیطان کے مکروہ عزائم سے اور ناپسندیدہ افکار سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

سچ فرمایا ہے میرے رب کریم نے وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (البقرہ ۲۱۳)

سید محمد ظفر اللہ شرق پوری

مفتی جامعہ قادریہ رضویہ سرگودھا روڈ فیصل آباد

2-11-03

فون: 610401

درگاہ شریف حضرت پیر صاحب پاگارہ، پیر جوگوٹھ (کنگری)، ضلع خیرپور میرس، سندھ

تاریخ ______ حوالہ ______

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اور اس جیسی دوسری آیات
میں اعلیٰحضرت عظیم البرکت نے عصمت انبیا بالخصوص سید المرسلین
علیہم التحیۃ والتسلیم کی متفقہ عقیدہ کے پیش نظر لیغفر لک ۔ ذنب میں
ذنب امت کی توجیہ فرمائی ہے۔
غزالی دوراں حضرت کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ نے خلاف اولیٰ کی توجیہ
والا ترجمہ فرمایا ہے دونوں توجیہ صحیح ہیں۔
تمام متقدمین نے یہ توجیہات فرمائی ہیں دوسرا اگرچہ بھی درست
گو کہ اعلیٰحضرت کا ترجمہ مزید ذوق و شوق والا ہے ۔ دوسرا ترجمہ
قطعاً نہیں کہینگے ۔ زیادہ سے زیادہ اگر کوئی کہنا چاہے تو منشاً فروتر از ذوق
کہینگے ۔ مگر تمام متقدمین کی عظمت کے پیش نظر میں یہ الفاظ استعمال
کرنا بھی مناسب نہیں سمجھونگا

بہرصورت ہر دو تراجم عصمت انبیاء سے محقق ہیں

حضرت مفتی اختر رضا خان، مفتی عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ ۔ علامہ محمد حسن حقانی
مفتی ظفر علی نعمانی ۔ اقبال احمد فاروقی کے جوابات اور تحقیق سے
فقیر متفق ہے

محمد رحیم غفرلہ المنان الکریم
۷ رجب ۱۴۲۵
24.8.2004

قبلہ حضور والا حکم پر یہ کام بڑی جد و جہد سے ۔۔۔ قبلہ دعا عنایت

جامعہ راشدیہ

درگاہ شریف حضرت پیر صاحب پاگارہ پیر جو گوٹھ

(کنگری) ضلع خیر پور میرس سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم

لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ اوران جیسی دوسری آیات میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے عصمت انبیاء بالخصوص سید المرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم کے متفقہ عقیدہ کے پیش نظر لیغفر لک ۔ ذنب میں ذنب امتک کی توجیہ فرمائی ہے۔

غزالی دوراں حضرت کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ نے خلاف اولیٰ کی توجیہ والا ترجمہ فرمایا ہے تمام متقدمین نے یہ توجیہات فرمائی ہیں۔ دونوں توجیہیں صحیح ہیں۔ گو کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ مزید ذوق و شوق والا ہے۔ دوسرا ترجمہ اگرچہ غیر درست قطعاً نہیں کہیں گے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کوئی کہنا چاہے تو نسبتاً فروتراز ذوق کہے گا۔ مگر تمام متقدمین کی عظمت کے پیش نظر میں یہ الفاظ استعمال کرنا بھی مناسب نہیں سمجھوں گا۔

ہرصورت ہر دو تراجم عصمت انبیاء ہے کہ محقق پیر حضرت مفتی اختر رضا خان، مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ، علامہ محمد حسن حقانی، مفتی ظفر علی نعمانی، اقبال احمد قادری کے جوابات اور تحقیق سے فقیر متفق ہے۔

محمد رحیم غفرلہ المولی الکریم

۷۔ رجب ۱۴۲۵ھ

24-8-2004

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واجب الاحترام صاحبزادہ والا شان جگر گوشۂ غزالیٔ زماں دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا اکابر علمائے اہلسنت نے زیر بحث مسئلہ میں جو کچھ تحریر کیا ہے ہم اس کو درست اور صحیح سمجھتے ہیں۔ آپ کے فرمان کے مطابق چند سطور پیش خدمت ہیں
~~ذنب ایک کثیر المعنی لفظ ہے عربی عبارت کا سیاق و سباق دیکھکر اور جن کے حق میں یہ لفظ~~
وارد ہوا ہے ان کے مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا معنی اور مفہوم متعین کیا جائے گا عصمت نبوت جو کہ قطعی اور اجماعی مسئلہ ہے اس کو اور شان رسالت کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بھی ترجمہ قرآن و حدیث میں وارد (لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر (الفتح) اور اس جیسی دیگر آیات مبارکہ نیز احادیث مبارکہ میں بھی جہاں اس قسم کے الفاظ آتے ہیں مثلاً قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر بخاری شریف ص ۷۱۶ ج ۲ نیز مشکوۃ شریف ص ۲۷ ودیگر کتب احادیث) کا کیا جائے وہ درست اور صحیح ہوگا امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب و احترام ہی سکھایا اور اسی کے مطابق وہ ترجمہ فرمایا جو کنز الایمان میں مرقوم ہے اور مذہب مہذب اہلسنت وجماعت کے ایک عظیم متبحر عالم دین حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ نے بھی تمام عمر شان رسالت اور عصمت نبوت کو ہی بیان فرمایا اور تاحیات بدمذہبوں اور گستاخوں اور بے دینوں سے شان مصطفیٰ اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم پر گفتگو اور مناظرے فرماتے رہے اور ان کو دنداں شکن جواب دیتے رہے اگر امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان غزالیٔ زماں علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے ان علمی کارناموں اور آپ کی سیادت کو ملاحظہ فرماتے تو آپ سے وہ محبت و شفقت فرماتے کہ معترضین حیران رہ جاتے۔ ان آیات و احادیث میں تمام محدثین و مفسرین نے تاویلات کی ہیں جیسا کہ محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں "قرآن پاک کی مبہم اور موہوم آیتوں سے جو لاعلمی یا کجروی سے بادی النظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ رفیع میں نقص و خطا کا اشتباہ پیدا کرتی ہیں درحقیقت متشابہات کے قبیل سے ہیں اور علماء نے ان کی مناسب تاویلات اور لائق معانی کر کے حق تعالیٰ کا طرف رجوع اور مترول ٹھہرایا ہے۔ کچھ صفحات کے بعد زیر نظر آیت کے متعلق فرمایا لیکن علماء نے

اس کی متعدد تاویلات بیان کی ہیں۔۔۔ (مدارج النبوت باب سوم جلد اول)
نیز امام اہلسنت رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کا مفہوم بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا ھذا
ھو الاحسن الازین الاحلیٰ تاویل الآیۃ عندنا (ترجمہ) یہی بہتر و شریں ترہے
تاویل آیت میں ہمارے نزدیک۔ (الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ص۲۱۰ الناشر المکتبہ کراچی)
اسی طرح عظمت مصطفیٰ و مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو مدنظر رکھتے
ہوئے غزالی زماں رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی آیت تاویل کر کے (جو کہ متقدمین سے منقول ہے)
ترجمہ فرمایا ہے۔ معترضین کا غزالی زماں کے مذکورہ بالا ترجمہ پر اعتراض گذشتہ
مشاہیر علمائے عظام و مشائخ کرام پر بھی ہوگا اہل علم حضرات پر مخفی نہیں کہ یہ
توجیہ جو غزالی زماں نے فرمائی ہے بہت سی تفاسیر میں (اور کتب شروح الحدیث) منقول ہے من شاء فلینظر الیھا
ھذا ما ظہر لنا واللہ ورسولہ اعلم

استکتبہ خادم العلم والعلماء
حافظ غلام یاسین مفتی دار العلوم
جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ
۱۴۲۴—۹—۱۹
۲۰۰۳—۱۱—۱۵

کتبہ دعین المفتی غلام دستگیر اکبری
مرکزی دار الافتاء جامعہ
حنفیہ دار العلوم اشرف المدارس
ملتان روڈ اوکاڑہ
۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
۱۵ نومبر ۲۰۰۳ء

تحریر ھذا موصول ہونے پر ضرور مطلع فرمائیں

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی حافظ غلام یاسین صاحب

جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واجب الاحترام صاحبزادہ والا شان جگر گوشہ غزالی زماں دامت برکاتکم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا اکابر علمائے اہلسنت نے زیر بحث مسئلہ میں جو کچھ تحریر کیا ہے۔ ہم اس کو درست اور صحیح سمجھتے ہیں۔ آپ کے فرمان کے مطابق چند سطور پیش خدمت ہیں۔ ''ذنب'' ایک کثیر المعنی لفظ ہے عربی عبارت کا سیاق وسباق دیکھ کر اور جن کے حق میں یہ لفظ وارد ہوا ہے ان کے مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا معنی اور مفہوم متعین کیا جائے گا۔ عصمت نبوت جو کہ قطعی اور اجماعی مسئلہ ہے اس کو اور شان رسالت کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بھی ترجمہ قرآن وحدیث میں وارد (لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ (الفتح) اور اس جیسی دیگر آیات مبارکہ نیز احادیث مبارکہ میں بھی جہاں اس قسم کے الفاظ آتے ہیں مثلاً قَدْغَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ بخاری شریف ص ۷۱۶ نیز مشکوۃ شریف جلد ۲ ص ۷۲ و دیگر کتب احادیث) کا کیا جائے وہ درست اور صحیح ہوگا۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب و احترام ہی سکھایا اور اسی کے مطابق وہ ترجمہ فرمایا جو کنز الایمان میں مرقوم ہے اور مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کے ایک عظیم متبحر عالم دین حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ نے بھی تمام عمر شان رسالت اور عصمت نبوت کو ہی بیان فرمایا اور تاحیات بدمذہبوں اور گستاخوں اور بے دینوں سے شان مصطفیٰ اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم پر گفتگو اور مناظرے فرماتے رہے اور ان کو دندان شکن جواب دیتے رہے اگر امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان' غزالی زماں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے ان علمی کارناموں اور آپ کی سیادت کو ملاحظہ فرماتے تو آپ سے وہ محبت وشفقت فرماتے کہ معترضین حیران رہ جاتے۔ ان آیات واحادیث میں تمام محدثین ومفسرین نے تاویلات کی ہیں جیسا کہ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی

رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔ "قرآن پاک کی مبہم اور موہوم آیتوں سے جو لاعلمی یا کجروی سے بادی النظر میں رسول اللہ ﷺ کے درجہ رفیع میں نقص وخطا کا اشتباہ پیدا کرتی ہیں۔ درحقیقت متشابہات کے قبیل سے ہیں اور علماء نے ان کی مناسب تاویلات اور لائق معانی کر کے حق تعالیٰ کی طرف راجع اور مؤول ٹھہرایا ہے۔ کچھ صفحات کے بعد زیر نظر آیت کے متعلق فرمایا لیکن علماء نے اس کی متعدد تاویلات بیان کی ہیں۔ (مدارج النبوت باب سوم جلد اول)

نیز امام اہلسنت رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کا مفہوم بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا **هـذا هو الاحسن الازين الا حلىٰ تاويل الآية عندنا** (ترجمہ) یہی بہتر وشیریں تر ہے تاویل آیت میں ہمارے نزدیک (الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ ص ۲۱۰ الناشر المکتبہ کراچی)

اسی طرح عظمت مصطفیٰ ومقام مصطفیٰ ﷺ کو مدنظر رکھتے ہوئے غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک تاویل کر کے (جو کہ متقدمین سے منقول ہے) ترجمہ فرمایا ہے۔ معترضین کا غزالی زماں کے مذکورہ بالا ترجمہ پر اعتراض گزشتہ مشاہیر علمائے عظام ومشائخ کرام پر بھی ہوگا۔ اہل علم حضرات پر مخفی نہیں کہ یہ توجیہ جو غزالی زماں نے فرمائی ہے بہت سی تفاسیر اور کتب شروح احادیث میں منقول ہے۔

من شاء فلينظر اليها هذا ماظهر لنا والله ورسوله اعلم

استکتبہ خادم العلم والعلما
حافظ غلام یاسین مفتی دار العلوم
جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ
۱۹۔ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
15-11-2003

کتبہ معین المفتی غلام دستگیر اکبری
مرکزی دار الافتاء جامعہ حنفیہ
دار العلوم اشرف المدارس
ملتان روڈ اوکاڑہ
۱۹۔ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
۱۵۔ نومبر ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ اور حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی کے فتاوی کو دیکھا ۔ جن سے راقم کو مکمل اتفاق ہے کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں جہاں بھی "ذنب" کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے اس کی تاویل ضروری ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بغیر تاویل کے "ذنب" کو منسوب کرنے کے ذنب سے اللہ تعالی محفوظ رکھے ۔

انبیاء کرام کے صغائر اور کبائر گناہوں سے محفوظ رہنے پر علامہ رازی رحمہ اللہ علیہ پہلے پارہ میں آدم علیہ السلام کے واقعہ میں بہت طویل بحث کی ہے ۔

مرقاۃ باب الایمان بالقدر میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف غوایت اور معصیت کی نسبت صرف بمعنی مخالفت کے ہے ، اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ۔

اس پر دلیل قائم کرتے ہوئے بیان کیا گیا " لعصمۃ الانبیاء من الکبائر والصغائر قبل النبوۃ وبعدھا " یعنی انبیاء کرام نبوت سے پہلے اور بعد میں بھی تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں ۔

" واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات " کا ترجمہ اعلی حضرت رحمہ اللہ نے کیا

" اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو " اعلی حضرت رحمہ اللہ کا ترجمہ علامہ رازی رحمہ اللہ نے جو توجیہات بیان کی ہیں ان میں سے اس توجیہ کے مطابق ہے

وقال بعض الناس لذنبک ای لذنب اھل بیتک وللمؤمنین والمؤمنات ای الذین لیسوا منک باھل بیتک ۔

یعنی اس میں ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ "لذنبک" سے مراد اہل بیت کے گناہ ہیں (اگرچہ اس سے مراد بھی خلاف اولی کا ارتکاب ہے) آپ اپنے اہل بیت اور عام مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی مغفرت طلب کریں ۔

" لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر " کا اعلی حضرت رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا ہے

تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے ۔

جلالین میں ہے " وھو مؤول لعصمۃ الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام " کہ یہ آیۃ کریمہ اپنے ظاہر پر نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے اور پچھلے گناہ مراد ہوں ۔ بلکہ اس کی تاویل ضروری ہے ۔

تو وہ تاویل کیا ہوگی ؟ " وھو مؤول ای اسناد الذنب لہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤول اما بان المراد ذنوب امتک " (صاوی)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذنب کی نسبت مؤول ہے اس کی تاویل ضروری ہے اس کی کئی تاویلیں ہیں ایک تاویل یہ ہے کہ ذنب سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (معاذاللہ) ذنوب نہیں بلکہ امت کے ذنوب ہیں ۔

کبیر میں یوں ذکر کیا گیا ہے " لم یکن للنبی ذنب فماذا یغفر لہ قلنا الجواب من وجوہ احدھا المراد ذنب المؤمنین " یعنی تفسیر کبیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ کے گناہ جب نہیں تو گناہوں کے معاف کرنے کا کیا مطلب ؟ تو فرمایا کہ اس کی کئی وجوہ ہیں ، ان میں سے ایک یہ ہے کہ گناہوں سے مراد مومنوں کے گناہ ہیں ۔

واضح ہوا کہ اعلی حضرت رحمہ اللہ کا ترجمہ تفاسیر کی توجیہات کے مطابق ہے ۔

لیکن جب توجیہات مختلف ہیں تو یقینا ان توجیہات کے مطابق تراجم بھی مختلف ہو سکتے ہیں ۔

والمراد بالذنب ما فرط منہ خلاف الاولی بالنسبۃ الی مقامہ علیہ الصلوۃ والسلام فھو من قبیل حسنات الابرار سیآت المقربین ، وقد یقال المراد ما ھو ذنب فی نظرہ العالی صلی اللہ علیہ وسلم وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولی

مزید مثال کیلئے غزالی دوراں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں (روح المعانی زیر آیت " لیغفر لک اللہ ")

اس مقام پر ذنب سے مراد خلاف اولیٰ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کی وجہ سے بعض کام خلاف اولیٰ قرار پائے۔ کیونکہ عام نیک لوگوں کی نیکیاں بھی بعض اوقات مقربین کیلئے گناہ ہوتے ہیں۔

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بلند شان اور اپنی نظر عالی سے بعض کاموں کو خلاف اولیٰ سمجھتے تھے حالانکہ واقع میں وہ کام عند اللہ خلاف نہیں ہوتے تھے۔

ثانیھا المراد ترک الافضل (کبیر زیر آیۃ لیغفر لک اللہ) ان وجوہات میں سے اور یہ وجہ تاویل ہے کہ " ذنب " سے مراد ترک افضل ہے یعنی خلاف اولیٰ کا ارتکاب ہے۔

مقام توجہ ۔ مندرجہ بالا توجیہات کے مطابق غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کے مطابق بالکل درست، صاف اور شفاف ہے، کسی کو نہ سمجھ آئے تو وہ اپنی جہالت سے تائب ہو کر سمجھنے کی کوشش کرے۔

غزالی دوراں رحمہ اللہ ترجمہ فرماتے ہیں " واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات " اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کیلئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (کے گناہوں) کیلئے معافی طلب کریں۔ (البیان)

" لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ " تاکہ اللہ آپ کیلئے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں۔ (البیان)

سبحان اللہ۔ دونوں آیتوں کے تراجم میں " بظاہر " کا لفظ بریکٹ میں بڑھا کر تفسیر کبیر اور روح المعانی کے مطابق خوب ترین ترجمہ کیا۔

اور دوسری آیت میں تفسیری الفاظ روح المعانی کی مندرجہ بالا عبارت کا ہی ترجمہ ہیں۔ آئیے ذرا تفسیری الفاظ پر پھر توجہ فرمائیں (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں۔

غزالی دوراں علامہ کاظمی رحمہ اللہ کے تفسیری الفاظ کے بعد ایک مرتبہ روح المعانی کے ان الفاظ کو پھر سے پڑھیں

" والمراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولیٰ بالنسبۃ الی مقامہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فہو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین "

اور حضرت نے " بظاہر " کے لفظ سے فقہاء کرام اور شارحین احادیث کے مسلمہ مسئلہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ جو کام امت کیلئے غیر افضل اور خلاف اولیٰ ہوں لیکن جائز اور مباح ہوں ان پر زندگی میں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمل کرنا واجب ہوتا ہے تاکہ امت کیلئے جواز ثابت ہو جائے۔ یعنی وہ کام آپ کیلئے خلاف اولیٰ نہیں ہوتا بلکہ ہمارے لئے خلاف اولیٰ ہوتا ہے، اسی لئے غزالی دوراں رحمہ اللہ نے " بظاہر " کے لفظ کو بڑھا کر " اہل علم " کیلئے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کا سبق فراہم کر دیا اور کوتاہ نظر جہلاء کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

بلکہ راقم کی نظر میں وہ کوتاہ بین اپنی ضد اور حسد ~~اور جہالت~~ کی وجہ سے علامہ کاظمی رحمہ اللہ کے تراجم پر اعتراض کر کے اور کیچڑ اچھال کر ~~فضائل اور فضل کا ...~~ اپنی ہی حقارت کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔ سینکڑوں مثالیں پیش کرنی کوئی مشکل نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کیلئے بیان جواز ثابت کرنے کیلئے (بظاہر) خلاف اولیٰ کام کئے جو آپ کے حق میں واجب تھے اور آپ کے حق میں افضل تھے۔

جب تک کتب کی ورق گردانی نہ کی جائے اور مطالعہ نہ کیا جائے تو سارے خرابی اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

آئیے ذرا دو مثالوں کی طرف توجہ فرمائیں۔

★ عن معاذ بن عبد اللہ الجہنی قال ان رجلا من جہینۃ اخبرہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قرأ فی الصبح ۔ اذا زلزلت ۔ فی الرکعتین کلتیہما فلا ادری انسی ام قرأ ذلک عمدا ۔ رواہ ابوداود ، مشکوۃ باب القرأۃ

حضرت معاذ بن عبد اللہ جہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک جہینہ قبیلہ سے ایک شخص خبر دی کہ انہوں نے

سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۃ " اذا زلزلت " پڑھی ، مجھے معلوم نہیں

کہ آپ بھول گئے یا کہ آپ نے عمداً پڑھا ۔

اس حدیث پاک کی شرح میں حضرت علامہ مولنا ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں " ... قولہ ام قرأ ذلک عمدا ،

حاصلہ ان فعلہ لبیان الجواز وضم السورۃ وما یقوم مقامہا من ثلاث آیات قصار او آیۃ طویلۃ ...

والافضل عدم تکرار سورۃ سیما فی الفرائض (من مرقاۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کیلئے صبح کی دونوں رکعتوں میں سورۃ " اذا زلزلت " ... پڑھی

کہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی چھوٹی سورۃ یا اس کے قائم مقام تین آیتیں ملانا جائز ہے ، یا ایک آیت ...

بڑی ملانے پھر بھی جائز ہے ... افضل یہ ہے کہ سورۃ کا تکرار نہ کیا جائے خاص کرکے فرائض میں ۔

حدیث پاک اور اس کی شرح سے واضح ہوا کہ صبح کی نماز میں طوال مفصل سے نہ پڑھنا بلکہ قصار مفصل

سے پڑھنا ، پھر ایک ہی سورۃ کا فرضوں کی دونوں رکعتوں میں تکرار غیر اولی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے جواز ثابت کرنے کیلئے اس پر عمل کیا ہے ۔

★ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یلحظ فی الصلوۃ یمینا وشمالا

ولا یلوی عنقہ خلف ظہرہ (رواہ الترمذی والنسائی ، مشکوۃ باب ما لا یجوز فی الصلوۃ وما یباح ۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دائیں اور بائیں جانب

ملاحظہ فرما لیتے تھے اور اپنی گردن کو پیٹھ کے پیچھے نہیں پھیرتے تھے ۔

★ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الالتفات فی الصلوۃ فقال ھو اختلاس

یختلسہ الشیطان من صلوۃ العبد (بخاری ومسلم مشکوۃ باب مذکور)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات کے متعلق

پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا بندے کی نماز سے جلدی کسی چیز کو حاصل کرنا ہے ۔

اس حدیث پاک کی شرح مرقاۃ میں دیکھئے ۔ " واما الالتفات بطرف العین فلا بأس بہ وان کان

خلاف الاولی واما اذا التفت بحیث تحول صدرہ عن القبلۃ فصلوتہ باطلۃ بالاتفاق (مرقاۃ مختصرا)

نماز میں آنکھ سے ایک طرف توجہ کرنے میں کوئی حرج تو نہیں لیکن خلاف اولی ہے ۔ اور جب اس طرح توجہ کرے

کہ اس کا سینہ قبلہ سے پھر جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ۔ ۔

اب ان دونوں حدیثوں کی طرف توجہ کرنے سے بھی واضح ہوتا ہے کہ بیان جواز کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(بظاہر) خلاف اولی پر عمل کیا ہے جو آپ کے حق میں واجب تھا اور آپ کے حق میں وہی افضل تھا ۔

یہ دو مثالیں بیان کرنے صرف مطالعہ نہ کرنے والوں کو تکلیف سے بچانا مقصود ہے کہ وہ بھی

مطالعہ کرنے کے بغیر سمجھ جائیں ۔ ورنہ اس قسم کی کئی مثالیں پیش کرنا کوئی دشوار نہیں ۔

کیا اور تراجم نہیں ہو سکتے ؟ مفسرین کرام کے مطابق تراجم بھی اتنے ہوں گے جو انہوں نے تاویلات کی ہیں ۔

مفسر قرآن مفکر اسلام حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمہ اللہ ترجمہ فرماتے ہیں ۔

" واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات " اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے

نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کیلئے ۔

اگرچہ انبیاء کرام صغائر اور کبائر گناہوں سے پاک ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو اللہ تعالی سے بے نیاز نہیں سمجھتے ۔

بلکہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔

پیر صاحب کی خوبصورت تفسیر کو دیکھئے۔ آپ رقمطراز ہیں ۔۔۔۔ (علامہ رازی رحمہ اللہ
نے ایک توجیہہ یہ بیان فرمائی)۔ یہاں ذنب سے مراد گناہ یا نافرمانی نہیں۔ بلکہ ترک افضل ہے۔۔
امام لکھتے ہیں "وحاشاہ من ذلک۔ "کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات اس سے منزہ ہے
کہ وہ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کریں (لیکن راقم کی بحث کو پڑھ کر دیکھیں کہ یہ نہیں ہو سکتا) جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کیلئے افضل ہو آپ اسے چھوڑ کر غیر افضل کام کریں۔ بلکہ امت کیلئے جو کام غیر افضل ہے اور آپ کیلئے بیان جواز
کیلئے واجب ہے وہ آپ کیلئے افضل ہی ہے جو بظاہر خلاف اولی ہے (محمد عزالدین)
اس لئے امام رازی نے اپنی توجیہہ پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں "ان المراد توفیق العمل الحسن واجتناب العمل السیئ"
اچھے کام کی توفیق اور برے کاموں سے اجتناب۔ کیونکہ استغفار کا معنی طلب غفران ہے۔ اور غفران کا معنی
کسی قبیح چیز کا ڈھانپنا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قبیح چیز کے ارتکاب سے ہی
محفوظ رکھے جس طرح حضور کی شان ہے۔ یا گناہ کے ارتکاب کے بعد اس کو ڈھانپ دے جس طرح کہ
مومنین اور مومنات کا حال ہے۔ (ضیاء القرآن)
وجعل الاستغفار کنایۃ عما یلزمہ من التواضع وھضم النفس والاعتراف بالتقصیر لانہ صلی اللہ علیہ وسلم
معصوم ومغفور (روح المعانی)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ومغفور ہونے کے باوجود عاجزانہ طور پر استغفار کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا۔ "ما اصبحت غداۃ قط الا استغفرت اللہ فیھا مائۃ مرۃ"
کوئی ایسی صبح ہرگز نہیں آئی کہ جس میں میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک سو مرتبہ استغفار نہ کی ہو۔
اب اس تاویل کے مطابق اردو ترجمہ "واستغفر لذنبک" کا یہ ہوگا کہ اے نبی کریم) آپ
استغفر اللہ پڑھتے رہا کیجئے یعنی بخشش طلب کرتے رہیں (یہ آپ کے مدارج کی بلندی کا سبب ہے)
وقد ذکروا ان نبینا فی کل لحظۃ عروجا الی مقام اعلی مما کان فیہ فیکون ما عرج منہ فی نظرہ الشریف
ذنبا بالنسبۃ الی ما عرج الیہ فیستغفر منہ وحملوا علی ذلک قولہ علیہ السلام۔ وانہ لیغان قلبی الخ (روح المعانی)
"وانہ لیغان قلبی وانی لاستغفر اللہ کل یوم مائۃ مرۃ"
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج ہیں۔ لحظہ بلحظہ عروج تھا اور آپ جن مدارج سے دوسرے مدارج
کی طرف ترقی فرماتے تو آپ کے دل میں ایک خلش سی پیدا ہوتی۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
کہ میرے دل میں ایک پیاس اور تڑپ سی ہوتی ہے تو میں ہر دن میں ایک سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔
اب اس تاویل کے مطابق "واستغفر لذنبک" کا ترجمہ یہ ہوگا" اے محبوب آپ اپنے مدارج کی بلندی
کیلئے استغفار کرتے رہیں۔
حرف آخر۔ تاویل صحیح ہے۔ تفاسیر کے مطابق ترجمہ ہو۔ الفاظ کوئی بھی ہوں وہ ترجمہ صحیح ہوگا۔
البتہ "گناہ۔ یا قصور۔ یا خطا" سے معانی طلب کرنے والے تراجم درست نہیں۔
حضرت غزالی دوراں علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کے ترجمہ کے متعلق حضرت مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمہ اللہ
کے ان الفاظ ۔۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہما اللہ عالم
اسلام کی مقتدر علمی شخصیات اور اہل سنت وجماعت کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اور ان دونوں بزرگوں نے مسلمانوں کی
تقدیس خداوندی اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ دار تراجم قرآن کا عطیہ دے کر امت پر احسان عظیم کیا۔
اس کے بعد مفتی صاحب رحمہ اللہ نے دلائل پیش کئے اور آخر میں ذکر فرمایا۔
غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔ لہٰذا دلائل کی روشنی میں

دونوں تراجم (کنز الایمان اور البیان) میں اختلاف نہیں اور نہ دونوں تراجم نہایت عمدہ درست

اور باہم مطابق ہیں ۔ سے مکمل سو فیصد راقم کو اتفاق ہے۔

اور حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے بھی منذرجہ ذیل الفاظ سے مکمل اتفاق ہے۔ البیان کا ترجمہ اکابر اہل سنت وجماعت خصوصا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تحقیقات کا خوبصورت عکس ہے مخالف نہیں ۔ اس ترجمہ پر رسول اللہ فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی وتوہین کا الزام تراشنا حماقت وجسارت ہے ۔ اور فتویٰ بھی ایسی عظیم شخصیت پر جس کا بارگاہ رسالت میں ادب واحترام تعظیم وتکریم ضرب المثل ہو ۔ جو اس دور میں اہلسنت کی علمی پہچان ہو انتہائی جسارت ہے ۔ یہ فتویٰ دراصل ان اکابر اسلاف پر ہے جن کی ترجمانی آپ رحمہ اللہ فرمارہے ہیں احادیث صحیحہ کی روشنی میں ایسے فتویٰ کا وبال فتویٰ باز خود اپنے ناتواں کاندھوں پر ڈال رہا ہے ۔ (انتہی)

راقم کے نزدیک تو علامہ کاظمی رحمہ اللہ کی تحریرات کو نہ سمجھنا ہی علامت جہالت ہے ۔ جو ایک لفظ سے کیا نہ کیا بیان فرما دیتے ہیں ۔

راقم کا یہ بھی مشورہ ہے کہ جاہلوں کا تعاقب بھی غیر مناسب ہے ۔ اسطرح ان کو بھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے خواہ ان کے پھل بیکار ہی کیوں نہ ہوں اور ان کے پھول بدزیب ہی کیوں نہ ہوں ....

اکابر اہل سنت وجماعت اور اسلاف ذوی کرام پر کیچڑ اچھالنے والے کو پوچھا ہی نہ جائے تاکہ خود بخود کٹ کٹ کر مر جائے ۔

عبدالرزاق چترالی ، حطاروی (سابق مدرس
جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی)
جامع مسجد غوثیہ F-6-1 اسلام آباد

20 - 11 - 2003

(دستخط)
20-11-2003

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا
عبدالرزاق بھترالوی حطاری

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ اور حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی کے فتاویٰ کو دیکھا، جن سے راقم کو مکمل اتفاق ہے کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں جہاں بھی "ذنب" کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے اس کی تاویل ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ کی طرف بغیر تاویل کے "ذنب" کو منسوب کرنے کے ذنب سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

انبیاء کرام کے صغائر اور کبائر گناہوں سے محفوظ رہنے پر علامہ رازی رحمہ اللہ علیہ نے پہلے پارہ میں آدم علیہ السلام کے واقعہ میں بہت طویل بحث کی ہے۔

مرقاۃ باب الایمان بالقدر میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف غوایت اور معصیت کی نسبت صرف بمعنی مخالفت کے ہے، اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہیں۔

اس پر دلیل قائم کرتے ہوئے بیان کیا گیا "لعصمة الانبياء من الكبائر و الصغائر قبل النبوة و بعدها" یعنی انبیاء کرام نبوت سے پہلے اور بعد میں بھی تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے کیا "اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو"

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا ترجمہ علامہ رازی رحمہ اللہ نے جو توجیہات بیان کی ہیں ان میں سے ایک توجیہ کے مطابق ہے۔

وقال بعض الناس لذنبك اى لذنب اهل بيتك وللمؤمنين والمؤمنات الى الذين ليسوا منك باهل بيتك یعنی اس میں ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ "لذنبک" سے مراد اہل بیت کے گناہ ہیں۔ (اگرچہ اس سے مراد بھی خلاف اولیٰ کا ارتکاب ہے) آپ اپنے اہل بیت اور عام مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی مغفرت طلب کریں۔

"لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ کا اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا ہے تاکہ اللہ

تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

جلالین میں ہے۔ **وھو مؤول لعصمة الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام** "کہ یہ آیۃ کریمہ اپنے ظاہر پر نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اگلے اور پچھلے گناہ مراد ہوں بلکہ اس کی تاویل ضروری ہے تو وہ تاویل کیا ہوگی؟

وھو مؤول ای اسناد الذنب له ﷺ مؤول اما بان المراد ذنوب امتک "(صاوی)

یعنی نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی نسبت مؤول ہے اس کی تاویل ضروری ہے اس کی کئی تاویلیں ہیں۔

ایک تاویل یہ ہے کہ ذنب سے مراد نبی کریم ﷺ کے (معاذ اللہ) ذنوب نہیں بلکہ امت کے ذنوب ہیں۔

کبیر میں یوں ذکر کیا گیا ہے "**لم یکن للنبی ذنب فما ذا یغفر له قلنا الجواب من وجوہ احدھا المراد ذنب المؤمنین** "یعنی تفسیر کبیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے گناہ جب نہیں تو گناہوں کے معاف کرنے کا کیا مطلب تو فرمایا کہ اس کی کئی وجوہ ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ گناہوں سے مراد مومنوں کے گناہ ہیں۔

واضح ہوا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ تفاسیر کی توجیہات کے مطابق ہے

لیکن جب توجیہات مختلف ہیں تو یقیناً ان توجیحات کے مطابق تراجم بھی مختلف ہو سکتے ہیں۔ **والمراد بالذنب مافرط من خلاف الاولی بالنسبة الی مقامه علیه الصلوٰۃ والسلام فھو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین، وقد یقال المراد ماھو ذنب فی نظرہ العالی ﷺ وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولیٰ عندہ تعالیٰ کما یر مزالی ذلک الاضافة** (روح المعانی زیر آیہ **لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ**)

اس مقام پر ذنب سے مراد خلاف اولیٰ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی بلند شان کی وجہ سے بعض کام خلاف اولیٰ قرار پائے کیونکہ عام نیک لوگوں کی نیکیاں بھی بعض اوقات مقربین کے لئے گناہ ہوتے ہیں اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بلند شان اور اپنی نظر عالی سے بعض کاموں کو خلاف اولیٰ سمجھتے تھے۔ حالانکہ واقع میں وہ کام عنداللہ خلاف نہیں ہوتے تھے۔

ثانیھا المراد ترک الافضل (کبیر زیر آیه لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ) ان وجوہات میں سے اور یہ وجہ تاویل ہے کہ "ذنب" سے مراد ترک افضل ہے یعنی خلاف اولیٰ کا ارتکاب ہے۔

مقام توجہ:

مندرجہ بالا توجیہات کے مطابق غزالی دوراں حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کا ترجمہ بالکل درست، صاف اور شفاف ہے کسی کو نہ سمجھ آئے تو وہ اپنی جہالت سے تائب ہو کر سمجھنے کی کوشش کرے۔

غزالی دوراں رحمہ اللہ ترجمہ فرماتے ہیں ''وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ''

اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لئے) اپنے (بظاہر خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (کے گناہوں) کے لئے معافی طلب کریں (البیان)

''لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ'' تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قربؑ کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقتاً حسنات الابرار سیئات المقربین سے افضل ہیں)۔(البیان)

سبحان اللہ، دونوں آیتوں کے تراجم میں ''بظاہر'' کا لفظ بریکٹ میں بڑھا کر تفسیر کبیر اور روح المعانی کے مطابق خوب ترین ترجمہ کیا۔ اور دوسر آیت میں تفسیری الفاظ روح المعانی کی مندرجہ بالا عبارت کا ہی ترجمہ ہیں۔

آیئے ذرا تفسیری الفاظ پر بھی توجہ فرمائیں (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں)

غزالی دوراں علامہ کاظمی رحمہ اللہ کے تفسیری الفاظ کے بعد ایک مرتبہ روح المعانی کے ان الفاظ کو پھر سے پڑھیں ''والمراد بالذنب مافرط من خلاف الاولیٰ بالنسبة الی مقامه علیه الصلوٰة والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین '' اور حضرت نے ''بظاہر'' کے لفظ سے فقہاء کرام اور شارحین احادیث کے مسلمہ مسئلہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ جو کام امت کے لئے غیر افضل اور خلاف اولیٰ ہوں لیکن جائز اور مباح ہوں ان پر زندگی میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو عمل کرنا واجب ہوتا ہے تاکہ امت کے لئے جواز ثابت ہو جائے یعنی وہ کام آپ کے لئے خلاف اولیٰ نہیں ہوتا بلکہ ہمارے لئے خلاف اولیٰ ہوتا ہے، اسی لئے غزالی دوراں رحمہ اللہ نے ''بظاہر'' کے لفظ کو بڑھا کر ''اہل علم'' کے لئے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کا سبق فراہم کر دیا اور کوتاہ نظر جہلاء کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

بلکہ راقم کی نظر میں وہ کوتاہ بین اپنی ضد اور حسد کی وجہ سے علامہ کاظمی رحمہ اللہ کے تراجم پر اعتراض کر کے اور کیچڑ اچھال کر اپنی ہی حقارت کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔ سینکڑوں مثالیں پیش کرنی کوئی مشکل نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے امت کے لئے بیان جواز ثابت کرنے کے لئے (بظاہر) خلاف اولیٰ کام کئے جو آپ کے حق میں واجب تھے اور آپ کے حق میں افضل تھے۔ جب تک کتب کی ورق گردانی نہ کی جائے اور مطالعہ نہ کیا جائے تو ساری خرابی اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ آیئے ذرا دو مثالوں کی طرف توجہ فرمائیں۔

☆ عن معاذ بن عبداللّٰه الجهني قال ان رجلا من جهينة اخبره انه سمع رسول اللّٰه ﷺ قرأ في الصبح اذا زلزلت في الركعتين كلتيها فلا ادري انسي ام قرأ ذلك عمدا (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ باب القراءۃ)

حضرت معاذ بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک جہینہ قبیلہ سے ایک شخص نے خبر دی کہ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورۃ ''اِذَا زُلْزِلَتْ'' پڑھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ بھول گئے یا کہ آپ نے عمداً پڑھا۔

اس حدیث پاک کی شرح میں حضرت علامہ مولانا ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: 'قوله ام قراء ذلك عمدا حاصله ان فعله لبيان الجواز و ضم السورة او ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار او آية طويلة والافضل عدم تكرار سورة سيما في الفرائض (من مرقاة)

نبی کریم ﷺ نے بیان جواز کے لئے صبح کی دونوں رکعتوں میں سورۃ ''اِذَا زُلْزِلَتْ'' پڑھی کہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی چھوٹی سورۃ یا اس کے قائم مقام تین آیتیں ملانا جائز ہے یا ایک آیت بڑی ملا لے پھر بھی جائز ہے۔ افضل یہ ہے کہ سورۃ کا تکرار نہ کیا جائے خاص کر فرائض میں۔

حدیث پاک اور اس کی شرح سے واضح ہوا کہ صبح کی نماز میں طوال مفصل سے نہ پڑھنا بلکہ قصار مفصل سے پڑھنا' پھر ایک ہی سورۃ کا فرضوں کی دونوں رکعتوں میں تکرار غیر اولیٰ ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے جواز ثابت کرنے کے لئے اس پر عمل کیا ہے۔

☆ وَ عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يلحظ

فی الصلوٰۃ یمینا و شمالا و لا یلوی عنقه خلف ظهره (رواہ الترمذی والنسائی مشکوٰۃ باب مالا یجوز فی الصلوٰۃ وما یباح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نماز میں دائیں اور بائیں جانب ملاحظہ فرما لیتے تھے اور اپنی گردن کو پیٹھ پیچھے نہیں پھیرتے تھے۔

☆ و عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت سألت رسول اللّٰه ﷺ عن الالتفات فی الصلوٰۃ فقال هو اختلاس یختلسه الشیطان من صلوٰۃ العبد (بخاری و مسلم مشکوٰۃ باب مذکور)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں التفات کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا بندے کی نماز سے جلدی کسی چیز کو حاصل کرنا ہے۔

اس حدیث پاک کی شرح مرقاۃ میں دیکھئے "واما الالتفات بطرف العین فلا باس به وان کان خلاف الاولیٰ اما اذا التفت بحیث تحول صدره عن القبلة فصلوٰته باطلة باتفاق (مرقاۃ مختصرا)

نماز میں آنکھ سے ایک طرف توجہ کرنے میں کوئی حرج تو نہیں لیکن خلاف اولیٰ ہے اور جب اس طرح توجہ کرے کہ اس کا سینہ بھی پھر جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اب ان دونوں حدیثوں کی طرف توجہ کرنے سے بھی واضح ہوتا ہے کہ بیان جواز کے لئے حضور ﷺ نے (بظاہر) خلاف اولیٰ پر عمل کیا ہے جو آپ کے حق میں واجب تھا اور آپ کے حق میں وہی افضل تھا۔

یہ دو مثالیں بیان کر کے صرف مطالعہ نہ کرنے والوں کو تکلیف سے بچانا مقصود ہے کہ وہ پھر بھی مطالعہ کرنے کے بغیر سمجھ جائیں۔ ورنہ اسی قسم کی کئی مثالیں پیش کرنی کوئی دشوار نہیں کیا اور تراجم نہیں ہو سکتے؟ مفسرین کرام کے مطابق تراجم بھی اتنے ہوں گے جو انہوں نے تاویلات کی ہیں۔ مفسر قرآن مفکر اسلام حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمہ اللہ ترجمہ فرماتے ہیں۔ "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کے لئے۔

اگرچہ انبیاء کرام صغائر اور کبائر گناہوں سے پاک ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں سمجھتے بلکہ استغفار کرتے ہی رہتے ہیں۔

پیر صاحب کی خوبصورت تفسیر کو دیکھئے آپ رقم طراز ہیں۔ (علامہ رازی رحمہ اللہ نے ایک توجیہ یہ بیان فرمائی) یہاں ذنب سے مراد گناہ یا نافرمانی نہیں بلکہ ترک افضل ہے۔ امام لکھتے ہیں۔ ''وحاشاہ من ذلک'' حضور ﷺ کی ذات والا صفات اس سے منزہ ہے۔ کہ وہ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کریں (لیکن راقم کی بحث کو پھر سے دیکھ کر یہ نہیں ہوسکتا کہ جو کام حضور ﷺ کے لئے افضل ہو آپ اسے چھوڑ کر غیر افضل کام کریں۔ بلکہ امت کے لئے جو کام غیر افضل ہے اور آپ کے لئے بیان جواز کے لئے واجب ہے وہ آپ کے لئے افضل ہی ہے جو بظاہر خلاف اولیٰ ہے۔ بھتر الوی)

اس لئے امام رازی نے اپنی توجیہ پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں ''ان المراد توفیق العمل الحسن و اجتناب العمل السیٔ'' اچھے کام کی توفیق اور برے کاموں سے اجتناب کیونکہ استغفار کا معنی طلب غفران ہے اور غفران کا معنی کسی قبیح چیز کا ڈھانپنا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قبیح چیز کے ارتکاب سے ہی محفوظ رکھے جس طرح حضور کی شان ہے یا گناہ کے ارتکاب کے بعد اس کو ڈھانپ دے جس طرح کہ مومنین اور مومنات کا حال ہے۔ (ضیاء القرآن)

وجعل الاستغفار كناية عما يلزمه من التواضع وهضم النفس والاعتراف بالتقصير لانه ﷺ معصوم و مغفور (روح المعانی)

نبی کریم ﷺ معصوم و مغفور ہونے کے باوجود عاجزانہ طور پر استغفار کرتے رہتے تھے، کیونکہ خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مااصحبت غداة قط الا استغفرت الله فيها مائة مرة کوئی ایسی صبح ہرگز نہیں آئی کہ جس میں، میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک سو مرتبہ استغفار نہ کی ہو۔

اب اس تاویل کے مطابق اردو ترجمہ ''وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ'' کا یہ ہوگا۔ (کہ اے نبی کریم) آپ استغفر اللہ پڑھتے رہا کیجئے یعنی بخشش طلب کرتے رہیں (یہ آپ کے مدارج کی بلندی کا سبب ہے)

وقد ذكروا ان لنبينا فى كل لحظة عروجا الى مقام اعلىٰ مما كان فيه فيكون ما عرج منه فى نظره الشريف ذنبا بالنسبة الى ما عرج اليه فيستغفر منه وحملوا على ذلك قوله عليه السلام وانه ليغان قلبى الخ (روح المعانی)

''انه لیغان قلبی وانی لاستغفر اللّٰہ کل یوم مائة مرة''

یعنی نبی کریم ﷺ کے مدارج میں لحظہ بلحظہ عروج تھا اور آپ جن مدارج سے دوسرے مدارج کی طرف ترقی فرماتے تو آپ کے دل میں ایک خلش سی پیدا ہوتی' اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے دل میں ایک پیاس اور تڑپ سی ہوتی ہے تو میں ہر دن میں ایک سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ اب اس تاویل کے مطابق ''وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ'' کا ترجمہ یہ ہوگا۔ ''اے محبوب آپ اپنے مدارج کی بلندی کے لئے استغفار کرتے رہیں۔

حرف آخر تاویل صحیح ہو' تفاسیر کے مطابق ترجمہ ہو' الفاظ کوئی بھی ہوں وہ ترجمہ صحیح ہوگا۔ البتہ ''گناہ یا قصور یا خطاء'' سے معافی طلب کرنے والے تراجم درست نہیں۔

حضرت غزالی دوراں علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کے ترجمہ کے متعلق حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ کے ان الفاظ ''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہما اللہ عالم اسلام کی مقتدر علمی شخصیات اور اہل سنت و جماعت کے مقتداء اور پیشوا ہیں اور ان دونوں بزرگوں نے مسلمانوں کو تقدیس خداوندی اور عظمت رسول ﷺ کے آئینہ دار تراجم قرآن کا عطیہ دے کر امت پر احسان عظیم کیا۔

اس کے بعد مفتی اعظم رحمہ اللہ نے دلائل پیش کئے اور آخر میں ذکر فرمایا۔

غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔ لہذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم (کنزالایمان اور البیان) میں اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ درست اور باہم مطابق ہیں'' سے مکمل سو فیصد راقم کو اتفاق ہے۔

اور حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی شیخ الحدیث' جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے بھی مندرجہ ذیل الفاظ سے مکمل اتفاق ہے۔ البیان کا ترجمہ اکابر اہل سنت و جماعت خصوصاً امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تحقیقات کا خوبصورت عکس ہے مخالف نہیں۔ اس ترجمہ پر رسول اللہ فداہ ابی و امی ﷺ کی گستاخی و توہین کا الزام تراشنا حماقت و جسارت ہے اور فتویٰ بھی ایسی عظیم شخصیت پر جس کا بارگاہ رسالت میں ادب واحترام تعظیم و تکریم ضرب المثل ہو۔ جو اس دور میں اہل سنت کی علمی پہچان ہو انتہائی جسارت ہے' یہ فتویٰ دراصل

ان اکابر اسلاف پر ہے جن کی ترجمانی آپ رحمہ اللہ علیہ فرمارہے ہیں۔
احادیث صحیحہ کی روشنی میں ایسے فتویٰ کا وبال فتویٰ باز خود اپنے ناتواں کاندھوں پر ڈال رہا ہے۔(انتہیٰ)
راقم کے نزدیک تو علامہ کاظمی رحمہ اللہ کی تحریرات کو نہ سمجھنا ہی علامت جہالت ہے۔ جو ایک لفظ سے کیا نہ کیا بیان فرمادیتے ہیں۔
راقم کا یہ بھی مشورہ ہے کہ جاہلوں کا تعاقب بھی غیر مناسب ہے۔اس طرح ان کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے۔خواہ ان کے پھل بیکار ہی کیوں نہ ہوں اور ان کے پھول بدزیب ہی کیوں نہ ہوں۔اکابر اہل سنت و جماعت اور اسلاف ذی کرام پر کیچڑ اچھالنے والے کو پوچھا ہی نہ جائے تا کہ خود بخود کتے کی موت مرجائے۔

عبدالرزاق بھترالوی حطاروی
سابق مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم (راولپنڈی)
جامع مسجد غوثیہ F-6-1 اسلام آباد

۱۔ جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالاجماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشارِ طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے ''ذنب'' کا معنی ترکِ افضل کیا یا مومنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترکِ افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاھم اللّٰہ منْ امۃ محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالئ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترکِ اولیٰ (ترکِ افضل) مراد لیا ہے۔ لہذا دلائل کی روشنی میں، دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

[illegible]
[illegible]
[illegible]
۲۲ [illegible]

باسمہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

ما قال المجیب المرحوم صحیح۔ بلاشبہ ملتِ اسلامیہ کی جلیل القدر شخصیات مجدد اسلام اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' اور امام اہلسنت فخر السادات حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن ''البیان'' عصمتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں اکابر واسلافِ امت کی تحقیقات وعقائد کے مطابق صحیح اور درست ہے۔ تنقید کرنے والے حضرات کی شخصیات اپنے علمی وتحقیقی اور عملی حدود اربعہ کے اعتبار سے ان بزرگوں کے علم وفضل، تقویٰ و ورع اور دولتِ عشق وایمان کے مقابل عشرِ عشیر بلکہ طفلِ مکتب ہونے کی بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ بلاشبہ ان کی آراء محض مغالطہ آفرینی وضد وعناد پر مبنی ہیں اس مقام پر بندۂ ناچیز اپنی طرف سے کچھ عرض کرنے کی بجائے ان عظیم المرتبت ہستیوں کے تراجم کی صحت اور ناقدین کی آراء کے محض ضد اور عناد پر مبنی ہونے کے سلسلہ میں اکابر اسلاف کی

تحقیقات اور قواعد کو تحکم بنا کر دھڑلے قارئین تک پہنچاتے ہیں۔

چنانچہ علامہ تفتازانی اور دسوقی علیہما الرحمہ لکھتے ہیں

قال السکاکی او للتعریض . ای ابراز غیر الحاصل فی معرض الحاصل

اما لما ذکر واما للتعریض بان ینسب الفعل الی احد والمراد

غیره . نحو قوله تعالی . ولقد اوحی الیک والی الذین

من قبلک لئن اشرکت الخ .

حاشیہ دسوقی !

قوله لئن اشرکت الخ . اعترض بان النبی صلی الله علیه وسلم معصوم

من الاشراک فکیف یسند الیه واجیب بان هذه قضیة

شرطیة لا تستلزم الوقوع فالاسناد علی سبیل الغرض وانما عبر بالفعل

الماضی المقتضی لوقوع ذلک تعریضا بالمخاطبین فالاشراک

فی الحقیقة منسوب لغیره لان التعریض ان ینسب الفعل

لواحد والمراد غیره فالاشراک منسوب لواحد وهو النبی

صلی الله علیه وسلم والمراد غیره ممن وقع منه الاشراک .

حوالہ : (بحث احوال المسند) مختصر المعانی صفحہ نمبر 149

مطبوعہ : میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

اور عالم مذاہب اربعہ امام شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

(فإن قلت): فما المراد بقوله تعالى: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ [الفتح: ٢]؟

(فالجواب): كما قاله الشيخ في الجواب الخامس والخمسين من الباب الثالث والسبعين من «الفتوحات» أن المراد بهذا الخطاب وجميع العتاب الذي عاتب الله تعالى به نبيه ﷺ، غيره من الأمة نحو: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ﴾ [الأحزاب: ١] ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ [الزمر: ٦٥] ﴿لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا﴾ [الإسراء: ٧٤] فكان من فتوته ﷺ، أنه تحمل عن أمته صولة

الخطاب بالعتاب والتوبيخ فالخطاب له والمراد به غيره وهذا أحسن الاجوبة. قال: وأما مغفرته تعالى لبقية النبيين عليهم الصلاة والسلام، فإنما هي لكون الحق تعالى ستر عنهم في هذه الدار العلم بأن جميع مقاماتهم لرسول الله ﷺ، بحكم الأصالة وإنهم نوابه ﷺ، كما ينكشف لهم ذلك كله في الدار الآخرة، وأطال في ذلك. ثم قال: فعلم من قولنا أن المخاطب بتلك المعاتبات كلها رسول الله ﷺ، والمراد بذلك غيره أن الحق تعالى من شأنه أن يؤدب الكبير بالصغير وكما أدب تعالى الأمة بتأديب رسولها لتبلغ باستعمال ذلك الأدب إلى نيل مأمولها فخاطب الرسول والمراد من أرسل إليه بالحث عليه انتهى. وقال في الباب الثامن والتسعين ومائة في قوله تعالى: ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ [الزمر: ٦٥] الآية: هو من باب قولهم إياك أعني واسمعي يا جارة كما يشهد لذلك قرائن الأحوال، قال والحكمة في ذلك مقابلة لإعراض الكفار عن استماع ما جاء به الرسول ﷺ، فلذلك أعرض الحق عنهم في الخطاب مقابلة إعراض بإعراض، مع كونهم هم المراد بذلك الخطاب فأسمعهم في غيرهم عقوبة لهم واستهانة بأمرهم انتهى. وقال الشيخ في الباب السابع وأربعين ومائتين: اعلم أنه لا يشترط في استغفار الأكابر أن يكون من ذنب وقع وإنما استغفارهم من خوف أن يبدو منهم ما كان ينبغي ستره من الأحوال التي لم يؤمروا بذكرها لقومهم ولهذا ما نقل عن نبي قط أنه ندم على ما قال مما أوحي به إليه ولاسمع منه كلام عادي في حال الوحي حين يفرغ من تنزله عليه فإذا انفصم عنه فحينئذ يخبر بما وقع. قال: وأما ما كان عن نظر من غير وارد وحي فقد يمكن أن يندم على ما جرى منه كما وقع له في أسارى بدر انتهى.

واللہ ورسولہ اعلم

محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

دار الافتاء

حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد ماقال المجیب المرحوم صحیح ۔ بلاشبہ ملت اسلامیہ کی جلیل القدر شخصیات مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' اور امام اہلسنت فخر السادات حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن ''البیان'' عصمت نبی ﷺ کے سلسلہ میں اکابر و اسلاف امت کی تحقیقات وقواعد کے مطابق صحیح اور درست ہے۔تنقید کرنے والے حضرات کی شخصیات اپنے علمی وتحقیقی اور عملی حدود اربعہ کے اعتبار سے ان بزرگوں کے علم وفضل، تقویٰ وورع اور دولت عشق وایمان کے مقابل عشر عشیر بلکہ طفل مکتب ہونے کی بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ بلاشبہ ان کی آراء محض مغالطہ آفرینی وضد وعناد پر مبنی ہیں۔ اس مقام پر بندۂ ناچیز اپنی طرف سے کچھ عرض کرنے کی بجائے ان عظیم المرتبت ہستیوں کے تراجم کی صحت اور ناقدین کی آراء کے محض ضد اور عناد پر مبنی ہونے کے سلسلے میں اکابر اسلاف کی تحقیقات اور قواعد کو حکم بنا کر ہدیہ قارئین کرتا ہے چنانچہ علامہ تفتازانی اور دسوقی علیہما الرحمہ لکھتے ہیں۔

قال السکاکی اولـلتعریض ای ابراز غیر الحاصل فی معرض الحاصل اما لما ذکرو اما لـلتعریض بان ینسب الفعل الی احد والمراد غیرہ. نحوقولہ تعالیٰ. ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت الخ۔

حاشیہ: دسوقی!

قولہ لئن اشرکت الخ اعترض بان النبی ﷺ معصوم من الاشراک فکیف یسند الیہ واجیب بان ھذہ قضیۃ شرطیۃ لا تستلزم الوقوع فالاسناد علی سبیل الغرض وانما عبربالفعل

الـمـاضـى الـمقتضىٰ لو قوع ذلک تعریضاً بالمخاطبین فالا شراک فی الحقیقة منسوب لغیره لان تـعـریـض ان یـنـسـب الـفعل لواحد والمراد غیره فالاشراک نسب لواحد وهو النبی ﷺ والـمراد غیره من وقع منه الاشراک (بحث احوال المسند) مختصر المعانی صفحہ نمبر ۱۴۹ مطبوعہ: میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

اور عالم مذاہب اربعہ امام شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

(فانْ قلت: فما المراد بقوله تعالیٰ: (لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ) (الفتح: ۲) (فـالـجـواب): کما قاله الشیخ فی الجواب الخامس والخمسین من الباب الثالث والسبعین من "الفتوحات" ان المراد بهذا الخطاب و جمیع العتاب الذی عاتب اللّٰه تعالیٰ به نبیه ﷺ وغیره من الامة نحو: (یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ) (الاحزاب: ۱) (لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ) الزمر ۶۵ (لَقَدْ کِـدْتَّ تَـرْکَـنُ اِلَیْـهِـمْ شَیْئًـا قَلِیْلاً) (الاسراء: ۷۳) فـکـان مـن فـتـوتـه ﷺ أنـه تحمل عن أمته صـولةالـخطاب بالعتاب والتوبیخ فالخطاب له والمراد به غیره وهذا أحسن الاجوبة. قال: وأما مـغـفـرتـه تـعالیٰ لبقیة النبیین علیهم الصلوٰة والسلام، فانما هی لکون الحق تعالیٰ ستر عنهم فی هـذه الـدار الـعـلـم بـأن جـمیع مقاماتهم لرسول اللّٰه ﷺ بحکم الأصالة وانهم نوابه ﷺ کما یـنکشف لهم ذلک کله فی الدار الآخرة وأطال فی ذلک، ثم قال: فعلم من قولنا أن المخاطب بتلک المعاتبات کلها رسول اللّٰه ﷺ والمراد بذلک غیره ان الحق تعالیٰ من شانه ان یؤدب الـکبیـر بـالصغیر و کما ادب تعالیٰ الامة بتادیب رسولها لتبلغ باستعمال ذلک الأدب الی نیل مـأمـولهـا فـخـاطـب الـرسـول والمراد من أرسل الیه بالحث علیه انتهی. وقال فی الباب الثامن والتسـعین ومائة فی قوله تعالیٰ: (لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ) الزمر: ۶۵) الآیة: هو من باب قولهم ایاک اعنی واسمعی یا جارة کما یشهد لذلک قرائن الاحوال: قال والحکمة فی ذلک مـقـابـلة لا عـراض الـکـفار عن استماع ماجاء به الرسول ﷺ فلذلک اعرض الحق عنهم فی الـخـطـاب مقابلة اعراض باعراض، مع کونهم هم المراد بذلک الخطاب فاسمعهم فی غیرهم

عقوبة لهم و استهانة بامرهم انتهى. وقال الشيخ فى الباب السابع و اربعين و مائتين: اعلم انه لا يشترط فى استغفار الاكابر ان يكون من ذنب وقع وانما استغفار هم من خوف ان يبدو منهم ماكان ينبغى ستره من الاحوال التى لم يؤمروا بذكرها لقومهم ولهذا مانقل عن نبى قط انه ندم على ماقال مماوحى به اليه ولا سمع منه كلام عادى فى حال الوحى حين يفرغ من تنزله عليه فاذا انفصم عنه فحينئذيخبر بما وقع. قال: وأما ماكان عن نظر من غير وارد وحى فقد يمكن ان يندم على ماجرى منه كما وقع له فى اسارىٰ بدر انتهى

واللّٰه ورسوله اعلم

محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

مترجم لفظی ترجمہ قرآن ومفتی ومدرس

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم

زینت المساجد دارالسلام گوجرانوالہ

یکم رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

۱۴ھ مطابق ۲۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

بلاشبہ تمام انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً ہمارے آقا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہر طرح کی معصیت سے مکمل طور پر معصوم ہیں قرآن مجید کی جن سورتوں میں لفظ ذنب کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کی گئی ہے اس کا صحیح مفہوم سمجھ لینے کے بعد عصمت نبوت کے بارے میں تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع ہو جاتا ہے چنانچہ سورۃ مؤمن کی آیت مقدسہ " واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار " کی تفسیر میں مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ یہاں جس ذنب سے طلب مغفرت کا حکم دیا جا رہا ہے اس سے مراد ایسے امر سے استغفار ہے جو ذاتی طور پر اگرچہ مباح اور جائز ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ وارفع مقام کے پیش نظر آپ کے شایان شان نہیں، تفسیر مظہری میں ہے "امر تعبدی لیزید منہ درجتہ ویصیر سنۃ لما بعدہ (تفسیر مظہری) اسی طرح تفسیر قرطبی میں ہے "ھذا تعبد للنبی علیہ السلام بالدعاء والفائدۃ زیادۃ الدرجات وان یصیر الدعاء سنۃ لما بعد " یعنی یہ محض حکم خداوندی کی تعمیل ہے تاکہ حضور علیہ السلام دعا مانگا کریں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ استغفار سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجات بلند سے بلندتر ہوتے جائیں گے اور امت کیلئے استغفار حضور علیہ السلام کی سنت قرار پا جائیگا۔

اسی طرح سورۃ محمد کی آیت مقدسہ " واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات "کی تفسیر میں معروف مفسر علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ یہاں دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ "استغفر اللہ ان یقع منک ذنب "یعنی آپ اللہ تعالیٰ سے اس بات کی

مغفرت طلب کریں کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ دوسرے معنی ہیں "استغفر لیعصمک من الذنوب" یعنی آپ طلب مغفرت کریں کہ اللہ تعالیٰ آپکو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ تفسیر روح البیان میں ہے (واستغفر) ای اطلب الغفران من اللہ (لذنبک) .... ارشاداً له علیه السلام الی التواضع وهضم النفس" یعنی حضور علیہ السلام کو مغفرت ذنب کی طلب کا حکم محض تواضع اور انکساری کے اظہار کے لئے دیا گیا۔

اسی طرح سورۃ فتح کی آیت مقدسہ "لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخر" کی تفسیر میں مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ یہاں ذنب سے مراد خلاف اولیٰ ہے اور حسنات الابرار سیئات المقربین کے پیش نظر خلاف اولیٰ پر ذنب کا اطلاق کردیا گیا ہے جیسا کہ تفسیر مظہری میں ہے "وهذا لایستلزم ارتکاب المعصیة" یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ سے معصیت کا ارتکاب ہوا ہے بلکہ یہ اطلاق محض حسنات الابرار سیئات المقربین کے طور پر کیا گیا ہے (مظہری) عطا خراسانی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے "ماتقدم من ذنبک یعنی ابویک آدم و حواء ببرکتک وماتاخر ذنوب امتک بدعوتک" یعنی ماتقدم من ذنبک سے مراد حضرت آدم اور حضرت حواء علیہما السلام کی لغزش ہے جو آپکی برکت سے بخش دی گئی اور ماتاخر سے مراد آپکی امت کے گناہ ہیں جو آپکی دعا سے معاف کردیئے گئے۔ جبکہ تفسیر کبیر میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے جو توجیہات بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "المراد ذنب المؤمنین" اس سے مراد مؤمنوں کے گناہ ہیں۔ غرضیکہ ان آیات مقدسہ میں مذکور لفظ ذنب کا جو مفہوم اکابر مفسرین کرام نے بیان فرمایا ہے وہ حق ہے اور انہیں اکابر مفسرین کرام کے ارشادات گرامی کی روشنی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ ذنب کے جو معنی بیان فرمائے ہیں ان کے صحیح ہونے میں بھی کوئی شک نہیں اسی طرح آسمان علم وفضل کے ماہتاب، رئیس المحدثین امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علمی شاہکار ترجمۃ القرآن "اَلْبَیَان" میں لفظ ذنب کی جو توجیہ بیان فرمائی ہے اس سے نہ لفظ کے مفہوم میں کوئی تبدیلی آئی ہے اور نہ ہی عصمت نبوت کی چادر پر کوئی دھبہ لگنے دیا ہے، آپ نے انتہائی محتاط انداز تحریر کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس طرح ترک اولیٰ اور بظاہر کے الفاظ سے لفظ ذنب کے مفہوم کا تعین فرمایا ہے جہاں وہ حضور نبی کریم ﷺ سے آپکی والہانہ محبت وعقیدت کی روشن دلیل ہے وہاں وہ آپکے علم وفضل اور قرآن وسنت کے معارف وحقائق پر آپکی گہری نظر کا بھی غماز ہے، جو لوگ دریدہ ذہنی سے کام لیتے ہوئے دنیائے اسلام کی اس نابغہ روزگار شخصیت کے کئے گئے ترجمہ پر اعتراض کرتے ہیں وہ اپنی کور باطنی، جہالت اور اندرونی خبث کا

اظہار کرتے ہیں بلاشبہ ناموسِ رسالت کے محافظ اور محبتِ رسول ﷺ سے سرشار ان دونوں اکابرامت نے آیاتِ مقدسہ میں واقع لفظ ذنب کا ترجمہ اپنے اپنے انداز میں ایسے محتاط، علمی اور خوبصورت طریقے سے فرمایا ہے کہ نہ تو لفظ کے مفہوم میں تبدیلی آئی ہے اور نہ ہی عصمتِ نبوت کے خلاف کسی کو لب کشائی کی جسارت ہو سکتی ہے اور نہ ہی ان دونوں بزرگوں کے ترجمے میں کوئی تضاد ہے واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲/۱۲/۲۰۰۲

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۔ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما ،

الجواب :۔

الحمد للہ البصیر السمیع والصلوٰۃ والسلام علی البشیر الشفیع وعلی آلہ

واصحابہ کل مساء و سطیع ،

اما بعد ، بلاشک وشبہ حضور پرنور سید المعصومین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کی معصومیت مقدسہ اُن اجماعیات عظمیٰ میں سے ہے جو ضروریات دین سے ہیں جس کا منکر گمراہ بد دین بندۂ شیاطین ہے ، مسئلہ مغفرت ذنب میں دو فریق شدید افراط وتفریط کا شکار ہیں اور اپنے مذموم طرز عمل سے اہلسنت و جماعت میں انتشار و خلفشار کا باعث بن رہے ہیں ، ایک گروہ اپنے کتابچہ " مغفرت ذنب " میں تسلسل اور تواتر کیسا تھ گناہ کا اطلاق کرتا ہے اور سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ مبارکہ سورۃ الفتح کی کھلے بندوں تحقیر وتغلیط کرتا ہے ، حالانکہ سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ترجمہ میں فرد تنہا نہیں ، سرکار اعلیحضرت علیہ الرحمہ کا یہ بے نظیر و بے مثال ترجمہ اکابر مفسرین کی کثیر تفاسیر کا عکس جمیل ہے ، حضرت محدث اعظم ہند علامہ ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے جشن ولادت اعلیحضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے شوال المکرم ۱۳۷۹ھ میں ناگپور مہاراشٹر کے عظیم الشان جلسہ میں خطبہ صدارت میں ارشاد فرمایا تھا ،

" علم القرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیحضرت کے اس اردو ترجمے سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے ، اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اردو میں اور جس (ترجمہ کنز الایمان) کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا جو بظاہر محض ایک ترجمہ ہے مگر در حقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں قرآن ہے اس ترجمہ کی شرح حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا شاہ نعیم الدین علیہ الرحمہ نے حاشیہ پر لکھی ہے وہ (صدر الافاضل) فرماتے تھے کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیحضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر (ترجمہ کا) ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا " (خطبہ صدارت ناگپور مہاراشٹر شوال ۱۳۷۹ھ ص ۳۶ / ۳۷)

مگر حیف ہزار حیف اس لاجواب و بے مثال ترجمہ کی معاندانہ تغلیط کرنے کی مذموم سعی کی گئی۔
جو ایک گروہ جو غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے ادب و عشق رسالت کے آئینہ دار ترجمہ قرآن البیان کے خلاف برسر پیکار ہے اور جسارت کے ساتھ مسلسل معاندانہ تحریک چلا کر غلط فہمیاں پیدا کر رہا ہے اور "مغفرت ذنب" کے اصل مجرم اور اس کے ہمنواؤں سے صرف نظر کر رہا ہے،

ذنب ایک کثیر المعنی لفظ ہے مگر علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے ترجمہ میں ذنب کا ترجمہ گناہ نہیں کیا، خلاف اولیٰ نہیں لکھا بلکہ سورۃ المومن کے ترجمہ میں ادب و احترام کیا تو متعلقہ آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا "اور آپ (امت کی تعلیم و استغفار کیلئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں" (البیان ص۷۰۹)

اور سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ترجمہ میں کمال ادب و احتیاط کیا تو لکھتے ہیں "آپ (امت کی تعلیم و استغفار کے لئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (کے گناہوں) کے لیے معافی طلب کریں" (سورہ محمد، البیان ص۷۶۳)

اور سورۃ الفتح کے ترجمہ میں ادب و احترام و احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یوں رقم فرمایا "اللہ آپ کے لئے معاف فرما دے آپکے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپکے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃ" ذنب ہیں حقیقۃ" حسنات الابرار سے افضل ہیں" (البیان ص۷۶۶)

لہٰذا فقیر کے نزدیک ان آیات مبارکہ کے مذکورہ بالا ترجمہ پر کسی بھی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ ان میں توہین و تنقیص رسالت کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہے، اس سلسلہ میں العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ شریف جلد نہم ص۷۳، ص۷۷، ص۷۸ و ص۷۹ کے مندرجات و حوالہ جات عین حق ہیں، مینارۂ نور و مشعل راہ ہیں، ہمارا مختار یہی ہے کہ کنزالایمان کے مذکورہ تراجم مسلمہ اکابر مفسرین کی تفاسیر جلیلہ سے ماخوذ ہیں اور حضرت علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمہ کا ترجمہ البیان ایسا ہے کہ جسمیں قیل و قال بحث و تمحیص کی گنجائش نہیں ہے بعض عناصر تحقیق کے نام پر تجہیل کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور تحقیقات عالیہ رضویہ شریف پر اپنی ذاتی تحقیق کا زنگ چڑھا رہے ہیں، غلط فہمیاں پیدا کر کے اہلسنت میں اہلسنت کے

تمام پر خلفشار و انتشار کا باعث بن رہے ہیں، ترجمۃ البیان پر جس جارحانہ انداز میں
ٹوٹ کر حملہ آور ہو رہے ہیں ایسا وقت حقیقی مجرم مصنف "مغفرت ذنب" اور مرتبین "فیصلہ
مغفرت ذنب" کے باہم متصادم جارحانہ و گستاخانہ طرز تحریر و اسلوب بیان و کلام پر مرکوز
کرنا چاہیے، البیان میں کوئی شرعی لغزش و قباحت نہیں اور اس پر کسی قسم کا کوئی
فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا اس باب میں گزشتہ متعدد سال سے یکسوئی و بالغ نظری
سے بار بار کتب معتبرہ و معتمدہ کا مطالعہ کیا گیا وہی حوالہ جات چونکہ مکرر در مکرر آ گئے
ہیں اس لیے مزید مکررات سے اجتناب کرتے ہوئے اسی پر قناعت و اختتام کرتا ہوں
مولیٰ عزوجل اپنے حبیب و محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن رحمت و ظل شفاعت کے
صدقے آقائے اکرم آقائے دو عالم سید المعصومین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
معصومیت مقدسہ پر ایمان و استقامت عطا فرمائے، ناحق کی بلا جواز محاذ آرائی
سے بچنے کی توفیق رفیق فرمائے۔ آمین، ایسے سنگین حالات میں کاظمی برادران مسلم
نے انتہائی فراست و بصیرت اور کمال ضبط و تحمل سے کام لیا ہے اور مسلکی و جماعتی
مفاد کو ملحوظ خاطر رکھ کر ہر قسم کی محاذ آرائی اور جارحانہ و عامیانہ اسلوب تحریر اور
جوابی اقدام سے گریز کیا ہے مولیٰ عزوجل بہتر سے بہتر اجر عظیم جزاء جمیل عطا فرمائے

آمین، الفقیر [illegible] البرکاتی [illegible]

خادم اہلسنت و خادم مسلک سیدنا مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

۱۹ر شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

۷۸۶

۹۲

علمبردار مسلک امام احمد رضا

حضرت علامہ مولانا حسن علی قادری رضوی بریلوی

بانی وسرپرست بزم انوار رضا خطیب جامع مسجد فریدیہ میلسی

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما . نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

الجواب:

الحمد للہ البصیر السمیع والصلوٰۃ والسلام علی البشیر الشفیع وعلی الہ واصحابہ کل مساء و سطیع

امابعد، بلاشک وشبہ حضور پرنور سید المعصومین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کی معصومیت مقدسہ ان اجماعیات عظمٰی میں سے ہے جو ضروریات دین سے ہیں جس کا منکر گمراہ بددین بندۂ شیاطین ہے، مسئلہ مغفرت ذنب میں دو فریق شدید افراط وتفریط کا شکار ہیں اور اپنے مذموم طرز عمل سے اہل سنت و جماعت میں انتشار وخلفشار کا باعث بن رہے ہیں، ایک گروہ اپنے کتابچہ "مغفرت ذنب" میں تسلسل اور تواتر کے ساتھ گناہ کا اطلاق کرتا ہے اور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ مبارکہ سورۃ الفتح کی کھلے بندوں تحقیر وتغلیط کرتا ہے حالانکہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ترجمہ میں فرد تنہا نہیں، سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ بے نظیر و بے مثال ترجمہ اکابر مفسرین کی کثیر تفاسیر کا عکس جمیل ہے، حضرت محدث اعظم ہند علامہ ابوالمحامد سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے جشن ولادت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کے شوال المکرم ۱۳۷۹ھ میں ناگپور مہاراشٹر کے عظیم الشان جلسہ میں خطبہ صدارت میں ارشاد فرمایا تھا۔

''علم القرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت کے اس اردو ترجمے سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اردو میں اور جس (ترجمہ کنزالایمان) کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا جو بظاہر محض ایک ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں قرآن ہے اس ترجمہ کی شرح حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا شاہ نعیم الدین علیہ الرحمہ نے حاشیہ پر لکھی ہے وہ (صدر الافاضل) فرماتے تھے کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر (ترجمہ کا) ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا'' (خطبہ صدارت ناگپور مہاراشٹر شوال ۱۳۹۷ھ ص ۳۶' ۳۷)

مگر حیف اس لاجواب وبے مثال ترجمہ کی معاندانہ تغلیط کرنے کی مذموم سعی کی گئی' دوسرا گروہ جو غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے ادب وعشق رسالت کے آئینہ دار ترجمہ قرآن البیان کے خلاف برسر پیکار ہے اور جسارت کے ساتھ مسلسل معاندانہ تحریک چلا کر غلط فہمیاں پیدا کر رہا ہے اور ''مغفرت ذنب'' کے اصل مجرم اور اس کے ہمنواؤں سے صرف نظر کر رہا ہے۔

ذنب ایک کثیر المعنی لفظ ہے مگر علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے ترجمہ میں ذنب کا ترجمہ گناہ نہیں کیا' خلاف اولیٰ نہیں لکھا بلکہ سورۃ المومن کے ترجمہ میں ادب واحترام کے ساتھ متعلقہ آیت مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا'' اور آپ (امت کی تعلیم واستغفار کے لئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں' (البیان ص ۷۰۹)

اور سورۂ محمد (ﷺ) کے ترجمہ میں کمال ادب واحتیاط کے ساتھ لکھتے ہیں۔'' آپ (امت کی تعلیم و استغفار کے لئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (کے گناہوں) کے لئے معافی طلب کریں'' (سورۂ محمد' البیان ص ۷۶۳)

اور سورۃ فتح کے ترجمہ میں ادب واحترام واحتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یوں رقم فرمایا: ''اللہ آپ کے لئے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃ حسنات الابرار سے افضل ہیں)'' (البیان ص ۷۶۶)

لہذا فقیر کے نزدیک ان آیات مبارکہ کے مذکورہ بالا ترجمہ پر کسی بھی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ

ان میں توہین وتنقیص رسالت کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہے' اس سلسلہ میں العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ شریف جلد نہم ص ۳۷' ص ۷۷' ص ۸۷' ص ۹۷ کے مندرجات وحوالہ جات عین حق ہیں' مینارہ نور و مشعل راہ ہیں' ہمارا مختار یہی ہے کہ کنزالایمان کے مذکورہ تراجم مسلمہ اکابر مفسرین کی تفاسیر جلیلہ سے ماخوذ ہیں اور حضرت علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمہ کا ترجمہ البیان ایسا ہے کہ جس میں قیل وقال بحث وتمحیص کی گنجائش نہیں ہے بعض عناصر تحقیق کے نام پر تجہیل کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور تحقیقات عالیہ رضویہ شریف پر اپنی ذاتی تحقیق کا رنگ چڑھا رہے ہیں' غلط فہمیاں پیدا کر کے اہلسنت میں اہلسنت کے نام پر خلفشار و انتشار کا باعث بن رہے ہیں' ترجمہ البیان پر جس جارحانہ انداز میں ٹوٹ کر حملہ آور ہو رہے ہیں اتنا وقت حقیقی مجرم مصنف ''مغفرت ذنب'' اور مرتبین ''فیصلہ مغفرت ذنب'' کے باہم متصادم جارحانہ وگستاخانہ طرز تحریر واسلوب بیان وکلام پر صرف کرنا چاہئے' البیان میں کوئی شرعی لغزش وقباحت نہیں اور اس پر کسی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس باب میں گذشتہ متعدد سال سے یکسوئی و بالغ نظری سے بار بار کتب معتبرہ ومعتمدہ کا مطالعہ کیا گیا وہی حوالہ جات چونکہ مکرر در مکرر آ گئے ہیں اس لئے مزید مکررات سے اجتناب کرتے ہوئے اسی پر قناعت واختتام کرتا ہوں۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب ومحبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن رحمت وظل شفاعت کے صدقہ آقائے اکرم آقائے دو عالم سید المعصومین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معصومیت مقدسہ پر ایمان واستقامت عطا فرمائے' ناحق کی بلا جواز محاذ آرائی سے بچنے کی توفیق رفیق فرمائے۔ آمین' ایسے سنگین حالات میں کاظمی برادران سلمھم نے انتہائی فراست وبصیرت اور کمال ضبط وتحمل سے کام لیا ہے اور مسلکی وجماعتی مفاد کو ملحوظ خاطر رکھ کر ہر قسم کی محاذ آرائی اور جارحانہ وعامیانہ اسلوب تحریر اور جوابی اقدام سے گریز کیا ہے مولیٰ عزوجل بہتر سے بہتر اجر عظیم جزاء جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

الفقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ میلسی

خادم اہلسنت وخادم مسلک

سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

۱۹۔ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ

یا رب العالمین — ھو المعین — یا رحمۃ للعالمین

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین (الحدیث)

دار الافتاء
من

مدرسۃ انوار الاسلام الغوثیۃ الفریدیۃ

المتصل بالمسجد النورا الوقعۃ ببلدۃ کوتکی سندہ فون . ۸۱۵۷۸ (رجسٹرڈ) ۱۰۲۰

اجراء نمبر ________ الاستفتاء تاریخ ١٤٢٥ھ ١١ صفر
29-8-2004

سوال نامہ بحکم فخر السادات والاصفات امیر اہلسنت حضرت قبلہ سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی
در بارۂ ترجمہ کنز الایمان ، و البیان موصول ہوا۔

الجـــــــواب

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا محمد امام المعصومین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

جواباً عرض یہ ہے کہ کنز الایمان اور البیان کے دونوں تراجم علماء تفسیر اور علماء علم کلام وسیرت کی تصریحات میں موجود ہیں فلہذا صحیح ہیں ۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی توجیہات ذکر فرمائی ہیں ۔ لیکن کسی توجیہ کو راجح اور مرجوح ، اصوب اور اصح ، صواب اور صحیح کا محاکمہ نہیں فرمایا ۔ ہم کون ہیں کہ ان توجیہات کا محاکمہ کریں یا ان توجیہات میں سے کسی کو راجح اور باقی کو مرجوح قرار دیں ۔ علاوہ ازیں البیان میں سورہ شعراء کی آیت نمبر ۱۴ صفحہ نمبر ۴۷۵ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ۔ موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں لفظ ذنب ہے جسکی توجیہ ترجمہ البیان میں الزام سے کی گئی ہے ۔ ترجمہ (اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے) ۔ خلاصہ یہ ہے کہ مجدد دین وملت شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ ہمارے مشائخ کبار میں شمار ہوتے ہیں نیز کون نہیں جانتا کہ روشن تر از آفتاب شخصیت میری مراد غزالی زماں رازی دوراں بیہقی وقت سیوطی ملت حضرت قبلہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ جو کہ پیشوائے اہلسنت اور امام اہلسنت ہیں جن کے خلاف لکھنا یا انکی شخصیت پر طعن وتشنیع یا انکی ذات کو محور بنا کر انکے خلاف لب کشائی کرنا نہ فقط غلط اقدام ہی نہیں بلکہ بے جا جسارت اور انتہائی حماقت ہے ۔ جو کہ فتنہ انگیزی کے سوا کچھ نہیں ۔ فقیر فرائض الاسلام جو کہ حضرت علامہ مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی ۱۱۷۴ھ کی ایک تصنیف ہے حوالہ درج کر رہا ہے

الخمد معصومون عن البلہ والغفلۃ العشرون انہم معصومون عن المرض الذی یعدہ الناس عیبا فی العرف کالجنون والجذام والبرص والعمی والعرج والتخنث وامثالھا الحادی والعشرون انہم معصومون عن المعاصی الاربعۃ کلیھا وکثیرھا قبل النبوۃ وبعدھا قبل البلوغ وبعدہ وھی الکفر والکذب والخیانۃ وخلف الوعد علی ھذا انعقد اجماع العلماء واما ما سوی ھذہ الاربعۃ من المعاصی ففیہ اختلاف واصح الاقوال انہم معصومون عن المعاصی کلھا من الکبائر والصغائر عمدا وسھوا قبل النبوۃ وبعدھا فی حال الصحۃ والمرض وفی حال الغضب والرضاء صفحہ ۱۱۳

علماء کرام ومفتیان عظام نے اپنے اپنے فتاویٰ میں بہت کچھ لکھا ہے اور خود مستفتی نے استفتاء میں بہت حوالہ جات نقل کیے ہیں اسلیے مزید لکھنے کی ضرورت نہیں فقیر اسی پر اکتفا کرتا ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی توہین سے اور بے ادبی سے محفوظ فرمائے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر زندہ رکھے اور ایمان پر موت عطا فرمائے ۔ آمین بحرمت سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ومظہر ذاتہ وصفاتہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

دار الافتاء ۲۹-۸-۰۴

شعبہ جات مدرسہ ھذا

۱. ناظرۃ القرآن ۲. حفظ القرآن ۳. دورہ حدیث ۴. دورہ تفسیر ۵. فارسی ۶. درس نظامی (نقل فقہ ، علم [illegible]) نحو ، صرف ، منطق ، ادب ، معانی ، بیان) ۷. افتاء ۸. تبلیغ ۹. نشر واشاعت ۱۰. لائبریری (عربی فارسی [illegible]) ۱۱. تصوف .

مدرسة انوار الاسلام الغوثية الفريدية

المتصله بالمسجد النور الوقعة ببلدة كوتكيي سندھ

(۱۱صفر ۱۴۲۵ھ)

سوال نامہ بحکم فخر السادات والاصفات امیر اہلسنت حضرت قبلہ سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی دربارۂ ترجمہ کنزالایمان والبیان موصول ہوا۔

الجواب:

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سیدنا محمد امام المعصومین و علی الہ و اصحابہ اجمعین. جواباً عرض یہ ہے کہ کنزالایمان اور البیان کے دونوں تراجم علماء تفسیر اور علماء علم کلام وسیرت کی تصریحات میں موجود ہیں فلھذا صحیح ہیں اس کے علاوہ اور بھی کئی توجیہات ذکر فرمائی ہیں۔لیکن کسی توجیہ کو راجح اور مرجوح، اصوب اور اصح، صواب اور صحیح کا محاکمہ نہیں فرمایا۔ ہم کون ہیں کہ ان توجیحات کا محاکمہ کریں یا ان توجیہات میں سے کسی کو راجح اور باقی کو مرجوح قرار دیں۔ علاوہ ازیں البیان میں سورہ شعراء کی آیت نمبر ۱۴ صفحہ نمبر ۵۵۱ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ☆ ترجمہ: (اوران کا مجھ پر ایک الزام ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے) موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں لفظ ذنب ہے جس کی توجیہ ترجمہ البیان میں الزام سے کی گئی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مجدد دین وملت شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ ہمارے مشائخ کبار میں شمار ہوتے ہیں نیز کون نہیں جانتا کہ روشن تر از آفتاب شخصیت میری مراد غزالی زماں رازی دوراں بیہقی وقت سیوطی ملت حضرت قبلہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ جو کہ پیشوائے اہلسنت اور امام اہلسنت ہیں جن کے خلاف لکھنا یا ان کی شخصیت پر طعن وتشنیع یا ان کی ذات کو محور بنا کر ان کے خلاف لب کشائی کرنا فقط غلط اقدام ہی نہیں بلکہ بے جا جسارت اور انتہائی حماقت ہے۔ جو کہ فتنہ انگیزی کے سوا کچھ نہیں۔ فقیر فرائض الاسلام جو کہ حضرت علامہ مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی ۱۱۷۱ھ کی ایک تصنیف سے حوالہ درج کر رہا ہے۔ انهم معصومون عن السفه والغفلة العشرون انهم معصومون عن المرض الذی یعده الناس عیبافی

العرف كالجنون والجذام والبرص والعمى و العرج و التخنث و امثالها الحادی والعشرون انهم معصومون عن المعاصی الاربعة قليلها و كثيرها قبل النبوة وبعدها قبل البلوغ و بعده وهی الكفر والكذب والخيانة و خلف الوعدعلی هذا العقد اجماع العلماء واماما سوی هذه الاربعة من المعاصی ففيه اختلاف واصح الاقوال انهم معصومون عن المعاصی كلها من الكبائر والصغائر عمدا اوسهوا قبل النبوة و بعدها فی حال الصحة والمرض و فی حال الغضب والرضاء صفحہ۱۳

علماء کرام ومفتیان عظام نے اپنے اپنے فتاویٰ میں بہت کچھ لکھا ہے اور خود مستفتی نے استفتاء میں بہت حوالہ جات نقل کئے ہیں اس لئے مزید لکھنے کی ضرورت نہیں فقیر اسی پر اکتفاء کرتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی توہین سے اور بے ادبی سے محفوظ فرمائے اور نبی پاک ﷺ کی محبت پر زندہ رکھے اور اس پر موت عطا فرمائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خير خلقه و مظهر ذاته و صفاته سيدنا محمد وعلیٰ اله واصحابه اجمعين

محمد عبدالستار چشتی

مفتی جامعہ انوار السلام غوثیہ فریدیہ

گوٹھکی سندھ

29-4-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ الخ

ص ۲۶۶ البیان شریف

تاکہ اللہ آپ کیلئے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے بظاہر خلاف اولی سب کام جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے بعض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں

توضیح۔ سیدی سندی استاذی حضور غزالی زمان رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین و محققین علماء کرام کی تحقیق کیمطابق (ذنب، بمعنی خلاف اولیٰ) ترجمہ فرمایا۔ تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر روح المعانی ج ۲۶ ص ۹۱ والمراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولی بالنسبۃ الی مقامہ علیہ الصلوۃ والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین الخ وقد یقال المراد ما هو ذنب فی نظرہ العالی صلی اللہ علیہ وسلم وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولی عندہ تعالی۔

ذنب خلاف اولی بالواسطہ مراد ہے مقام نبوی کے پیش نظر یہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہے۔ بلکہ جو نگاہ نبوی میں ذنب ہے وہ عند اللہ ذنب بھی نہیں اور خلاف اولی بھی نہیں

تفسیر قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۳ ما تقدم من ذنبك۔ قبل الرسالۃ۔ وما تاخر۔ بعدها

تاکہ آپ کیلئے اللہ تعالی وہ خلاف اولی کام بخش دے جو قبل از اعلان نبوت ہوئے اور وہ بھی بخش دے جو خلاف اولی کام بعد اعلان نبوت ہوئے جو عند اللہ خلاف اولی نہیں۔

مجمع التفاسیر ج ۶ ص ۷ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لہ ذنب کذنوب غیرہ فالمراد بذکر الذنب هنا ما عسی ان یکون وقع منہ من سہو ونحو ذالک لان حسنات الابرار سیئات المقربین فسماہ ذنبا فاعلمہ اللہ بذالک وانہ مغفور لہم الخ

عام لوگوں کے گناہوں کیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی گناہ نہیں آیت کریمہ میں ذنب سے مراد سہواً خلاف اولی افعال ہیں جو حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہیں بنا بریں اسپر ذنب کا اطلاق کیا گیا ہے نیز اللہ تعالی نے اپنے محبوب کریم رؤف الرحیم کو بتلا دیا ہے کہ وہ بخشے ہوئے ہیں یعنی خلاف اولی کام جو عند اللہ گناہ نہیں وہ بھی بخشے ہوئے ہیں۔

تفسیر دُر منثور ج ۶ ص ۶۸ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا فتحنا لك فتحا مبینا الآیۃ اجتہد فی العبادۃ فقیل یا رسول اللہ

ماجاء فی التہجد وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبداً شکوراً

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انا فتحنا لک فتحاً مبیناً آیت کریمہ نازل ہوئی تو آپ عبادت میں بہت زیادہ ریاضت مشقت کرتے تھے صحابہ نے عرض کی اسقدر مشقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپکے اگلے پچھلے سب خلاف اولیٰ کام بخش دئے ہیں فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

تفسیر مدارک ج ۴ صفحہ ۱۶۶۰ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ یرید جمیع ما فرط منک الخ یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ قبل از اعلان نبوت اور بعد از اعلان نبوت آپکے سب افراط یعنی خلاف اولیٰ کام بخش دے۔

تفسیر ابن کثیر ج ۴ صفحہ ۱۶۳ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حتی ترم قدماہ فقیل لہ الیس قد غفر اللہ لک من ذنبک وما تاخر فقال صلی اللہ علیہ وسلم افلا اکون عبداً شکوراً

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کثیر نفلی عبادت فرماتے یہاں تک کہ قدمین شریفین متورم ہو جاتے عرض کیا گیا آیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے لئے آپ کے اگلے پچھلے تمام خلاف اولیٰ کام بخش دئے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

صاحب ابن کثیر متصلاً فرماتے ہیں ھذا من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم التی لا یشارکہ فیھا غیرہ فیہ تشریف عظیم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع امورہ علی الطاعۃ والبر والاستقامۃ التی لم ینلھا بشر سواہ لا من الاولین ولا من الآخرین الخ

آیت مذکورہ میں مغفرت خلاف اولیٰ خصائص نبوت میں سے ہے اسمیں کوئی آپکا شریک نہیں نیز اسمیں آپ کی عظیم شان ہے کہ آپ جمیع الامر الہٰی میں طاعت اور نیکی اور استقامت سے متصف ہیں کسی بشر کو یہ شان حاصل نہیں نہ اولین کو حاصل نہ آخرین کو۔

تفسیر الصاوی علی الجلالین ج ۴ صفحہ ۸۰ ان اسناد الذنب لہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤول وھو من باب حسنات الابرار سیئات المقربین الخ

نبی علیہ السلام کی طرف ذنب کی نسبت مؤول ہے حسنات الابرار سیئات المقربین کے

قبیل سے ہے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بھی خطأ اجتہادی مُراد ہے وہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہے۔ در حقیقت اُن سے بھی کوئی صغیرہ کبیرہ معصیت کا ارتکاب نہیں ہوا۔

تفسیر الصاوی جلد ۳ صفحہ ۲۳ واما الحکم فی آدم اُجیب بانہ اجتہد فاخطأ فسمی اللہ خطأہ معصیۃ فلم یقع منہ صغیرۃ ولا کبیرۃ وانما ھو من باب حسنات الابرار سیئات المقربین الخ

النبراس علی شرح العقائد صفحہ ۲۸۵ وما کان بطریق التواتر فمصروف عن الظاہر کقول ابراہیم علیہ السلام مشیراً الی الکواکب ھذا ربی وتاویلہ ان ھمزۃ الاستفہام محذوفۃ والمعنی اھذا ربی فی زعمکم الخ۔ إن امکن الصرف عن الظاہر

والّا ای وان لم یمکن محمول علیٰ ترک الاولیٰ وقال غیر واحد من الائمۃ سمی اللہ ترک الاولیٰ منہم عصیاناً لعظم منزلتہم کما قیل حسنات الابرار سیئات المقربین واستغفار الانبیاء من ترک الاولیٰ ھضماً لنفوسہم والا فلیس من الذنب ولا عقاب علیہ الخ

صفحہ ۲۸۵

خزینہ علم ادبی حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز صاحب پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے نبراس شرح شرح عقائد پر فرمایا انبیاء علیہم السلام کی بلا ارادہ زلّات اگر بطریق تواتر منقول ہوں تو ظاہری معنی ترک کیا جاویگا بلکہ جو قول قابلِ تاویل ہو گا مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ستاروں کیلئے ہذا ربی فرمانا یہاں ہمزہ استفہام محذوف مراد لیکر معنی کیا یہی میرا رب ہے تمہارے گمان میں؟ اگر ظاہری معنی کی تاویل ممکن ہو تو تاویل کی جائیگی اگر تاویل ممکن نہ ہو تو ترک اولیٰ پر محمول کیا جائیگا۔ نیز کثیر آئمہ کرام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے علو شان کی بنا پر ترک اولیٰ کو از راہِ مجاز عصیان سے کہا ہے جبکہ وہ عصیان نہیں نیز یہ بھی حسنات الابرار سیئات المقربین سے ہے نیز انبیاء علیہم السلام کا ترک اولیٰ سے استغفار کرنا کسرِ نفسی کی بنا پر ہے ورنہ وہ گناہ بھی نہیں۔ اس پر عقاب بھی نہیں۔

(نوٹ) اسی تحقیق علماء اہلسنت کے مطابق امام اہلسنت عظیم البرکت غزالی زمان رازی دوراں استاذ شیخ المحدثین پیر طریقت رہبر شریعت سیدی سندی قبلہ حضور سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے احسن ترجمہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ البیان شریف کی صحیح فہم نصیب فرمائے آمین۔

از قلم۔ ادنیٰ تلمیذ مفتی محمد مختار احمد درانی مہتمم مدرسہ عربیہ سراج العلوم

خان گڑھ

21—7—

خادم الشرع مفتی محمد مختار احمد درانی
مہتمم جامعہ عربیہ سراج العلوم
خان گڑھ 71685

خادم الشرع مفتی محمد مختار احمد درانی
جامعہ عربیہ سراج العلوم
خان گڑھ 71685

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی

محمد مختار احمد درانی

مہتمم مدرسہ عربیہ سراج العلوم خان پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِيَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ الخ (البیان شریف ص ٧٦٦)

تا کہ اللہ آپ کے لئے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃً ذنب ہیں حقیقۃً حسنات الابرار سے افضل ہیں)۔

سیدی سندی استاذی حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین و محققین علماء کرام کی تحقیق کے مطابق (ذنب) بمعنی (خلاف اولیٰ) ترجمہ فرمایا۔ تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔ تفسیر روح المعانی ج ٢٦ ص ٩١ و المراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولی بالنسبة الی مقامه علیه الصلوٰة والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین الخ

وقدیقال المراد ماهو ذنب فی نظره العالی ﷺ وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولیٰ عنده تعالیٰ

ذنب سے خلاف اولیٰ تفریط مراد ہے مقام نبوی کے پیش نظر یہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہے۔ بلکہ جو نگاہ نبوی میں آپ کا ذنب ہے وہ عند اللہ ذنب بھی نہیں اور خلاف اولیٰ بھی نہیں۔

تفسیر قرطبی ج ١٦ ص ٢٦٢ ما تقدم من ذنبک. قبل الرسالة. وماتاخر. بعدها

تا کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ وہ خلاف اولیٰ کام بخش دے جو قبل از اعلان نبوت ہوئے اور وہ بھی بخش دے جو خلاف اولیٰ کام بعد اعلان نبوت ہوئے جو عند اللہ خلاف اولیٰ نہیں۔

مجمع التفاسیر ج ٦ ص ٤ لان النبی ﷺ لم یکن له ذنب کذنوب غیره فالمراد

بذكر الذنب هنا ما عسى ان يكون وقع منه سهو و نحو ذالک لان حسنات الابرار سیئات المقربین فسماه ذنبا فاعلم اللّٰه بذالک وانه مغفور لهم الخ

عام لوگوں کے گناہوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کا کوئی گناہ نہیں۔ آیت کریمہ میں ذنب سے مراد سہواً خلاف اولیٰ افعال ہیں جو حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہیں۔ بنا بریں اس پر ذنب کا اطلاق کیا گیا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم رؤف الرحیم کو بتا دیا ہے کہ وہ بخشے ہوئے ہیں یعنی خلاف اولیٰ کام جو عند اللہ گناہ نہیں وہ بھی بخشے ہوئے ہیں۔ تفسیر درمنثور ج۶ ص۷۰ عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت لما انزل علیٰ رسول اللّٰه ﷺ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً الایة اجتهد فی العبادة فقیل یارسول اللّٰه ماهذا الاجتهاد وقد غفر اللّٰه لک ماتقدم من ذنبک وماتاخر قال افلا اکون عبدًا شکوراً

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ پر اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً آیت کریمہ نازل ہوئی تو آپ عبادت میں بہت زیادہ ریاضت مشقت کرتے تھے صحابہ نے عرض کی اس قدر مشقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب خلاف اولیٰ کام بخش دیئے ہیں فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

تفسیر مدارک ج۳ ص۱۶۰ اما تقدم من ذنبک وما تاخر. یرید جمع مافرط منک الخ

تا کہ اللہ تعالیٰ قبل از اعلان نبوت اور بعد از اعلان نبوت آپ کے سب افراط بمعنی خلاف اولیٰ کام بخش دے۔ تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۱۶۳ کان النبی ﷺ یصلی حتی ترم قدماه فقیل له الیس قد غفر اللّٰه لک من ذنبک وما تاخر فقال ﷺ افلا اکون عبداشکوراً

نبی اکرم نور مجسم ﷺ کثیر نفلی عبادت فرماتے یہاں تک کہ قدمین شریفین متورم ہو جاتے عرض کیا گیا آیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے آپ کے اگلے پچھلے تمام خلاف اولیٰ کام بخش دیئے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

صاحب ابن کثیر متصلاً فرماتے ہیں۔ هذا من خصائصه ﷺ الی لایشار که فیهاغیره فیه تشریف عظیم لرسول اللّٰه ﷺ وهو ﷺ فی جمیع اموره علی الطاعة والبروالا ستقامة التی لم

ینلھا بشر سواہ لامن الاولین ولامن الآخرین الخ

آیت مذکورہ میں مغفرت خلاف اولیٰ خصائص نبوت میں سے ہے اس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔ نیز اس میں آپ کی عظیم شان ہے کہ آپ جمع اوامر الٰہی میں طاعت اور نیکی اور استقامت سے متصف ہیں کسی بشر کو یہ شان حاصل نہیں نہ اولین کو حاصل نہ آخرین کو۔

تفسیر الصاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۸۰ ان اسناد الذنب له ﷺ مؤول وھو من باب حسنات الابرار سیئات المقربین الخ

نبی علیہ السلام کی طرف ذنب کی نسبت مؤول ہے حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بھی خطا اجتہادی مراد ہے وہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیل سے ہے۔ درحقیقت ان سے بھی کوئی صغیرہ کبیرہ معصیت کا ارتکاب نہیں ہوا۔ تفسیر الصاوی ج ۱ ص ۲۳ واما الحکم فی ادم اجیب بانه اجتھد فا خطا فسمی اللّٰہ خطاه معصیة فلم یقع منه صغیرة ولا کبیرة وانما ھو من باب حسنات الابرار سیئات المقربین الخ

النبراس علی شرح العقائد ص ۴۵۷ وما کان بطریق التواتر فمصروف عن الظاھر کقول ابراھیم علیه السلام مشیرا الی الکواکب ھذا ربی وتاویله ان ھمزة الاستفھام محذوفة والمعنی ھذا ربی فی زعمکم الخ ان امکن الصرف عن الظاھر والا ای وان لم یکن محمول علی ترک الاولیٰ وقال غیر واحد من الائمة سمی اللّٰہ ترک الاولیٰ منھم عصیاناً لعظم منزلتھم کما قیل حسنات الابرار سیئات المقربین واستغفار الانبیاء من ترک الاولیٰ ھضماً لنفوسھم والا فلیس من الذنب ولا عقاب علیه الخ

خزینہ علم لدنی حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز صاحب پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے نبراس شرح شرح عقائد ص ۴۵۷ پر فرمایا انبیاء علیہم السلام کی بلا ارادہ زلات اگر بطریق تواتر منقول ہوں تو ظاہری معنی نہ کیا جاوے گا بلکہ مؤول بتاویل ہوگا مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ستاروں کے لئے ھذا ربی فرمانا یہاں ہمزہ استفہامیہ محذوف مراد لے کر معنی کیا یہی میرا رب ہے تمہارے گمان میں؟ اگر ظاہری معنی کی تاویل ممکن ہوتو

تاویل کی جائے گی اگر تاویل ممکن نہ تو ہو ترک اولیٰ پر محمول کیا جائے گا۔ نیز کثیر ائمہ کرام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے علو شان کی بناء پر ترک اولیٰ پر اطلاق عصیان کیا ہے جبکہ وہ عصیان نہیں نیز یہ بھی حسنات الابرار سیئات المقربین سے ہے نیز انبیاء علیہم السلام کا ترک اولیٰ سے استغفار کرنا کسر نفسی کی بناء پر ہے ورنہ وہ گناہ بھی نہیں۔ اس پر عقاب بھی نہیں۔

(نوٹ) اسی تحقیق علماء اہلسنت کے مطابق امام اہلسنت عظیم البرکت غزالی زماں رازی دوراں استاذی شیخ المحدثین پیر طریقت رہبر شریعت سیدی سندی قبلہ حضور سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے احسن ترجمہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ البیان شریف کی صحیح تفہیم نصیب فرمائے (آمین)

از قلم۔ ادنیٰ تلمیذ

مفتی محمد مختار احمد درانی

مہتمم مدرسہ عربیہ سراج العلوم خان پور

حضرت علامہ

مفتی محمد سراج احمد قادری

اوچ شریف ضلع بہاولپور

الجواب بعون الملک الوھاب

فاضل محترم نے اپنے سوالنامہ میں سورۃ المومن آیت ۵۵ اور سورۃ (محمد ﷺ) آیت ۱۹ اور سورۃ الفتح آیت ۲ کے ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی قدس اللہ سرہ ورضی اللہ عنہ اور ترجمہ از امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں استفسار کیا ہے کہ مندرجہ بالا آیات کا کونسا ترجمہ درست اور نظم قرآن کے مطابق ہے۔ سوالنامے کو دیکھنے اور دلائل کی دنیا میں جانے کے بعد یہ ثابت ہوتا ہے کہ دونوں ترجمے صحیح ہیں۔ ان کی صحت سے انکار کرنا یا انہیں ایک دوسرے کی نقیض بنانا یا کسی ایک ترجمے کی تغلیط کی مالا جپنا دراصل ترجمہ کے اصولوں سے منحرف ہو کر آئمہ اسلام وعلماء دین کی امانت ودیانت کو زیروزبر کرنا ہے۔ صاحب ''البیان'' نے مندرجہ بالا آیات کا جو ترجمہ کیا ہے وہ صاحب کنز الایمان اور ان کے والد گرامی نے بھی اپنایا ہے چنانچہ حضرت مولانا نقی علی خان اپنی کتاب سرور القلوب ص ۲۳۲ پر لکھتے ہیں

(۱) صحابہ کرام نے کہا آپ اس قدر تکلیف کیوں اٹھاتے ہو کہ خدا نے آپ کی اگلی پچھلی خطا معاف کی۔ فرمایا ''افلا اکون عبداشکورا۔ (سرور القلوب) وہ اپنی دوسری کتاب الکلام الاوضح ص ۳۲۲ میں لکھتے ہیں۔

(۲) خدا نے اگلے پچھلے قصور آپ کے معاف کر دیئے

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مغفرت طلب کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہدایت کی تمنا کی حضرت محمد ﷺ کو یہ دونوں نعمتیں (مغفرت وہدایت) حاصل ہوئیں۔

(۴) **قال الرضا قال سیدنا ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ** (اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔ کنز الایمان) **وقال تعالیٰ لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لِیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ** (الآیۃ) احسن

الوعا۔ص ٦٦ طبع لاہور۔ یہاں خطاء کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے لایا گیا ہے۔

(۵) خاصوں کے یہ افعال (کھانا' پینا' سونا وغیرہ) عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر کیا گیا (فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۷۵) یعنی افعال عادیہ اصل عبادت کے مساوی نہیں اس لئے انہیں تقصیر و ذنب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(٦) **حسنات الابرار سیئات المقربین** نیکوں کے جو کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۷) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگر چہ قبل ظہور رسالت ہو اور توسعاً خلاف اولیٰ کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۷۹) اس سے ثابت ہوا کہ خلاف اولیٰ والا کلمہ بارگاہ حسن و ناز و مظہر ذات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے استعمال کرنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان کے نزدیک ہرگز غلط نہیں ہے۔

(۸) صحیح بخاری و صحیح مسلم میں۔۔۔۔موجود ہے کہ جب آیت کریمہ **لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ** ۔اتری یعنی تا کہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ۔صحابہ نے عرض کیا **ھنیئا لک یارسول اللہ** ۔آپ کو مبارک ہو خدا کی قسم اللہ عزوجل نے یہ تو صاف بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا (انباء المصطفیٰ ص ۸ ص ۹ مطبوعہ قدیم لاہور) حضور ﷺ نے مندرجہ بالا آیات کو بلا شرکت غیرے اپنے لئے تسلیم فرمایا اور صحابہ کرام نے بھی اسے آنحضرت ﷺ کے لئے مانا سرکار نے انہیں یہ نہ فرمایا کہ اس آیت میں بظاہر مخاطب میں ہوں لیکن مراد امت ہے۔

(۹) اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ شیخ اکبر قدس سرہ العزیز کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ **فھذہ الآیۃ تدل علی ان اللّٰہ تعالیٰ قد شرک اھل البیت مع رسول اللہ ﷺ فی قولہ تعالیٰ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ** ۔ (**جزاء اللہ عدوہ المراد ختم النبوت** ص ۱۰۰) اس حوالے سے ثابت ہوا کہ شیخ اکبر اور خود اعلیٰ حضرت اس آیت کا حقیقی مصداق سید الانبیاء والمعصومین کو قرار دیتے تھے۔

(۱۰) فاضل بریلوی ارقام فرماتے ہیں۔ وہ خود کثیر التوبہ ہیں صحیح بخاری میں ہے۔ میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے۔ **حسنات الابرار سیئات المقربین** ۔حضور اقدس ﷺ ہر آن ترقی مقامات قرب ومشاہدہ میں ہیں۔ **وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی** (ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ کنز الایمان) جب ایک مقام اجلی اعلیٰ پر ترقی فرماتے گذشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں ﷺ۔ ختم النبوۃ ص ۲۶ وص ۲۷ مطبوعہ لاہور۔ آنے والی گھڑی جب اولیٰ ہوئی تو گزرنے والی گھڑی بنسبت اس کے اولیٰ نہ رہی بلکہ خلاف اولیٰ ہوگئی۔ یہ وہ فلسفہ ہے جو البیان کے منکروں اور حاسدوں کے دماغ شریف نے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

(۱۱) تعلیقات رضا ص ۲۵ مطبوعہ مجلس رضا لاہور میں ہے۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے تھے ذنوب (ذنب کی جمع) انبیا علیہم السلام سے صورتاً گناہ ہے ورنہ حقیقت گناہ سے انبیاء کرام علیہم السلام نہایت دور اور منزہ ہیں اسی کے حاشیہ میں ہے **حسنات الابرار سیئات المقربین** کے تحت انبیاء کرام علیہم السلام سے معمولی سی لغزش کو گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ورنہ ان سے گناہ کا تصور بھی ممکن نہیں۔ مندرجہ بالا عبارت میں صورۃً گناہ کی وضاحت بھی ہوگئی جسے صاحب البیان نے ذکر فرمایا ہے۔

اب البیان کو دیکھیں اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لئے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (کے گناہوں) کے لئے (معافی طلب کریں) البیان نے جس خوبصورت اسلوب سے مقام نبوت کا تحفظ کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

(۱۲) اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اعظم صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی نے سورۃ الاحقاف آیت ۹ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی (**مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ**) اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا (کنز الایمان) تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزی کی قسم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد (ﷺ) کا یکساں حال ہے۔ انہیں ہم پر کچھ فضیلت نہیں اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ ان کیساتھ

کیا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ۔ نازل فرمائی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ خزائن العرفان ص ۵۹۸ مطبوعہ امجد یہ کراچی وص ۸۰۰ تاج کمپنی۔

(۱۳) محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا سردار احمد صاحب رضوی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نازل ہوئی آیت نبی کریم ﷺ پر آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ آیت مجھے روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے'' (فوائد دورہ حدیث ص ۷۸)

مندرجہ بالا حوالوں کے بعد سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ذیشان ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں وقد کانت منهم زلات و خطایا (الفقہ الاکبر ص ۲۰) اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ الشیخ احمد بن محمد مغنی صاوی فرماتے ہیں۔ ومثال الزلات اکل آدم من الشجرة ومثال الخطایا قتل موسیٰ رجلا من قوم فرعون فانه لم يقصد قتله اصلابل قصد ضربه بيده ليدفعه عن الاسرائیلی فوقع الضرب قصدا والقتل خطاء والقتل زلة ايضا لانه كل خطاء زلة وليس كل زلة خطاء فبينهما عموم و خصوص مطلقا لان الزلة قد تكون بالخطاء و قد تكون بالنسيان و قدتكون بالسهو و قدتكون بترك الاولى والافضل (شرح فقہ اکبر ص ۲۱)

تمام انبیاء وصف نبوت میں اور سارے رسول صفت رسالت میں اور وہ سب مقام عصمت میں برابر ہیں اور سہو ونسیان وعدم توجہ سے بعض واقعات کا رو پذیر ہونا ان کی نبوت ورسالت وعصمت کے قطعاً منافی نہیں بلکہ حکمت اور تعلیم امت کا راز اس میں مضمر ہے اور وہ امور اصل عبادت کے مقابل خلاف اولیٰ و افضل نہیں تو اور کیا ہیں؟ ان کو ایسا نہ ماننا اصل عبادت اور غیر عبادت کے فرق کو مٹانا ہے۔

سورۃ الفتح آیت ۲ کا ترجمہ جب تحت اللفظ ہوگا تو لک اور ذنبک کا مخاطب مہبط وحی ہوں گے۔ لیکن وہ حقیقۃً ہر غلطی خطا و گناہ اور ہر عیب سے منزہ ومبراء ہیں فلهذا صورۃً اور بظاہر کے لفظوں سے حضور پرنور ﷺ کی عزت وعظمت و ناموس رسالت کا بھرپور تحفظ کیا گیا ہے۔

ع دیدہ کور کیا آئے نظر کیا دیکھے

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث جسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بطور دلیل پیش کیا صحابہ کرام نے عرض کی هنيئالك يارسول الله اور آپ کا ارشاد گرامی کہ مجھے یہ آیت روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے کے ہوتے ہوئے اعلیٰ حضرت کا مفتی بہ ترجمہ اور امام اہل سنت کا ترجمہ البیان بالکل بے غبار اور نظم قرآن مجید کے عین مطابق ہیں۔ اور جو کسی کو برا کہے یا کسی پر کفر کا فتویٰ لگائے اگر وہ اس کا مستحق نہیں تو یہ سب کچھ کہنے والے پر عود کرتا ہے (كما قال عليه الصلاة والسلام) بخاری جلد ۲ ص ۸۹۳) عندی هذا الجواب والله و رسوله اعلم و احكم بالصواب

المجیب مفتی محمد سرور ... قادری
مفتی مدینۃ العلوم ...
۱۰/۱۲/۲۲ھ

Saeedia Aziz... Uch Sharif

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بحضرت شریف عنصر لطیف مظہر غزالی زماں رازی دوراں الحاج صاحبزادہ قبلہ
سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی لازالت شموس فیضانکم بازغۃ وبدور افضالکم لامعۃ
السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ ۔ اقول متمسکا بحبل التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ۔
المرام من الارقام آنکہ مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں صاحب اور غزالی زماں
السید امام احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہما اللہ تعالیٰ کے تراجم وتاویلات کے عدم صحت
یا کسی ایک کی عدم صحت کے متعلق سوال کرنا دراصل یہ ان تفاسیر وکتب عقائد معتبرہ
پر سوال ہوگا جو انکی ماخذ ہیں لیکن ایسا بھی نہیں ہو سکتا اسلئے کہ انکے مصنفین مفسرین
متکلمین صالحین نے قرآن مجید میں جہاں بھی ذنب ۔ ظلم ۔ عصیان یا ان سے عفو و
غفران جیسے الفاظ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف بظاہر منسوب ہیں
انکی ایسی تاویلات کی ہیں جن سے ترجمانی کلام ربانی بحسب طاقۃ بشریہ
کیا کہ عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصا امام الانبیاء علیہ وعلیہم
الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کو ملحوظ خاطر رکھا لہذا مفسرین خادمین قرآن مجید اور علمائے
متقدمین ومتاخرین خدام دین متین کی کسی ایک تاویل کو صحیح اور دوسری کو غلط قرار
دینا غلط ہے کیونکہ ہر ایک موقع ومحل کی مناسبت ~~سے~~ کے لحاظ سے صحیح ہے ۔
چونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صدور الکبائر والصغائر عمدا وسہوا قبل النبوۃ
وبعدہا سے معصوم ہیں چنانچہ تفسیر جمل کے صفحہ 15 ج 4 پر عصمۃ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے عقیدہ کے بارے میں ہے تحت قرار من الذنوب ای صغیرہا وکبیرہا عمدہا وسہوہا
قبل النبوۃ وبعدہا ۔ اور مرام الکلام کے ص 32 پر امام المتکلمین علامہ عبدالعزیز صاحب
پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں والمختار عندنا انہم معصومون عن وساوس
الشیطان وعن الکذب والکبائر والصغائر عمدا او سہوا قبل النبوۃ وبعدہا ۔
ہذا لفظ ذنب منسوب الی النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم یقینا مؤول ومصروف عن الظاہر
ہے جو [illegible] مفسرین کرام نے آپکی امت کے ذنوب مراد لئے ہیں جس طرح تفسیر مظہری
میں ص 3 ج 9 پر ہے وقال عطاء الخراسانی ما تقدم من ذنبک یعنی ذنوب
ابویک آدم وحواء ببرکتک وما تأخر من ذنوب امتک بدعوتک

اسی طرح تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۸ جلد ۲۷ پر ہے المراد ذنب المؤمنین۔
اور بعض نے اس سے آپکے منصب جلیل کے سبب سے آپکا ترک اولیٰ و افضل
مراد لیا ہے جیسا کہ یہ تفسیر روح المعانی میں صفحہ ۵۵ جلد ۲۶ پر ہے واستغفر لذنبک
والذنب بالنسبة الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ترک الاولیٰ بمنصبہ
الجلیل۔ نیز تفسیر کبیر کے اسی صفحہ پر بھی ایک تاویل ہے کہ المراد ترک الافضل
ھذا فی التفاسیر الاخر المعتبرۃ۔ عبارۃ الرقم آنکہ تفاسیر مذکورہ و غیرھا کی روشنی میں
ثابت ہوا کہ اماماں اہلسنت لفظ ذنب کی تاویل کے بارے میں متفق و موافق بلکہ گہر
ہیں اسلئے کہ اعلیحضرت امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ترجمہ کنز الایمان
شریف میں اگر اس سے آپکے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے ہیں تو اپنے دیگر تصانیف میں
اس سے آپکا خلاف اولیٰ بھی مراد لیا ہے کما ذکر فی السوال۔ جس سے پتہ
چلا کہ آپکے نزدیک اسکی دونوں تاویلیں صحیح ہیں اور امام کاظمی صاحب قدس سرہ العزیز
نے جو اسکی تاویل خلاف اولیٰ یعنی انکا بھی اولیٰ کی ہے وہ بھی صحیح ہے اور وہ اسمیں منفرد نہیں ہیں۔
علیٰ ہذا القیاس امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کنز الایمان شریف
کی امام کاظمی صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے ترجمہ البیان شریف کے مقدمہ میں تائید
و تعریف فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ آپکے نزدیک اسکی یہ تاویل کنز الایمان شریف والی
بھی صحیح ہے لہٰذا ان دونوں تراجم کے درمیان کوئی تضاد و تخالف نہیں ہے بلکہ یہ ایک
دوسرے کے موافق و مؤید ہیں اسلئے کہ دونوں ہی تقدیس شان الٰہی و ترجمانی کلام ربانی
بحسب طاقت بشریہ اور انبیاء کرام خصوصا امام الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
کی تعظیم و عصمت کے بھی مظہر ہیں بدیں وجہ ان عظیم نہیں تحائف کے اعطاء پر ان اماماں اہلسنت
محسنان ملت عاشقان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا مشکور ہونا چاہیئے بمنہٖ
لانہ من لم یشکر الناس فلم یشکر اللّٰہ تعالیٰ۔ ہذا ما عندی واللّٰہ تعالیٰ
ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب
باعث تحریر این چند سطور تعمیل حکم حضور بود۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

قالہ بفمہ و رقمہ بقلمہ محمد امین غفرلہ المتین خادم دار الافتاء والتدریس
السعیدیۃ القمریۃ الواقعۃ بمحلۃ نظام خورہ من بہاولپور
مورخہ ۸ / صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب سعیدی

مہتمم جامعہ سعیدیہ قمریہ بہاولنگر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ o

بحضرت شریف عنصر لطیف مظہر غزالی زماں، رازیٔ دوراں، الحاج صاحبزادہ قبلہ سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی

لازالت شموس فیضانکم بازغة و بدور افضالکم لامعة

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ !

اقول ممسکا بجبل التوفیق و بیده از مة التحقیق المرام من الارقام آنکہ مجدد دین وملت امام احمد رضا خان صاحب اور غزالی زماں السید امام احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہما اللہ تعالیٰ کے تراجم و تاویلات کے عدم صحت یا کسی ایک کی عدم صحت کے متعلق سوال کرنا دراصل یہ ان تفاسیر و کتب عقائد معتبرہ پر سوال ہوگا جو ان کی مآخذ ہیں لیکن ان پر بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ ان کے مصنفین، مفسرین، متکلمین، صالحین نے قرآن مجید میں جہاں بھی ذنب، ظلم، عصیان یا ان سے عفو وغفران جیسے الفاظ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف بظاہر منسوب ہیں۔ ان کی ایسی تاویلات کی ہیں جن سے ترجمانی کلام ربانی بحسب طاقت بشریہ کے ساتھ عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً امام الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمۃ کو ملحوظ خاطر رکھا۔ لہٰذا مفسرین خادمین قرآن مجید اور علمائے متقدمین و متاخرین، خدام دین متین کی کسی ایک تاویل کو صحیح اور دوسری کو غلط قرار دینا غلط ہے کیونکہ ہر ایک موقعہ ومحل کی مناسبت کے لحاظ سے صحیح ہے۔ چونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صدور الکبائر و صغائر عمدًا و سهوًا قبل النبوة و بعدها سے معصوم ہیں۔ چنانچہ تفسیر جمل کے صفحہ ۱۵۷، جلد ۴ پر عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ

والسلام کے عقیدہ کے بارے میں ہے تحت قوله من الذنوب ای صغيرها و كبيرها عمدها

وسھوھاقبل النبوۃ و بعدھا اورمرام الکلام کے ص ۳۲ پر امام المتکلمین علامہ عبدالعزیز صاحب پر ہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں والمختار عندی انھم معصومون عن وساوس الشیطان وعن الکذب والکبائر والصغائر عمدا وسھوا قبل البعثۃ و بعدھا لہٰذا لفظ ذنب منسوب الی النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم یقیناً مؤول و مصروف عن الظاہر ہے جس سے بعض مفسرین کرام نے آپ کی امت کے ذنوب مراد لئے ہیں۔ جس طرح تفسیر مظہری میں صفحہ ۳ جلد ۹ پر ہے وقال عطاء الخراسانی ما تقدم من ذنبک یعنی ذنوب ابویک آدم و حواء ببرکتک وما تاخر من ذنوب امتک بدعوتک اسی طرح تفسیر کبیر کے صفحہ ۷۸ جلد ۲۸ پر ہے المراد ذنب المؤمنین اور بعض نے اس سے آپ کے منصب جلیل کے سبب سے آپ کا ترک اولیٰ و افضل مراد لیا ہے۔ جیسا کہ یہ تفسیر روح المعانی میں صفحہ ۵۵ جلد ۶ پر ہے واستغفر لذنبک والذنب بالنسبۃ الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ترک الاولی بمنصبہ الجلیل نیز تفسیر کبیر کے اسی صفحہ پر یہ بھی ایک تاویل ہے کہ المراد ترک الافضل کذافی التفاسیر الآخر المعتبرۃ. عصارۃ الرقم آنکہ تفاسیر مذکورہ وغیرہا کی روشنی میں ثابت ہوا کہ امامان اہل سنت لفظ ذنب کی تاویل کے بارے میں متفق و موافق یک دگر ہیں۔ اس لئے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ترجمہ کنز الایمان شریف میں اگر اس سے آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے ہیں تو اپنی دیگر تصانیف میں اس سے آپ کا خلاف اولیٰ بھی مراد لیا ہے۔ کما ذکر فی السوال جس سے پتہ چلا کہ آپ کے نزدیک اس کی دونوں تاویلیں صحیح ہیں اور امام کاظمی صاحب قدس سرہ العزیز نے جو اس کی تاویل بظاہر خلاف اولیٰ سے کی ہے وہ بھی صحیح ہے اور وہ اس میں منفرد نہیں ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کنز الایمان شریف کی امام کاظمی صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے ترجمہ البیان شریف کے مقدمہ میں تائید و تعریف فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ آپ کے نزدیک اس کی یہ تاویل کنز الایمان شریف والی بھی صحیح ہے۔ لہٰذا ان دونوں تراجم کے درمیان کوئی تضاد و تخالف نہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کے موافق و مؤید ہیں۔ اس لئے کہ دونوں ہی تقدیس شان الٰہی و ترجمانئ کلام ربانی بحسب طاقت بشریہ اور انبیاء کرام خصوصاً امام الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و عصمت کے بھی مظہر ہیں۔ بدیں وجہ ہمیں ان عظیم تحائف کے اعطا پر ان امامانِ اہل سنت محسنانِ ملت عاشقانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا مشکور ہونا چاہئے۔ لانہ من

لم یشکر الناس فلم یشکر اللّٰہ تعالیٰ. ھٰذا ما عندی و اللّٰہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب.

باعث نظر ایں چند سطور تعمیل حکم حضور و بود۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

قالہ بفمہ نمقہ بقلمہ محمد امین غفرلہ المتین خادم دار الافتاء و التدریس

بالجامعۃ السعیدیۃ القمریۃ الواقعۃ بمحلۃ نظام فورہ من بہا و لنجر

مورخہ ۸ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

(الاسلام دیننا)

محمد شوکت علی سیالوی
ایم-اے-اسلامک سٹڈیز-(تنظیم المدارس)
فاضل درس نظامی
مفتی و مدرس مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال
فون: 0692 - 52843

M. SHOUKAT ALI SIALVI
M.A. Islamic Studies (T.M).
Expert in Faculty of Sheriah.

حوالہ نمبر 788/99
تاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد

عالم اسلام کی بالعموم اور برصغیر کی بالخصوص محسن ہستی سیدی غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ قرآن "البیان" الحمد للہ تعالیٰ عین درست ہے اور آیت کریمہ "لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر" کا ترجمہ "اقدم التفاسیر اور احدی التوجیہات" کی حیثیت رکھتا ہے۔

اور اس ترجمہ فرمانے میں آپ امت میں ہرگز منفرد نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی راہ تفرد اختیار فرمائی ہے جیسا کہ ہر ذی علم و فضل جانتا ہے۔

معترضین راہ انصاف و اعتدال اختیار فرمائیں اور خواہ مخواہ زمانہ قرب قیامت میں اہلسنت وجماعت میں افتراق و انتشار کا باعث نہ بنیں۔

بندہ کوئی ایسا مقام نہیں رکھتا کہ رائے زنی کرے لیکن اہلسنت وجماعت کی خدمت کی خاطر اور خواہ مخواہ کی کوشش انتشار کی حوصلہ شکنی کی خاطر یہ چند الفاظ تحریر کر دیئے ہیں۔ راقم الحروف: محمد شوکت علی سیالوی

محمد شوکت علی سیالوی

ایم۔اے۔اسلامک سٹڈیز (تنظیم المدارس)

فاضل درس نظامی

مفتی و مدرس مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال

فون: 0692-52843

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد و علی الہ واصحابہ اجمعین. اما بعد

عالم اسلام کی بالعموم اور برصغیر کی بالخصوص محسن ہستی سیدی غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ قرآن ''البیان'' الحمدللہ تعالیٰ عین درست ہے اور آیت بینہ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ کا ترجمہ احد التفاسیر اور احدی التوجیہات کی حقیقت رکھتا ہے۔ اور اس ترجمہ فرمانے میں آپ امت میں ہرگز منفرد نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی راہ تفرد اختیار فرمائی ہے جیسا کہ ہر ذی علم و فضل جانتا ہے۔

معترضین راہ انصاف و اعتدال اختیار فرمائیں اور خواہ مخواہ زمانہ قرب قیامت میں اہلسنت و جماعت میں افتراق و انتشار کا باعث نہ بنیں۔

بندہ کوئی ایسا مقام نہیں رکھتا کہ رائے زنی کرے لیکن اہلسنت و جماعت کی خدمت کی خاطر اور خواہ مخواہ کی کوشش انتشار کی حوصلہ شکنی کی خاطر یہ چند الفاظ تحریر کر دیئے ہیں۔

راقم الحروف

محمد شوکت علی سیالوی

۱۴۲۵ھ۔۱۔۲۷

تائیدات وتصدیقات

مندرجہ ذیل علماء کرام نے مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کے فتاویٰ کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے حضرت غزالی دوراں کے ترجمہ کو صحیح، مستحسن اور سلف صالحین کے مسلک کے عین مطابق عظمت نبوت کا علمبردار قرار دیا۔

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالا جماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی نا جائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے "ذنب" کا معنی ترک افضل کیا یا مومنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ۔ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگر چہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترکِ افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاھم اللّٰہ من امۃ محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالئ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترکِ اولیٰ (ترکِ افضل) مراد لیا ہے۔ لہٰذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ذلک کذلک الی مصدق ...

جواب درست ہے

ز حضرت پیر علامہ محمد علاؤ الدین صاحب صدیقی

کا ترجمہ ہو یا غزالی عصر علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ ہو۔ یہ دونوں ترجمے
اسلاف کی فکر کے ترجمان اور ناموس رسالت کے نقیب و پاسبان ہیں۔
فجزاھما اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنا وعن جمیع المومنین۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مفتی محمد ابراہیم القادری الرضوی غفرلہ
خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
۶ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
۲ نومبر ۲۰۰۳ء

مجھے اس فتوای سے اتفاق ہے فقیر [illegible]
آستانہ عالیہ یارویہ شریف ۱۴ نومبر ۲۰۰۴ء

مہتمم: محمد حبیب اللہ سراجی مجددی
حوالہ نمبر ______ سجادہ نشین دربار عالیہ خلیل آباد شریف تاریخ ______

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فقیر نے سورۂ مومنون سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فتح کی آیات میں مذکور لفظ "ذنب" کے متعلق استفتاء اور جلیل القدر علماء اہلسنت کے جوابات کو دیکھا ان کی روشنی میں کسی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم غزالی زماں رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ کے ادنیٰ تلمیذ ہونے کی حیثیت سے یہی عرض کرتا ہے کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ "کنز الایمان" اپنی جگہ ایک عظیم شاہکار ہے۔ لیکن عظمت و رفعت مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر امام اہلسنت محدث اعظم حضرت سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ کا ترجمہ خوب تر ہے۔ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر اعتراض درحقیقت سابقہ ائمہ و مجتہدین شارحین و مفسرین پر طعن ہے۔ "والحق احق ان یتبع"۔

فقط
فقیر محمد حبیب اللہ سراجی
عفا اللہ عنہ

المراد بالذنب ماقرط من خلاف الاولیٰ بالنسبة الیٰ مقامه علیه الصلوٰة والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین و قدیقال المراد بالذنب ماهو ذنب فی نظره العالی ﷺ وان لم یکن ذنبا (تفسیر روح المعانی ج۲۶ ص۹۱)

ترجمہ: لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ میں ذنب سے مراد وہ امور ہیں جو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند مقام کی نسبت خلاف اولیٰ ہیں یہ ایسا ہے جیسا کہ فرمایا گیا نیکوں کی نیکیاں مقربین کے اعتبار سے غلطیاں ہیں۔ یہ توجیہ بھی کی گئی ہے کہ ذنب سے مراد وہ امر ہے جو آپ کی بلند نظر میں ذنب دکھائی دیا اگر چہ وہ حقیقتاً ذنب نہیں۔

یہ تشریح و تفسیر بھی حضور غزالی زماں کی تحقیق کے عین مطابق ہے۔ الغرض دونوں ترجمے درست' عین صواب اور مسلک اہل سنت کے عین مطابق ہیں۔ ان میں سے کسی کا انکار کرنا درست نہیں واللہ اعلم بالصواب

استاذ الاساتذہ شیخ الجامعہ
مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ العالی
جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف
عاشورہ محرم الحرام

تائیدی دستخط
مشتاق احمد چشتی صدر مدرس و مفتی
جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

الجواب حق مؤید من اللہ تعالیٰ
دار العلوم حسنیہ قادریہ سعیدیہ
نزد طیبہ کالج سبزی منڈی
بہاولپور

الجواب صحیح
مدرسہ غوثیہ
غوثیہ چوک۔ لودھراں

خدمت عالی مرتبت حضور سجادہ نشین آستانہ عالیہ کاظمیہ سعیدیہ ملتان شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور امام اہلسنت غزالی زماں رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن مجید "البیان" کی تائید و توثیق میں بریلی شریف اور گولڑہ شریف کے فتاویٰ پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی الحمد للہ حق واضح ہوگیا اور بیشک حق ہی غالب رہتا ہے حضور امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات کی شان میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ

"وہ سخن ہے جس میں سخن نہیں" اور "وہ بیان ہے جس کا بیان نہیں"

حضور کی خدمت شریف میں دعا کی درخواست۔ والسلام مع الاحترام

بندۂ ناچیز منشاد علی

سمرول پور

۲۷ر اکتوبر سنہ ۲۰۰۰ء

جب اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ و ذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن مجید میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالاجماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے "ذنب" کا معنی ترک افضل کیا یا مومنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت، امام احمد رضا خان رحمہ اللہ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے مگر دوسرے مقامات پر ترک افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے۔ فجزاہم اللہ عنا وعن امۃ محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔ لہذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح

(نائب مفتی) جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

الجواب صحیح

دارالافتاء

22-10-2003

۲۸ رشعبان المعظم ۱۴۲۴ھ

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں تمام امت کا اتفاق ہے کہ ان آیات مبارکہ میں لفظ ذنب کا معنی گناہ نہیں کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام صغائر و کبائر سے پاک ہیں [illegible]

[illegible]

والله اعلم بالصواب

الجواب صحیح المجیب مصیب

حافظ عبد الستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب صحیح والمجیب نجیح. فقط.

واللہ تعالیٰ اعلم. کتبہ المفتی محمد اشرف القادری نیک آباد، گجرات ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

مفتی محمد اشرف القادری

استاذ العلماء حضرت علامہ شیخ الحدیث

فتح محمد صاحب نقشبندی باروزائی

سبی بلوچستان

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالا ۔سماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے ''ذنب'' کا معنیٰ ترک افضل کیا یا مومنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ ۔ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگر چہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترکِ افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاھم اللہ من امۃ ..... ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالئی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترکِ اولیٰ (ترکِ افضل) مراد لیا ہے۔ لہذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

غزالئ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے اور امام اہل سنت مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ نے جو ترجمہ کیا یہ دونوں تراجم سلف صالحین اور مفسرین کے مطابق ہیں اسلئے یہ دونوں تراجم صحیح اور درست ہیں ان پر اعتراض کرنا کم علمی و نافہمی ہوگی۔

انا المصدّق عبدہ فتح محمد شیخ الحدیث ومفتی

جامعہ فیض العلوم نقشبندیہ سبی و مہتمم اعلیٰ جامعہ انوار مدینہ

ومرکزی نائب صدر تنظیم المدارس پاکستان

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت نا انبیاء نعمو، صاحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالاجماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے، وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے "ذنب" کا معنی ترک افضل کیا یا مؤمنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترک افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاھم اللّٰہ من امۃ محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔ لہٰذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا ۔ التصدیق
ھذا الفتوی وھو جید وصواب وھو موافق للقرآن
والحدیث واقوال السلف والخلف والترجمات التی الامام احمد رضا
امام اہلسنت وجماعت فی الحال والماضی ومعھا [illegible]
فانہ کان [illegible] علی الحق وما انا علی الحق وھو الحق القرآن
وماذا بعد الحق الا الضلال وما توفیقی
الا باللہ علیہ توکلت وصلی اللہ علی سید الانبیاء
والمرسلین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا [illegible]
جامعہ فاروقیہ [illegible] گوجرانوالہ
21/10/2003

بندہ حقیر اس فتوی رائعہ [illegible] کی تصدیق کرتا ہے
الفقیر ابو سعید محمد عبد اللطیف
مہتمم دار العلوم علمائے مصطفیٰ (جنگ)
علامہ اقبال ٹاؤن سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ

الجواب صحیح غفرلہ
المؤید الفقیر محمد نعیم اختر نقشبندی
21/10/2003

مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی مجددی
سابق مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاھور
ناظم و مفتی دار العلوم حبیبیہ رضویہ
خطیب مرکزی جامع مسجد غلہ منڈی کامونکے

محمد حسین قادری
استاذ جامعہ رضویہ [illegible] کامونکی
22/10/2003

دار الافتاء [illegible]

اظہار کرتے ہیں بلاشبہ ناموسِ رسالت کے محافظ اور محبتِ رسول ﷺ سے سرشار ان دونوں اکابرامت نے آیاتِ مقدسہ میں واقع لفظ ذنب کا ترجمہ اپنے اپنے انداز میں ایسے محتاط، علمی اور خوبصورت طریقے سے فرمایا ہے کہ نہ تو لفظ کے مفہوم میں تبدیلی آئی ہے اور نہ ہی عصمتِ نبوت کے خلاف کسی کو لب کشائی کی جسارت ہو سکتی ہے اور نہ ہی ان دونوں بزرگوں کے ترجمے میں کوئی تضاد ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

13 . 4 . 06

الجواب صواب والمجیب مصیب

مفتی محمد کلیم اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ محمودیہ

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان 21-4-

ہٰذا الجواب صحیح جداً

فقیر محمود سدیدی سلیمانی غفرلہ

خادم مدرسہ محمودیہ تونسہ مقدسہ

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف ہونا بالاجماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے "ذنب" کا معنی ترک افضل کیا یا مؤمنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ۔ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترک افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے۔ فجزاھم اللہ من امۃ محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔ لہذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دار الافتاء

[illegible]

جو کچھ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی صاحب نے [illegible] ہے

[illegible] ہے۔

الفقیر [illegible] رضا [illegible]

۵ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ

محمد [illegible]

مدیر مکتبہ ضیاء السنۃ
جامع مسجد شاہ سلطان کالونی
ریلوے روڈ ملتان۔

ہمارے اوپر اپنے بزرگوں کا ادب احترام ضروری ہے

امام اہل سنت حضور غزالی زماں کا علمی تفوق اور آپ کی تحقیقات مسلمہ ہیں اہل سنت کیلئے حجت کا مقام رکھتی ہیں اس سلسلہ میں علامہ عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی بھی حقیقت کا بیان ہے بندہ امام اہل سنت کی تمام تحقیقات علمی کی تصدیق کرتا ہے اپنے دین ایمان کیلئے اسکو مشعل راہ سمجھتا ہے۔ مسعود حسین غفرلہ نقشبندی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم !

فقیر کی کئی مرتبہ امام اہل سنت غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور ان دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ قرآن پاک لکھ رہے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں جو مشکل الفاظ ہیں انکی تشریح اور آسان بنانے کے لئے لکھ رہا ہوں! اور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ فتح میں مذکور لفظ ذنب کا ترجمہ لفظاً خلاف اولیٰ کے ساتھ کیا ہے یہ ترجمہ متقدمین و متاخرین کی توجیہات کے مطابق ہے! اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی زماں کے ترجمہ میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالاجماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بد قسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے "ذنب" کا "ترک افضل کیا یا "ذنبین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترک افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاھم اللہ عن امۃ محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔ لہذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

[illegible]

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالاجماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے "ذنب" کا "معنی ترک افضل کیا یا مؤمنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترک افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاھم اللّٰہ من امۃ محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔ لہٰذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

تائید و تصدیق

مندرجہ بالا فتوی کی تائید کرتا ہوں، اس لئے کہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ اور غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی برتری میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ انہوں نے جو لکھا وہ اسلاف کی پیروی میں لکھا اور اس کی صحت میں قرآن و سنت کے دلائل کا پلہ بھاری ہے جیسا کہ مفسرین بہت سے لکھتے آئے ہیں۔ فقط

ضمیر احمد ساجد
اسلام آباد

12-11-2003

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالا جماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے ''ذنب'' کا معنی ترک افضل یا یا مؤمنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ ۔ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترک افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاهم الله عن امة محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔ لہذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ہم مفتی صاحب قبلہ سے بالکل متفق ہیں اور یہ فتوی بالکل درست ہے

حضرت قبلہ مفتی صاحب کے فتوی سے متفق ہیں فتوی درست ہے

نکاح رجسٹرار
قاری غلام علی اعوان
خطیب مرکزی جامع مسجد

Gulam Ali Awan.

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونا بالاجماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے "ذنب" کا معنیٰ ترک افضل کیا یا مومنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ ۔نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترک افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاھم اللّٰہ من امۃ محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔لہٰذا دلائل کی روشنی میں دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

[illegible]
[illegible]
۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح والمجیب مصیب

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث محمد شریف رضوی
بانی و مہتمم جامعہ سراجیہ رضویہ حسن آباد جھنگ روڈ بھکر
فون رہائش:411999 فون مدرسہ:410119

مخدوم و محترم حضرت قبلہ جانشین غزالی زماں نور اللہ مرقدہ صاحبزادہ مظہر سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ

سلام مسنون!

فقیر نے آپ کے ارسال فرمودہ سوال اور علماء کے جواب دیکھے عصمت رسول اکرم ﷺ پر علما نے کافی دلائل تحریر فرمائے ہیں میں صرف ان کی تائید میں اور آنجناب کے حکم کی تعمیل میں چند الفاظ پیش کر رہا ہوں۔ ورنہ اس قابل نہیں۔

لفظ ذنب بلاشک گناہ کے معنی میں مستعمل ہے اور قرآن کریم میں اس لفظ کی اضافت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے چونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ و السلام صغیرہ کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں اور یہی عقیدہ حق ہے۔ اس لیے علماء اہلسنت نے ذنب کی توجیہات کی ہیں تاکہ عصمت رسول ﷺ پر دھبہ نہ لگے عصمت انبیاء علیہم السلام پر تو علماء اہل سنت نے کافی و وافی دلائل علماء متقدمین کی تصریحات سے پیش فرمائے ہیں مزید دلائل پیش کرنے کی ضرورت تو نہیں سمجھتا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نور اللہ مرقدہ نے اس توجیہ کو اختیار فرمایا جسے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے المراد ذنب المومنین لکھا اور پھر اس کے ساتھ ہی دوسری توجیہ امام رازی نے المراد ترک الافضل بیان فرمائی۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے لیغفر لک ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کا معنی تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے گناہ کیا اور آیت میں اعلیٰ حضرت کا یہی معنی مختار ہے اور غزالی زماں نور اللہ مرقدہ نے امام رازی کی بیان کردہ دوسری توجیہ کو اختیار فرمایا اور لکھا امت کی تعلیم استغفار کے لیے اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش کو تحریر فرمایا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اپنی تحریرات میں بھی متعدد مقامات پر ترک اولیٰ کو بیان کیا لہٰذا اعلیٰ حضرت اور غزالی زماں دونوں حضرات کی مراد ایک ہی ہے کہ عصمت نبی اکرم ﷺ اور مقام رسول ﷺ کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تاکہ عصمت رسول ﷺ کے پاک دامن پر داغ نہ لگے ان دونوں تراجم میں کوئی مغایرت نہیں بلکہ باہم موافق ہیں اور عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے آئینہ دار ہیں۔ غزالی زماں قدس سرہ کے ترجمے پر اعتراض اسی طرح ہے جس طرح اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے ترجمے پر۔

دونوں حضرات نے اہلسنت پر احسان فرماتے ہوئے انہیں اندھیروں اور تاریکیوں سے نکالا ہے اور ان دونوں حضرات کے ذنب سے مراد وہ توجیہات ہیں جنہیں تفاسیر اور علم کلام کی معتبر کتب میں علماء سلف نے بیان کیا ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور غزالی زماں نور اللہ مرقدہ کے خلاف بازاری زبان استعمال کرنا اور ان کے تراجم کو صحیح نہ سمجھنا کوتاہ علمی اور بدباطنی کی دلیل ہے۔

الحمد للہ علی ... والصلوٰۃ والسلام علی ...
تمام ائمہ ... علماء کرام کے ... سے اتفاق ہے
مزید وضاحت کی گنجائش نہیں ہے
مفتی خورشید احمد صدیقی نظامی 26-7-04

صاحبزادہ مفتی
خورشید احمد صدیقی نظامی
ایم۔اے عربی و اسلامیات ولغۃ

شیخ الحدیث محمد شریف رضوی
مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ سراجیہ رضویہ
حسن آباد جھنگ روڈ بھکر

علومِ اسلامی کی معیاری درسگاہ

مدرسہ انوار القرآن الکریم رجسٹرڈ

فون نمبر ________

نشاط کالونی نزد ریڈیو پاکستان بہاولپور

تاریخ 28 اکتوبر 2004ء

حوالہ نمبر ________

تصدیق نامہ

بحیثیت منصف مزاج صاحب علم و ابصیرت کسی شخصیت کو حضرت غزالیِ زماں رازیِ دوراں سیدی السید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رح کی تحقیق سے انکار نہیں ہونا چاہیے میرا تو حضرت کاظمی رح کی تحقیق پر ایمان ہے دربار عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف سے جاری ہونے والے فتویٰ جو سورۃ مبارکہ فتح شریف کی پہلی آیت کے متعلق ہے کے ساتھ مکمل اتفاق کرتا ہوں

مدرسہ انوار القرآن الکریم رجسٹرڈ نزد ریڈیو پاکستان بہاولپور
مہتمم
0621-880101

28 اکتوبر 2004ء

اظہار کرتے ہیں بلاشبہ ناموسِ رسالت کے محافظ اور محبتِ رسول ﷺ سے سرشار ان دونوں اکابرامت نے آیاتِ مقدسہ میں واقع لفظ ذنب کا ترجمہ اپنے اپنے انداز میں ایسے محتاط، علمی اور خوبصورت طریقے سے فرمایا ہے کہ نہ تو لفظ کے مفہوم میں تبدیلی آئی ہے اور نہ ہی عصمتِ نبوت کے خلاف کسی کو لب کشائی کی جسارت ہو سکتی ہے اور نہ ہی ان دونوں بزرگوں کے ترجمے میں کوئی تضاد ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

13.4.06

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

ایم-اے

اسلامیات و قانون

باسمہ تعالیٰ

الجواب صحیح والمجیب مصیب

(محمد حنیف اللہ)

خادم جامعہ اسلامیہ خیر المعاد ملتان

22.7.06

الجواب صحیح

محمد شفیع چشتی فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان، مدرس جامعہ اسلامیہ خیر المعاد قلعہ کہنہ ملتان شریف

24.7.06

الجواب صحیح

محمد حنیف ہزاروی

خادم الخدام جامعہ خیر المعاد ملتان

24-7-06

جب ان اکابر واسلاف اہلسنت کی عبارات سے واضح ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام معصیۃ وذنب سے معصوم ہیں، اور قرآن میں ذنب کی نسبت کا انبیاء خصوصاً حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف ہونا بالاجماع مؤول ہے تو اب ہر ایسی تاویل جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت محفوظ اور ثابت رہے وہ تاویل جائز اور مستحسن قرار پائے گی لہذا یہ بحث کرنا کہ اسلاف کی تاویلات میں سے کونسی جائز اور کونسی ناجائز ہے یہ محض وقت کا ضیاع اور انتشار طبع ہے ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جس طرح ان بزرگوں نے ''ذنب'' کا معنی ترکِ افضل کیا یا مومنین کے گناہ مراد لئے اسی طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ۔ نے یہ دونوں باتیں ذکر کی ہیں اگرچہ آپ نے ترجمہ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ مراد لئے لیکن دوسرے مقامات پر ترکِ افضل بھی مراد لیا (جیسا کہ مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے ان حوالہ جات کو یکجا کیا ہے، فجزاھم اللّٰہ من امۃ محمد ﷺ احسن الجزاء)

اور غزالئ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ نے ترکِ اولیٰ (ترکِ افضل) مراد لیا ہے۔ لہٰذا دلائل کی روشنی میں، دونوں تراجم میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ دونوں تراجم نہایت عمدہ، درست اور باہم مطابق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

دار الافتاء

مدرس مدرسہ غوثیہ ہدایت القرآن

JAMIA GHOUSIA HIDAYAT-UL-QURAN MULTAN

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم (رجسٹرڈ) راولپنڈی پاکستان

JAMIA RIZWIA ZIA -UL- ULOOM

D. BLOCK SATLITE TOWN RAWALPINDI . PAKISTAN

Ph: 051-4450404 - 4840404 - Fax: 4580404 Email: ziauloom@isb.paknet.com.pk

Date 2.6/1. Ref.__________

عظیم شخصیت پر جس کا بارگاہ رسالت میں ادب واحترام تعظیم وتکریم ضرب المثل ہو، جو اس دور میں اہلسنت کی علمی پہچان ہو، انتہائی جسارت ہے۔ یہ فتویٰ دراصل ان اکابر اسلاف پر ہے جن کی ترجمانی آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں۔ احادیث صحیحہ کی روشنی میں ایسے فتوے کا وبال فتویٰ باز خود اپنے ناتواں کاندھوں پر ڈال رہا ہے۔

اس سلسلہ میں کئے گئے ایک استفتاء کے جواب میں استاذ العلماء مفتی اعظم حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تحقیقی قول فرمایا ہے اسے غور سے پڑھا ہے۔ اس فقیر پر تقصیر کو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے اتفاق ہے، آپ کا جواب باصواب مسلک اہلسنت کی ترجمانی ہے۔ مفتی محمد اقبال قادری صاحب کا ترتیب کردہ سوال بصورت استفتاء مدلل تحقیق ہے۔ اس پر کسی اضافہ کی نہ حاجت اور نہ کسی سنی کیلئے مخالفت وانکار کی گنجائش ہے۔

پیش آمدہ واردات کو دیکھ کر خوف محسوس ہو رہا ہے کہ سنیت کے لبادہ میں رفض کا نیا بہروپ تو جنم نہیں لے رہا، جس کا مقصد اکابرین اہلسنت رحمہم اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی پیدا کر کے جماعت ناجیہ اہلسنت وجماعت سے برگشتہ کرنا ہے۔ تحقیق وترجیح اور چیز ہے، توہین وتحقیر اور ....

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظاً وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

(دستخط)

خادم اہلسنت ابوالخیر حسین الدین شاہ غفرلہ

گلستانِ مہر علی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم

ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

26 اکتوبر 2003ء

الجواب ھو الحق والحق احق ان یتبع

قاری خادم حسین سعدی مہتمم ....

۲۵ جولائی ۲۰۰۴ء

جامعہ [illegible] آداب القرآن [illegible]

مسجد الفردوس [illegible] ملتان

عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہرگز حقیقۃً ذنب بمعنی گناہ نہیں **ما تقدم** سے کیا مراد لیا؟ وحی اترنے سے پیشتر کے۔ اور گناہ کسے کہتے ہیں مخالفت فرمان کو۔ اور فرمان کاہے سے معلوم ہوگا وحی سے تو جب تک وحی نہ اتری تھی فرمان کہاں تھا؟ اور جب فرمان نہ تھا مخالفت فرمان کیا معنی؟ اور جب مخالفت فرمان نہیں تو گناہ کیا اور جس طرح **ما تقدم** میں ثابت ہوگیا کہ حقیقتاً ذنب نہیں یوں ہی **ما تاخر** میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان ان کے منع پر اترا انہیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالاں کہ ان کا حقیقۃً گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا یوں بعد نزول وحی وظہور رسالت بھی جو افعال جائزہ فرمائے اور بعد کو ان کی ممانعت اتری اسی طریقے سے ان کو ما تاخر فرمایا کی وحی تبدریج نازل ہوئی نہ کہ دفعۃً (فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۵)

(۶) جتنا قرب زیادہ اسی قدر احکام کی شدت زیادہ۔ ع۔ جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔ بادشاہ جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لے گا برتاؤ گوارا کرے گا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کرے گا شہروں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اسی لئے وارد ہوا **حسنات الابرار سیئات المقربین** نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وہاں ترک اولی کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولی ہرگز گناہ نہیں۔ لہذا ان تمام حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر دو ترجمہ صحیح ہیں اور ذنب کا ترجمہ خلاف اولی کرنا عصمت نبی کے خلاف نہیں ہے بلکہ مفسرین کی بیان کردہ توجیہات میں سے توجیہ ہے جس کو علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنے ترجمہ قرآن البیان میں ذنب کے ترجمہ کے تحت بیان فرمایا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

ابو الانوار مفتی ندیم اقبال سعیدی

مفتی ظفر علی نعمانی غفرلہ

چیئرمین فتاوی بورڈ و مہتمم دار العلوم امجدیہ

٤ شعبان المعظم ١٤٢٤ھ یکم اکتوبر ٢٠٠٣ء

الجواب صحیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور غزالیٔ عصر حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے تراجم تحریر فرمائے ہیں ان میں سورۂ مومن کی آیت! واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار۔ اور سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت کریمہ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات! اور سورۂ فتح کی آیت کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما! میں ان دونوں اکابر کے تراجم کے بارے میں سوال ہے کہ ہر دو ترجمے صحیح ہیں یا کوئی ایک!

سائل! محمد اقبال قادری

الجواب! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سائل نے اپنے سوال میں وہ تین آیات تحریر کی ہیں جن میں لفظ ذنب کی نسبت بظاہر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے ذنب کے ظاہری معنی گناہ کے ہیں جبکہ انبیاءِ کرام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں جیسا کہ کتب تفاسیر میں موجود ہے اور اجماع امت بھی اسی میں ہے ان آیات بینات میں مغفرت ذنب کے معنی میں تاویل ہوگی اعلیٰ حضرت نے ان آیات بینات میں امت کی مغفرت مراد لی ہے اور امام اہل سنت غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات بینات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف اولیٰ مراد لی ہے اور یہ دونوں ترجمے درست ہیں اور اسلاف کی توجیہات کے مطابق ہیں اور دونوں ترجمے عصمت نبوت کے پاسبان ہیں!

واللہ اعلم بالصواب!

والسلام!

حافظ الطاف احمد

مدرسہ مصباح العلوم مسلم ٹیلی ملاوہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم مناظر اسلام مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالمجید خان صاحب سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کے جواب سے کلی اتفاق کرتے ہوئے تصدیق کرتے ہیں کہ شیخین جلیلین رحمہما اللہ تعالیٰ کے دونوں ترجمے بے غبار، عصمت نبوت کے پاسبان

اور مسلک برحق اہل سنت و جماعت کے مکمل ترجمان ہیں

دستخط علماء کرام	دستخط علماء کرام
قاری خادم رسول جامع دلبر حسن ستھارکی روڈ - رحیم یار خان	صاحبزادہ مصطفیٰ فاروق قادری ناظم اعلیٰ دارالعلوم فاروق اعظم چوک بہادر پور رحیم یار خان
شاہد سعید علی الجیلانی نقشبندی امام و خطیب جامع مسجد نورانی و مدرس کنزالایمان اکیڈمی للبنات رحیم یار خان	
محمد حنیف شمس القادری مرکزی جامع مسجد گلزار مدینہ رحیم یار خان	مفتی قاری نور حسین سعیدی امام جامع مسجد گلزار مدینہ گلشن اقبال رحیم یار خان
غلام حسین رضا قادری خطیب جامع مسجد انوار حیدری چک نمبر 72 N/P رحیم یار خان	مفتی قاری محمد خالد ابوبکر سعیدی خطیب جامع مسجد الشہاب گلشن اقبال رحیم یار خان
محمد نعیم سعید نعیمی مدرس جامعہ غوثیہ اعظم رحیم یار خان	عبدالصمد سعیدی نائب امام مسجد خضری حبیب کالونی گلی نمبر 6 رحیم یار خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم مناظر اسلام مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالمجید خان صاحب سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کے جواب سے کلی اتفاق کرتے ہوئے تصدیق کرتے ہیں کہ شیخین جلیلین رحمہما اللہ تعالیٰ کے دونوں ترجمے بے غبار، عصمت نبوت کے پاسبان اور مسلک برحق اہل سنت و جماعت کے مکمل ترجمان ہیں

دستخط علماء کرام	دستخط علماء کرام
سعید احمد چشتی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان رحیم یار خان	سید عتیق الرحمن الہاشمی الاشرفی الجیلانی القادری خطیب جامع مسجد رحمانی شیخ زید رحیم یار خان
محمد عمر اویسی خطیب اکبر جامع مسجد بکڑ منڈی رحیم یار خان	قاری محمد ارشد اعوان القادری خطیب جامع مسجد الخلیل رحیم یار خان
شاہ محمد سعیدی خطیب جامع مسجد یا رسول اللہ ھوائی اڈہ روڈ رحیم یار خان	قاری منظور احمد سعیدی خطیب جامع مسجد نوری منظور آباد رحیم یار خان
حافظ غلام مصطفیٰ خطیب جامع مسجد چشتیہ اڈہ گلمرگ رحیم یار خان	فقیر عبدالمجید ساجد سعیدی خطیب جامع مسجد مدنیہ گلشن عثمان رحیم یار خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم مناظر اسلام مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد المجید خان صاحب سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کے جواب سے کلی اتفاق کرتے ہوئے تصدیق کرتے ہیں کہ شیخین جلیلین رحمہما اللہ تعالیٰ کے دونوں ترجمے بے غبار، عصمت نبوت کے پاسبان اور مسلک برحق اہل سنت و جماعت کے مکمل ترجمان ہیں

دستخط علماء کرام	دستخط علماء کرام
فقیر امیر بخش سعیدی جامعہ مسجد حیدریہ رحیم یار خان	محمد عبید اللہ سعیدی امام جامع مسجد [illegible] حبیب کالونی رحیم یار خان
محمد سلیم مہروی خطیب جامع مسجد سلیمانیہ کوٹ سمابہ رحیم یار خان	محمد حسین ضیائی سعیدی امام جامع مسجد عائشہ ۱۰ ار مینارہ کالونی رحیم یار خان
سید سمیع اللہ شاہ صاحب بخاری خطیب جامع مسجد گلزار مصطفیٰ محلہ غریب آباد رحیم یار خان قاری اللہ بخش [illegible] انوار مدینہ مسجد محلہ غریب آباد رحیم یار خان	عاشق حسین سعیدی امام و خطیب جامع مسجد کاظمیہ رحیم یار خان مہتمم یٰسین سعیدی تعلیم ناظم۔ آمنہ عسری گرلز کالج اسلامیہ کالونی رحیم یار خان

خوشخبری

پندرھویں صدیں ہجری کا مسلمانوں کے لئے

عظیم تحفہ

امام اہلسنّت غزالی زماں رازیٔ دوراں

حضرت علامہ

سید احمد سعید کاظمی

قدس سرہ العزیز کا

ترجمۃ القرآن

البیان

جو سلف صالحین کے مسلک کے عین مطابق بارگاہِ الوہیت کے تقدس اور عظمت نبوت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ سادہ اور سلیس اردو زبان میں فہم قرآن کا بہترین ذریعہ ہے۔ جس کی روز مرہ تلاوت مومنانہ فراست اور روحانی بالیدگی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ خود پڑھیے، دوستوں کو پڑھایئے اخروی نجات اور دارین کی حسنات وسعادتیں سمیٹیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

پارہ اوّل

اَلتِّبْيَان

مع البیان

امامِ اہلسنّت غزالیِ زماں حضرت علّامہ

سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

بانی و شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم مُلتان

ناشر- کاظمی پبلیکیشنز انوار العلوم

مُلتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

التبيان العظيم

فى تفسير

سورة التحريم

مجموعة دروس

امام اهلسنت غزالیِ زماں حضرت علامه

سیّد احمد سعید کاظمی رحمة الله علیه

بانی وشیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان

صدر شعبہ اسلامیات اسلامی یونیورسٹی بہاولپور

ناشر: فانوس پبلی کیشنز

راولپنڈی۔ پاکستان